صلی اللہ علی حبیبنا محمد وآلہ واصحابہ وسلم
عشقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
فکر و قلم
صاحبزادہ سید محمد امین علی شاہ نقوی

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

جس کو بھی ہے تلاش خدائے رحیم کی
پہلے نمازِ عشقِ محمدؐ ادا کرے

بین الاقوامی شان کا حامل تبلیغی، تعمیری اور
تاریخی دیوان

فیوضاتِ مدینہ

۱۴۰۶ھ

المعروف

عشقِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

— فکر و قلم —

صاحبزادہ سید محمد امین علی شاہ نقوی

مرکز یاحیُّ یاقیومُ // فیض آباد، فیصل آباد
پاکستان

کتاب —— عشقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
مصنف —— سید محمد امین علی نقوی
ناشر —— صوفی محمد یٰسین قادری، فیصل آباد
0324-7610244
تزئین و آرائش —— محمد اقبال خاکی
کتابت —— محمد عاشق حسین ہاشمی، چینوٹ
صفحات —— ۲۵۶
تعداد —— ایک ہزار
مطبع —— الرفیق افضالی پرنٹنگ پریس، فیصل آباد
ہدیہ —— فی سبیل اللہ
بارِ اول —— سنہ ۱۴۰۸ھ / سنہ ۱۹۸۸ء

ملنے کے پتے

(۱) مرکز یا حی یا قیوم فیض آباد، فیصل آباد، پاکستان
(۲) باب الھدیٰ اسلام گڑھ، میرپور، آزاد کشمیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

حضرت باواجی، بانیٔ دارالاحسان، مدظلہ الرحمٰن

عربی، اردو، فارسی اور پنجابی کے قادر الکلام شاعر ——

صاحبزادہ سید محمد امین علی نقوی سلمہ اللہ تعالیٰ

کی فنی صلاحیتوں کے اظہار کا نیا پیکر، عشقِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صورت میں اربابِ فکر ونظر کے سامنے ہے۔ یہ مجموعۂ کلام الفاظ کی ندرت، تراکیب کی جدت، بیان کی قدرت اور خیال کی رفعت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ محبوبِ خالقِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدح سرائی کا شرف، نہ وسعتِ مطالعہ پہ موقوف ہے، نہ کثرتِ مشق وتجربہ پہ منحصر ہے

یہ تو اُن کی عطا ہے اور اُن کا کرم ——!

جس کے بغیر کوئی بات کبھی نہیں بنتی ——!

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے:

کہ یہ فن پارہ، ہر سطح پہ قبول عام پائے۔

آمین یا حی یا قیوم

ابوانس محمد برکت علی لودھیانوی عفی عنہ
المہاجر الی اللہ والمتوکل علی اللہ العظیم
(۲۵ جمادی الاخریٰ سنہ ۱۴۰۶ھ) دارالاحسان (فیصل آباد) پاکستان

پروفیسر ڈاکٹر سید آفتاب احمد نقوی

نَحْمَدُہٗ

وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مشہور عالمِ دین جناب سید محمد امین علی نقوی، ہمارے عہد کے ان چند گنے چنے افراد میں سے ایک ہیں، جنہوں نے اپنی بے پناہ صلاحیتوں کو ایک طویل عرصے تک گوشۂ گمنامی کی نذر کرنے کے بعد اچانک اور چونکا دینے والے انداز کے ساتھ علم و ادب کے میدان میں وہ انمٹ نقوش ثبت کیے ہیں جنہیں دورِ حاضر تو خراجِ تحسین پیش کر ہی رہا ہے، آنے والا زمانہ بھی ان کے ذکر کے بغیر نامکمل رہے گا۔

ممتاز پیرِ طریقت صاحبزادہ سید محمد امین علی نقوی مدظلہ العالی بھی ایک لمبے عرصے تک خاموش رہے، لیکن پچھلے سال (۱۹۸۵ء) میں انہوں نے اپنے پہلے حروفِ غیر منقوطہ میں نعتیہ کلام پر مشتمل ایک مجموعۂ کلام کو پیش کر کے بڑے بڑے اور جغادری قسم کے شعراء کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ تاریخ کا ریکارڈ درست رکھنے کے پیشِ نظر یہاں واضح کرتا چلوں کہ موصوف نے آج سے بہت پہلے تیئیس ۲۳ سال کی عمر میں جب وہ ابھی زمانۂ طالب علمی سے گزر رہے تھے، ۱۳۸۲ھ کو "قصیدۂ امینیہ" کے نام سے عربی قصائد پر مشتمل ایک شعری مجموعہ بھی لکھا تھا، جس سے توقع کی جا سکتی تھی کہ وہ بہت جلد کوئی اور بڑا کارنامہ سرانجام دیں گے، لیکن حالات و واقعات کی کڑیاں کچھ اس طرح سے سامنے آئیں جس سے وہ پھر مطلعِ علم و ہنر پر سامنے نہ رہ سکے۔ اس کا ذکر ممکن ہے بہت سوں کے لیے سعیٔ لاحاصل ہو، لیکن اس کا ذکر کرنے کو جی چاہتا ہے۔

عندلیبِ بوستانِ فاطمی جناب سید محمد امین علی نقوی کا خاندانِ سادات سے تعلق ہے۔ سلسلۂ نسب پینتالیس (۴۵) واسطوں سے سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ ۱۳۵۹ھ/ ۱۹۴۰ء میں ضلع لدھیانہ کے ایک گاؤں بھٹہ دُوہا شریف میں شیخِ طریقت حضرت سید شاہ محمد نقوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی ۱۹۴۲ء کے گھر جلوہ افروز ہوئے۔ قیامِ پاکستان کے بعد اپنے لٹے پٹے کنبے کے ہمراہ سرزمینِ فیصل آباد میں قیام کیا۔ والد ماجد کا سہارا بچپن میں ہی لُٹ چکا تھا۔ تحصیلِ علم کا شوق ورثے میں ملا تھا، اس لیے جی بھر کر علم حاصل کیا۔ جامعہ رضویہ فیصل آباد سے ابتدائی کتب کا مطالعہ کیا۔ جامعہ نقشبندیہ علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ میں حضرت مولانا عبدالرشید جھنگوی سے بعض ابتدائی کتب کا درس لیا اور جامعہ امینیہ رضویہ منڈی واربرٹن ضلع شیخوپورہ میں حضرت مولانا نور محمد قادری سے معقول و منقول کی کتب پڑھیں، جبکہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دورۂ حدیث کی سند حاصل کی۔

جنابِ نقوی تحصیلِ علم میں کس قدر دلچسپی رکھتے تھے، اس کا اندازہ لگانا نہایت ہی مشکل ہے۔ مجھے گھر کا ایک بھیدی ہونے کی حیثیت میں یہ لکھا بھی ڈھا لینے دیجیے کہ موصوف جب اپنے لٹے پٹے کنبے کے ہمراہ ۱۹۴۷ء کو ہجرت کر کے پاکستان میں تشریف لائے اور چک نمبر ۲۰۸ فیصل آباد میں رہائش اختیار کی، تو طلبِ علم کے شوق نے ان کے اندر کی دُنیا میں ہلچل مچا دی۔ والدہ صاحبہ اور بڑے بھائی صاحب تعلیم و تعلّم کے لیے گھر سے باہر بھیجنے کے لیے تیار نہ تھے، چنانچہ طلبِ علم کے شوق نے گھر سے دوڑنے پر بھی مجبور کر دیا۔ ہوا یوں کہ گاؤں کی مسجد میں ایک اجنبی شخص سے ملاقات ہوئی اور پھر ہمارے یہ بزرگ ان کے ہمراہ چیچہ وطنی کے ایک دینی مدرسے میں تحصیلِ علم کے لیے پہنچ گئے۔ گھر کے افراد شام کو انتظار کرتے رہے، لیکن یہ صاحب گھر میں لوٹ کر آنے کے لیے تو نکلے ہی نہ تھے۔ کئی روز تک تلاش جاری رہی اور پھر بیوہ ماں آنسو بہا چکی، بڑے بھائی مایوس ہو گئے اور بہنوں نے اپنے ویر کے کھو جانے میں آہیں بھر لیں، جبکہ حضرتِ نقوی گھر سے باہر تعلیم کے حصول میں مگن رہے۔ جب گھر والوں کے بارے میں یہ یقین ہو گیا کہ وہ معلوم ہو جانے پر بھی واپس نہیں بلائیں گے

تو انہیں ایک خط کے ذریعے اپنی خیریت سے آگاہ کیا۔ ظاہر ہے کہ اس خط نے خاندان میں زندگی کی لہر دوڑا دی، لیکن حضرتِ نقوی کے حصولِ علم میں خاندان والے اب رکاوٹ بننے کا سوچ بھی نہ سکتے تھے۔ تحصیلِ علم کے ساتھ ہی رُوحانیت میں بھی دلچسپی بڑھ چکی تھی، چنانچہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دستِ اقدس پر بیعت کی اور حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمہ سے ۱۳۷۹ھ کو خرقۂ خلافت پانے کے ساتھ ساتھ حضرت میاں صاحب ٹھسکہ میراں جی رحمۃ اللہ علیہ (بھارت) سے ۱۳۸۰ھ کو اور حضرت پیر صاحب محدث ہزاروی دامت برکاتہم سے ۱۴۰۵ھ کو خلافت و اجازت کی سند حاصل کی۔ علاوہ ازیں اور بھی بہت سے مردانِ خدا کے فیضِ صحبت سے بھرپور فائدہ اٹھایا ؏

میں کہاں کہاں نہ پہنچا تیری دید کی لگن میں

جامعہ رضویہ فیصل آباد سے فارغ ہوئے تو علمی سطح پر نابغۂ روزگار بن چکے تھے۔ آتے دن دورِ خطابت کے مظاہرے ہونے لگے۔ تدریس کے شعبے سے بھی منسلک ہوئے۔ مناظروں کا بازار گرم ہوگیا۔ زبان بندیاں ہونے لگیں لیکن شوق تھا کہ کم ہونے کے بجائے بڑھتا ہی چلا گیا۔ خطیب بھی مشہور ہوئے تو مناظر بھی۔ تدریس میں بھی ممتاز ہوتے، تو مذہبی سکالر بھی کہلاتے، لیکن جناب نقوی کی رُوح جو تصوف کے سانچے میں پروان چڑھی ہوئی تھی۔ محبت و یگانگت کے جذبوں میں جس نے جنم لیا تھا شیخِ طریقت حضرت پیر سید شاہ محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کی گود میں جسے کھیلنے کا موقع ملا تھا، وہ رُوح علم و ادب کو کب تک مناظروں اور مکالموں کی نذر کرتی، آخر وہی ہوا جو ہونا تھا۔ حضرتِ نقوی عالم و فاضل تو تھے ہی اور اب بھی ہیں، لیکن علم کا غلبہ محبت و پیار کے جذبوں میں صوفیانہ مزاج کے ساتھ ڈھل گیا۔ اب انہیں مناظروں کی بجائے واردات سے واسطہ پڑا۔ سٹیج پر چمکنے کی بجائے اپنے اندر روشنی کی تڑپ تیز تر کرنے کی جستجو ہوئی۔ ظاہری علمیت حقیقت کے سانچے میں ڈھلنے لگی۔ بحث و نظر میں پہلے کوئی جچتا نہ تھا، لیکن اب اپنے ہی احتسابِ نفس کا زمانہ آچکا تھا۔ پھر کیا تھا، قلب و نظر میں آگہی نے جنم لیا۔ علمیت

حقیقتِ ابدی کا رُوپ دھار گئی۔ محبت و اخوت کے جذبے پروان چڑھ گئے اور پھر خطیب و مناظر گوشۂ گمنامی میں چلے گئے۔ قلب و نظر کا رُخ بدل گیا۔ اجتماعیت نے گوشۂ تنہائی کو اختیار کیا۔ بولنے نے خاموشی کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اور اب حضرتِ نقوی سامنے آنے کی بجائے پیچھے ہٹنے لگے۔ سنتِ حضرتِ ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۳۹۳ھ کو شہر سے نکال کر ویرانے میں لے گئی اور اب جناب نقوی عبادت و ریاضت اور فقر و استغناء کی مجسم مثال بن کر خاموشی کے ساتھ اپنے ظاہر کی بجائے باطن کی طرف متوجہ ہونے لگے اور طویل عرصے تک اسی احساس نے اپنی ذات کی نفی اور مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کی مشق کرائی۔ اس طویل گوشۂ گمنامی میں جناب نقوی اپنے اظہار کے لیے شعر کا سہارا ڈھونڈتے رہے تا آنکہ حروفِ غیر منقوط کی طرف چل نکلے، جس کا صلہ "محمد ہی محمد" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کتاب کی صورت میں ہم تک پہنچ چکا ہے، لیکن اس کتاب سے قبل بھی انہوں نے بہت کچھ لکھا اور بعد میں بھی یہ سلسلہ جاری ہے اور اب یہی سلسلہ "عشقِ محمد" (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا رُوپ دھار کر لفظ و معانی کی سنگلاخ زمینوں سے گزر کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس مجموعۂ کلام میں حضرتِ نقوی نے اگرچہ شاعری کی ہے، لیکن ان کی شاعری نہ تو معروف معنوں میں گل و بلبل کی جدت کو اپنے آئینے میں سجائے ہوئے ہے اور نہ ہی یہ مذہبی شاعری ہے جس میں اصول فقہ کو منظوم کیا گیا ہو، بلکہ یہ اُن کے باطن کی وہ سُہلی آواز ہے جس میں فکر و خیال کی رم جھم جی بھر کر برسی ہے جس سے ایک زمانہ مُستفید ہو رہا ہے اور آئندہ آنے والی نسلیں بھی اس سے فکری رہنمائی حاصل کر کے ملتِ اسلامیہ کو ایک پیغامِ دل نواز سے نوازتی رہیں گی۔

"عشقِ محمد" (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اگرچہ شاعر کے عشقِ رسالت مآب کی داستان دلگداز ہے، لیکن حضرتِ نقوی کے ہاں عشقِ رسالت مآب محض ایک مجرد تصور کی صورت میں رُونما نہیں ہوا، بلکہ یہاں تصورِ عشق ایک باعمل صوفی کے وجدان سے تازہ کاری کے ہمراہ وارد ہوا ہے اسی لیے ہمیں یہاں وجدانی کیفیات عام ملتی ہیں، جن سے شاعر نے خود بھی استفادہ کیا ہے

اور وہ اپنے اس فکر انگیز پیغام سے دوسروں کو بھی روشناس کرانا چاہتا ہے۔ گویا یہاں عشقِ رسول فکر و خیال کی وادیوں میں ایک ایسی قلبی و روحانی دستک کا نام ہے جو ایک ہی جست میں کامیابی و کامرانی حاصل کرنے کی بیّن پوزیشن میں ہے، اسی لیے تو ایک جگہ انہوں نے کہا ہے ؎

مقصدِ نقوی نہیں ہے شاعری،

دعوت و تبلیغِ دیں مقصود ہے

جنابِ امین نقوی حمد بھی کہتے ہیں اور نعت بھی، منقبت بھی ان کا موضوع ہے تو قطعہ و مثنوی بھی ان کے دائرۂ فن میں شامل ہیں لیکن ان کے ہاں یہ چیز نمایاں ہے کہ وہ جو کچھ بھی لکھتے ہیں، اُس کی بنیاد عشق کی دل آویزی اور محبت کی رنگا رنگی پر ہوتی ہے۔ وہ کائنات کے ایک ایک کل پُرزے میں عشق کے اسرار و رموز پاتے ہیں اور پھر اسے صوفیانہ تعبیروں سے واضح کرتے ہیں ـــــ چنانچہ عشق اُن کی شاعری کا اب خصوصی موضوع ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں ؎

عشق ہے قانون ربّ العالمیں ۔۔۔ عشق ہے سرمایۂ دُنیا و دیں

عشق ہی دیتا ہے درسِ بے خودی ۔۔۔ عشق سے ملتا ہے ایمان و یقیں

عشق سے کھلتے ہیں اسرار و رموز ۔۔۔ عشق سے ہے سیرِ افلاک و زمیں

عشق کی دولت ہوئی جس کو نصیب ۔۔۔ تا ابد زندہ ہے وہ مردِ حسیں

جنابِ امین نقوی نے اپنی زندگی کو عشق کے سانچے میں پروان چڑھایا ہے، چنانچہ جب وہ موجودہ صورتِ حال میں ملتِ اسلامیہ کو لخت لخت دیکھتے ہیں، فرقہ وارانہ کشیدگی کو پاتے ہیں۔ لسانی، تہذیبی اور ثقافتی اختلافات کو ملتِ اسلامیہ میں وجہِ نفاق محسوس کرتے ہیں، تو وہ ملتِ اسلامیہ کو دعوتِ عشق دیتے ہوئے دعوتِ اتحاد سے بھی نوازتے ہیں، کیونکہ یہی وہ مقام ہے جس سے ملتِ بیضا آج بھی بیتے ہوئے دنوں کی یادوں میں کھونے کی بجائے سہانے مستقبل کے خوابوں کی تعبیر دیکھ سکتی ہے، چنانچہ اس کتاب میں شاعر نے جہاں اپنی شاعری میں اتحادِ عالمِ اسلامی کی عمومی بات کی ہے، وہاں ایک الگ حصے میں بھی اس پر سیرِ حاصل لکھا ہے۔

چند اشعار دیکھیے ؎

نفاق و بحث اور شر سے مجھ کو سخت نفرت ہے ۔۔۔ پلایا یار نے اُلفت کا جب سے جام ہے یارو

ہیں فرقے فرق سے نکلے، تبھی تو چھوڑ کر ان کو ۔۔۔ فقط درسِ محبت اب تو اپنا کام ہے یارو

ہے فقط اک عالمِ اسلام کا وہ اتحاد ۔۔۔ کفر و باطل کے لیے جو موت کا پیغام ہے

فرق سے بنتا ہے فرقہ، فرق کو گر چھوڑ کر ۔۔۔ ایک ہو جاؤ تو پھر امت کا استحکام ہے

تو اے مردِ مسلماں دینِ حق کا ترجماں ہو جا ۔۔۔ نکل کر سارے فرقوں سے حقیقت کا بیاں ہو جا

تو انڈونیشیا سے تا مراکش متحد ہو کر ۔۔۔ زمینِ آدمیت پر کرم کا آسماں ہو جا

جنابِ امین نقوی کی شاعری میں فکر و فن کے نو بہ نو گل بُوٹے سجے ہوئے ہیں، وہ جہاں عشق و اتحاد کو موضوعِ بحث بناتے ہیں، وہاں وہ عشق کے پیکر اور اتحاد کے داعی افراد کے ذکر سے بھی اپنی شاعری کو سجانے کے فن سے ماہر ہیں، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب میں حضراتِ اہلِ بیت، صحابہ، اولیائے کرام اور نامور علمائے دین کے مناقب بھی شامل ہیں۔ گویا یہ نفوسِ قدسیہ شاعر کی فکر کے نمائندہ اور مثالی افراد ہیں، جن کی اطاعت و فرمانبرداری سے آج بھی ملتِ اسلامیہ کا رنگ بدل سکتا ہے۔ مناقب کے سلسلے میں انہوں نے جہاں ان افراد کے اعلیٰ مراتب کو صوفیانہ آہنگ سے بیان کیا ہے، وہاں ان کے کردار کے نمایاں اوصاف بھی رقم کیے ہیں تاکہ قاری جان سکے کہ یہ عظیم لوگ کس قسم کی زندگی بسر کر کے گئے ہیں۔ حضرتِ علی علیہ السلام کے مناقب پر مشتمل بہت سی منظومات اس کتاب کا حصہ ہیں۔ ایک منقبت کے چند اشعار میں فکر و خیال کی روانی اور صوفیانہ مزاج کی تابانی دیکھیے ؎

علی خدا کا وہ اک ولی ہے ۔۔۔ ازل سے جس کی ضیا چلی ہے

علی علی ہے، علی علی ہے

علی خفی ہے، علی جلی ہے ۔۔۔ علی کا نعرہ گلی گلی ہے

علی علی ہے، علی علی ہے

علی کا بن کر مُرید مَیں نے نبی کے در پر جبیں ملی ہے

علی علی ہے، علی علی ہے

کہاں ہے دُنیا کی فکر کوئی زبانِ نقوؔی پہ یا علی ہے

علی علی ہے، علی علی ہے

کتاب کا ایک بڑا حصہ نعتِ رسول پر مشتمل ہے۔ جنابِ نقوی نے نعت کو نعت سمجھ کر رقم کیا ہے۔ انہوں نے نعت لکھتے ہوئے قرآن و حدیث میں تصورِ نعت کو ہی پیشِ نظر رکھا ہے۔ جدید نعت کیا ہے اور اسے کیسا ہونا چاہیے؟ یہاں ان کے ہاں اس قسم کی کوئی بات نہیں ملتی؛ وہ تو عشقِ رسول میں ڈوب کر نعت کہتے ہیں اور ایسے ہی کہتے ہیں جیسے وہ کہنا چاہتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ وہ نعت کہتے ہوئے نعت گوئی کا حق ادا کرتے ہیں۔ انہوں نے ایک طویل نعت لکھی ہے جس میں نعت کے بارے میں تفصیل سے لکھا ہے۔ میری نظر میں کم از کم آج تک ایسی کوئی نعتیہ نظم نہیں گزری جس میں یوں کسی شاعر نے نعت کے بارے میں تحریر کیا ہو۔ اس طویل نعت سے چند اشعار دیکھیے ؎

نعت ہے ایمان کی رُوحِ رواں نعت سے اللہ کی رضوان ہے

نعت ہے زادِ رہِ ہر دو سرا جسم و رُوحِ ناتواں کی آن ہے

نعت ہے کوہِ طریقِ احتیاط نعت ہر مضمون کا سُلطان ہے

نعت ہے تبلیغِ ملت کا عَلَم نعت ہی مُستکمل نقصان ہے

نعت ہوتی ہے کہاں آورد سے نعت تو آمد کا چمنستان ہے

حضرتِ نقوی ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں، تو ایسے محسوس ہوتا ہے، جیسے اِک ندی گنگناتی ہوئی رواں دواں ہو۔ وہ عقیدت و احترام کے ان پیمانوں سے بخوبی آگاہ ہیں جو نعت کے لیے ضروری ہیں، لیکن وہ نعت لکھتے ہوئے صرف پیمانوں کو ہی مدِ نظر نہیں رکھتے۔ بلکہ اپنے امزاں کو بھی پیشِ نظر رکھتے ہیں جن کی بدولت ان کی نعت میں آورد کی بجائے آمد کا توانا احساس ہوتا ہے۔ اس نعت کے چند اشعار ملاحظہ ہوں ؎

جہاں دیکھو، جدھر دیکھو محمد ہی محمد ہیں ادھر دیکھو، اُدھر دیکھو محمد ہی محمد ہیں

خدا کے سب کلاموں میں، درودوں میں سلاموں میں بہ ہر طرزِ دِگر دیکھو، محمد ہی محمد ہیں

رُسولوں اور ولیوں میں، چمن میں پھول کلیوں میں فروغِ بحر و بر دیکھو، محمد ہی محمد ہیں

بہاروں کی بہاروں میں، فضا میں آبشاروں میں اے نقوؔی جلوہ گر دیکھو، محمد ہی محمد ہیں

جنابِ نقوی کی شاعری میں جہاں موضوعات کا تنوع پایا جاتا ہے، وہاں یہ ایک خوشگوار حیرت بھی ہوتی ہے کہ وہ بیک وقت عربی، فارسی، ہندی، اُردو اور پنجابی زبان میں پوری روانی کے ساتھ لکھ رہے ہیں۔ ان کی عربی میں جہاں پُرشکوہ الفاظ کے عمدہ نمونے ملتے ہیں، وہاں فارسی شاعری میں نرمی اور ملائمت کے بھی شہ پارے موجود ہیں۔ اُردو شاعری اگرچہ اُردو میں ہے لیکن اُن کے ہاں یہ چیز بطورِ خاص اہم ہے کہ وہ جہاں اُردو کو تنگیٔ دامنی کا شکار دیکھتے ہیں، وہاں عربی اور فارسی کا سہارا لے کر آگے بڑھ جاتے ہیں جس سے بعض ناقدوں کو ممکن ہے عربی زبان سے ناواقفیت کی بنا پر ان کی شاعری میں کمزوریاں بھی نظر آئیں لیکن اس کا کیا علاج ہے کہ جنابِ نقوی عربی سے بھی نہ صرف آگاہ ہیں، بلکہ اس زبان میں شعر بھی کہہ رہے ہیں۔

جہاں تک معتقدات کا تعلق ہے جنابِ نقوی نے انہیں جیسے محسوس کیا ہے، عام فرقہ بندی کی حدود و قیود سے بالاتر ہو کر رقم کیا ہے اور ان معتقدات میں تصوف کا گہرا رچاؤ موجود ہے ع

مذہبِ عشق از ہمہ دنیا جُدا است

میں گفتگو مختصر کرنا چاہتا تھا لیکن شاید طویل کر گیا ہوں۔ دراصل بات ہی کچھ ایسی ہے کہ دورِ جدید میں جنابِ امین نقوی کی طرح آخر کتنے شاعر ہیں جو علم سے رُوح کی وادی میں سفر کرتے ہوئے میدانِ شعر میں آئے ہوں۔ ظاہر ہے یہ مثالیں نایاب نہ سہی کمیاب ضرور ہیں، اس لیے ان ایسے گوشہ نشینوں کے اظہار و کلام پر بات کرنا کوئی معمولی سعادت تو نہیں ہے اور میں نے بھی یہ چند باتیں محض سعادت اور خوش بختی کے حصول کے لیے لکھ دی ہیں، ورنہ من آنم کہ من دانم!

۱۳ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ / ۱۷ دسمبر ۱۹۸۶ء پروفیسر ڈاکٹر آفتاب احمد نقوی

ایم اے اردو، ایم اے پنجابی، فاضلِ اُردو (گولڈ میڈلسٹ)، ایل ایل بی، پی ایچ ڈی

اُستادِ زبان و ادبیاتِ اُردو، گورنمنٹ دیال سنگھ کالج لاہور

ترتیب

اللّٰھم صل علیٰ رسولك محمد وعلیٰ آلہ وسلم

میں اپنی اس آفاقی کتاب کو اعلیٰ حضرت سید
صدرالدین بھاکری رحمۃ اللہ علیہ کے
آستانہ عالیہ شہر سکھر سندھ میں بصد خلوص و احترام
پیش کرتا ہوں کہ جن کے دربار شریف پر حضرت سید
لعل شہباز قلندر سیوہنی رحمۃ اللہ علیہ برسوں
چلہ کش ہوکر مستفیض ہوتے رہے ہیں ؎

ساقی ترا مستی سے کیا حال ہوا ہوگا
جب تُو نے پیالے میں وہ مے بھری ہوگی

نقوی
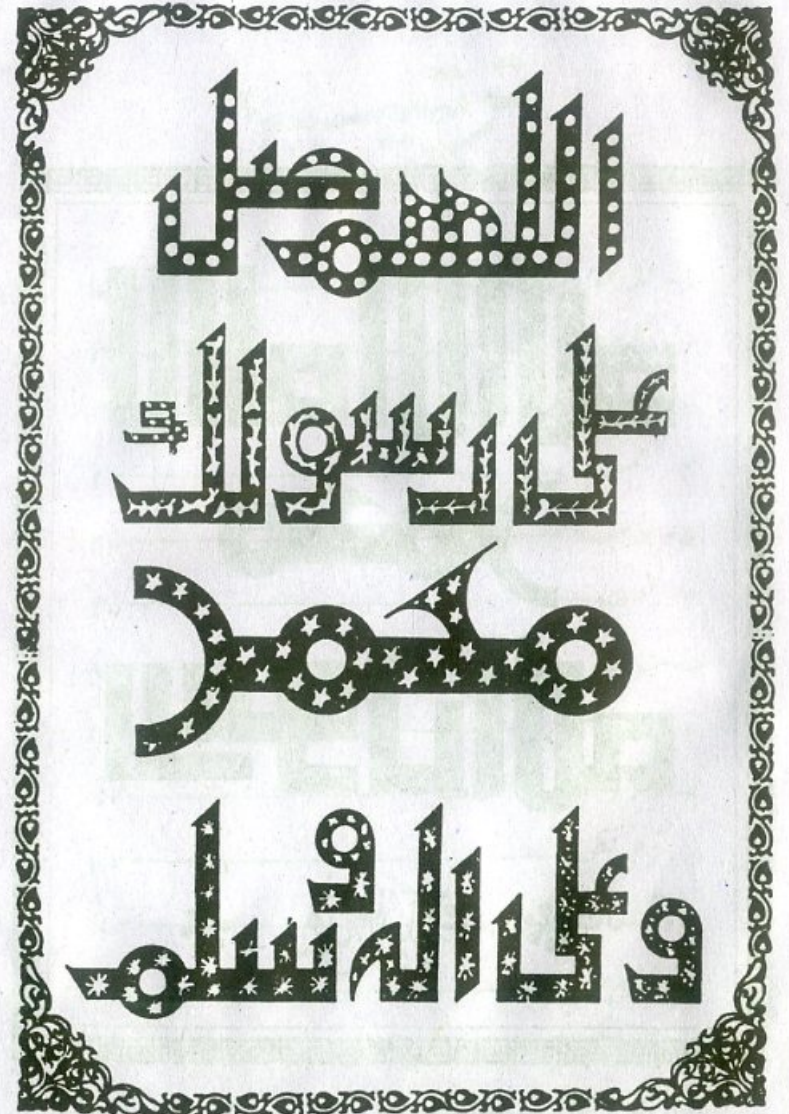
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کلمۂ اوّل

بسیار دیدہ ام کہ یکے را دو کرد تیغ،

تلوارِ عشق بیں کہ دو کس را یکے کند

یہ ناچیز اللہ تبارک و تعالیٰ کا کس زبان سے شکر ادا کرے کہ اُس نے مجھے اپنے قرآنِ ناطق، بُرہانِ صادق، نبیِ خاتم، سیدِ عالم، رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان و سیرت کے پیارے موضوع پر اُردو نظم میں غیر منقوط دیوان کو مختصر عرصے میں "محمد ہی محمدؐ" کے بے مثال نام سے لکھنے کی توفیق بخشی۔ جو بازار میں آتے ہی عام درجے کے قاری سے لے کر بڑے بڑے جغادری اہلِ علم کی توجہ کا مرکز بن چکا ہے اور ملک کے بڑے بڑے مشہور اخبارات و رسائل اور اہلِ قلم حضرات کی طرف سے خراجِ تحسین حاصل کرنے میں کامیاب رہا ہے۔

اور اب فقیر اپنے کلام کے دوسرے دیوان کو "عشقِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم" کے مقدس و مبارک نام سے عالمِ اسلام کی خدمت میں تبلیغی انداز سے پیش کرنے کا اعزاز حاصل کر رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ حضرتِ عشق اتحاد و اخوت کا درس دیتا ہے اور عقل انتشار و نفرت کی راہ دکھاتی ہے۔ حضرتِ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

عقل کو تنقید سے فرصت نہیں   عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

سُلطان العارفین حضرت سُلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

نہ میں سُنّی نہ میں شیعہ، میرا دوہاں توں دل سڑیا ہُو

مک گئے سب خشکی دے پینڈے دریا رحمت وڑیا ہُو

حضرت سید بابا بُلھے شاہ قصوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

کِتے شیعہ اے، کِتے سُنّی اے   کِتے جٹا دھاری کِتے مُنّی اے

میری سب تھیں فارغ کُنّی اے   جو کہاں سو یار منیندا اے

سُنّی ناں نہیں ہم شیعہ،

صُلحِ کُل کا مارگ لیا

حضرت مولانا فخرالدین چشتی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

نہ سُنّیم کہ کند گلہ رافضی احمق   نہ رافضی کہ کند سُنّیم گریباں شق

مُریدِ حضرتِ عشقم دگر نمے دانم   کدام بر سرِ باطل، کدام بر سرِ حق

(ملفوظاتِ مہریہ گولڑہ شریف)

ساتھ ہی یہ بھی ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ رُوئے زمین پر صرف دو قومیں آباد ہیں مُسلم اور غیر مُسلم۔ غیر مسلم دل سے چاہتے ہیں کہ مسلم قوم آپس میں کبھی متحد نہ رہے۔ وہ اُن کے مقامات و عبادات سے خائف نہیں ہیں: بلکہ اُن کے باہمی اتحاد و اخوت سے لرزاں و ترساں ہیں اور وہ انہیں صرف مُسلمان ہونے کی نظر سے دیکھتے ہیں کسی فرقے یا پارٹی کی حیثیت سے نہیں دیکھتے۔ چنانچہ افغانستان میں روسی فوجیوں، فلسطین و لبنان میں یہودیوں اور ۱۹۴۷ء میں ہندوؤں اور سکھوں کے ظلم و ستم اور قتل و غارت سے امتِ مُسلمہ کا کوئی فرقہ بھی محفوظ نہیں رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم و کرم فرمائے تاکہ ہم اس کے بتائے ہوئے صراطِ مستقیم میں پورے پورے داخل ہو سکیں اور فرقہ بندی اور پارٹی بازی کی بناء پر اقوامِ عالم کی نظروں میں اپنی کھوئی ہوئی روشن قدروں کو بحال کر سکیں، جبکہ اسلام کسی ایک فرقے یا پارٹی کا نام نہیں ہے۔ پارٹی بازی اور گروہ سازی ہمیشہ کسی دنیوی غرض و غایت کے تحت ہوتی ہے۔ اسلام ہمیشہ محض اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور ماسوا کی ہر غرض و غایت سے پاکیزہ ہے۔ اسلام حق گوئی و خود آگاہی، ہمدردی و خیر خواہی، امن و سلامتی، صلح و آشتی، اتحاد و اخوت،

رحمت و محبت اور مساوات و مواسات کا علمبردار ہے۔ اسلام ایک مکمل ضابطۂ کائنات ہے جس میں کسی قسم کی فرقہ پرستی اور تفرقہ پروری کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے اور فرقہ فرق سے بنتا ہے جو اپنے سوا کسی دوسرے کو دیکھنے کا بھی روادار نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ پیغمبر میں اولیاء اللہ میں سے کسی نے بھی کوئی فرقہ یا کوئی پارٹی نہیں بنائی۔ بلکہ بنی نوع انسان کی ہمدردی، خیرخواہی، محبت صرف محبت، انتہاء محبت سچی محبت اور وحدت کا جام پلایا ہے علامہ اقبال علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

مرد عاشق از خدا گیرد طریق
می شود بر کافر و مسلم شفیق

فرقہ پرستی کسی ایک مذہب کا نام نہیں ہے۔ بلکہ فرقہ پرستی تو صرف یہ ہے کہ آپ اپنے سوا کسی کو مسلمان نہ سمجھیں اور یہ بھی یاد رہے کہ اسی دو قومی نظریئے ہی نے تو پاکستان بنایا تھا اور اسی نظریئے کے سہارے اہلِ اسلام نے آج بھی آگے بڑھنا ہے اور دنیائے کفر کے تین حصوں کو حلقۂ اسلام میں لانے کی کوشش سے ہمکنار ہونا ہے اور اگر اس کے برعکس دنیا کا صرف ایک مسلم حصہ ہی فروعی مسائل کے اختلافات کی بنا۔ پر آپس میں یونہی لڑتا جھگڑتا رہا اور ایک مرکز پر اکٹھا نہ ہو سکا۔ تو پھر شدید خطرہ ہے کہ اہلِ اسلام مستقبل میں اپنے قبلۂ اول بیت المقدس کی طرح اور بھی اپنا بہت کچھ کھو بیٹھیں گے ؎

اہل سنت اور شیعہ اور سب اہلِ حدیث
ایک ہوں آپس میں نقوی کا یہی پیغام ہے

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے رسول پاک، صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اور وسیلے سے عالمِ اسلام کے اتحاد کے مبارک سلسلے میں میری اس معمولی سی علمی و ادبی کاوش اور نہایت ہی مخلصانہ کوشش کو مقبول فرما کر میری نجات و مغفرت کا ذریعہ بنائے اور عالمِ اسلام کے عوام و خواص کو رہتی دنیا تک اس سے استفادہ کی توفیق

عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین یا حیُّ یا قیوم ؎

چشمِ اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعتِ شانِ رفعنا لک ذکرک دیکھے

اور آخر میں ہر عالم و ہر شاعر سے گزارش ہے کہ اگر آپ کو اس کتاب میں کوئی علمی، ادبی اور فنی خامی نظر آئے، تو اُس کی اصلاح فرما کر مجھے مطلع فرمائیں تاکہ دوسرے ایڈیشن میں اس سے استفادہ کر لیا جائے ؎

کمالِ صدقِ محبت ببیں نہ نقصِ خطا
کہ ہر کہ بے ہنر افتد نظر بہ عیب کند

داعیٔ

عالمی اتحادِ اسلامی

سید محمد امین علی نقوی

فیصل آباد۔ پاکستان۔

۱۹ جمادی الآخر
۱۴۰۶ھ
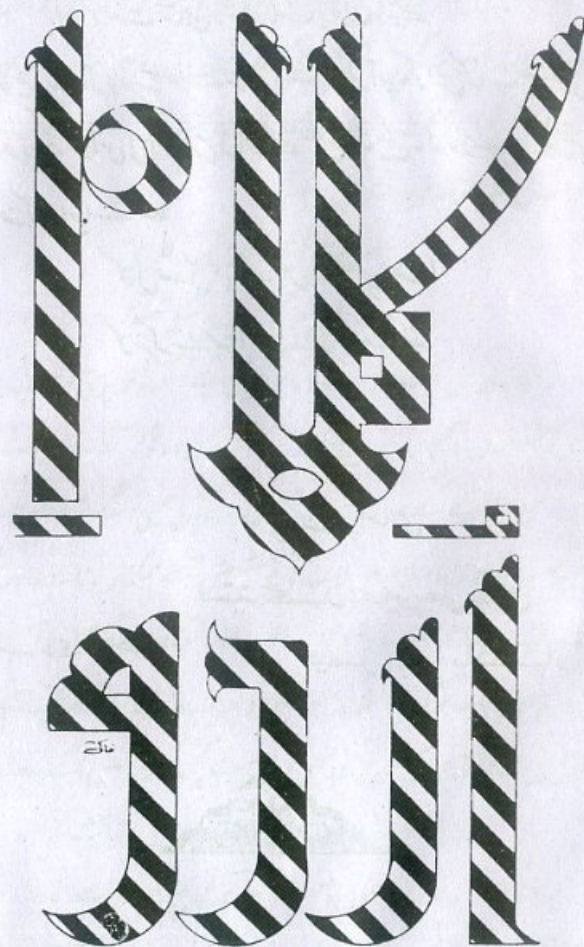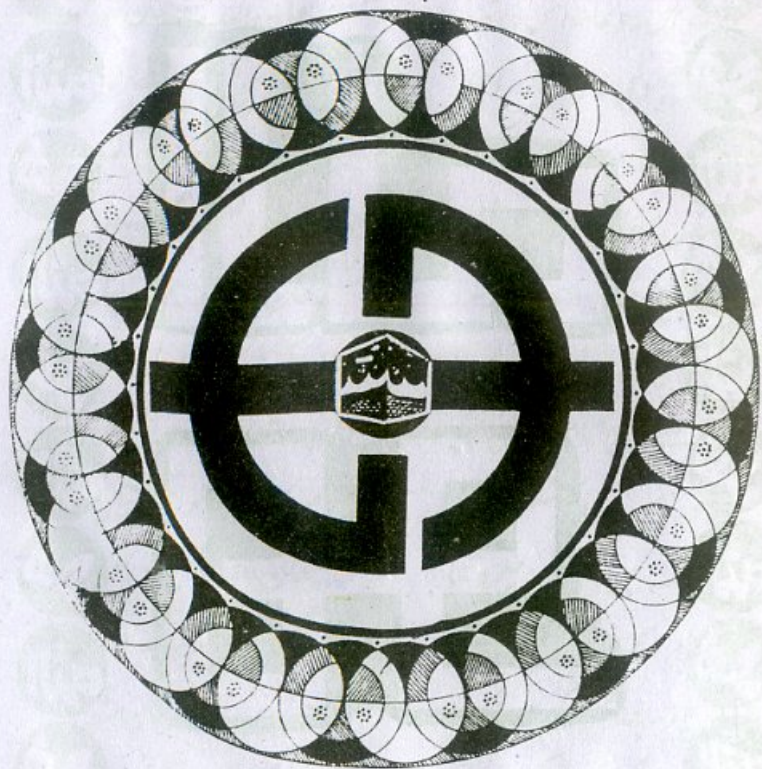
اللہ
ھو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہے ربّ کو بقا اور سب کو فنا — سُبحان اللہ، سُبحان اللہ
کرتے ہیں دو عالم اس کی ثنا — سُبحان اللہ، سُبحان اللہ
مالک ہے وہی خالق ہے وہی — رحمٰن وہی رازق ہے وہی
ہر ایک کا ہے وہ عقدہ کشا — سُبحان اللہ، سُبحان اللہ
مقصودِ رُسُل، مطلوبِ اُمم — مسجودِ عرب، معبودِ عجم
روشن ہیں اُسی سے ہر دو سرا — سُبحان اللہ، سُبحان اللہ
نبیوں کی وِلا، ولیوں کی صدا — حُوروں کی ادا، غلماں کی دُعا
از تحتِ ثریٰ تا عرشِ عُلیٰ — سُبحان اللہ، سُبحان اللہ
وہ نورِ زمن، وہ حُسنِ چمن — ہر بزم کا وہ موضوعِ سُخن
ہر رنگ میں ہے وہ جلوہ نما — سُبحان اللہ، سُبحان اللہ
یہ شام و سحر، وہ شمس و قمر — ہر سنگ و شجر ہر برگ و ثمر
ہر چیز ہے محوِ ذکرِ خُدا — سُبحان اللہ، سُبحان اللہ
عظمت اُس کی ہو کیسے بیاں — عاجز ہے قلم، قاصر ہے زُباں

نقوی ہے سراپا جرم و خطا
سُبحان اللہ سُبحان اللہ

دوائے کرب و بلا، لاالٰہ الّا اللہ
نوائے لطف و عطا لاالٰہ الّا اللہ
کنشت ہو کہ کلیسا یا دیر ہو کہ حرم
وُہی ہے جلوہ نما لاالٰہ الّا اللہ

وہی ہے سارے زمانے کا خالق و رازق
کریم سب سے بڑا لاالٰہ الّا اللہ
رہی ہے اور رہے گی اسے حیات و بقا
فقط وہی ہے سدا لاالٰہ الّا اللہ

وِلائے اہلِ وِلا ہے اُسی کی اُلفت سے
سخائے اہلِ سخا لاالٰہ الّا اللہ
اُسی کے حکم سے قائم ہے بزمِ حسنِ جہاں
وجودِ ارض و سما لاالٰہ الّا اللہ

اُسی کا ذکر ہے تسکینِ رُوح کا باعث
چراغِ ذہنِ رسا لاالٰہ الّا اللہ
اُسی کے اسمِ گرامی کا لوگو وِرد کرو
رہو اُسی کے گدا لاالٰہ الّا اللہ

وہی ہے منزلِ نقوی، سکونِ قلب و نظر
مُرادِ اہلِ دُعا، لاالٰہ الّا اللہ

دلِ عمل کی صدا، لاالٰہ الّا اللہ
رُخِ کرم کی ضیا، لاالٰہ الّا اللہ

کریمِ عدم و وجود و علیمِ غیب و شہود
رحیمِ ارض و سما، لاالٰہ الّا اللہ

وہی ہے ظاہر و باطن، وہی ہے وارثِ کُل
جہاں کا عقدہ کشا، لاالٰہ الّا اللہ

وہی ہے سارے زمانے کا اوّل و آخر
نصیرِ شاہ و گدا، لاالٰہ الّا اللہ

وہی تو وِردِ مقدس ہے سارے عالم کا
سکونِ اہلِ وفا، لاالٰہ الّا اللہ

اُسی کا نور درخشاں ہے ذرّے ذرّے میں
اُسی کو سجدہ رَوا، لاالٰہ الّا اللہ

اُسی کی بُو سے مہکتا ہے زندگی کا چمن
صفائے راہِ صفا، لاالٰہ الّا اللہ

اُسی کے فضل سے ہم کو ہوئی میسّر ہے
رہِ رضا و لقا، لاالٰہ الّا اللہ

درِ رسولِ خدا کا غلام ہے نقوی
فقیرِ آلِ عبا، لاالٰہ الّا اللہ

یا حیّ یا قیّوم — تو کشّافِ مکتوم
ہر چیز کا تو مسجود — یا اللہ، یا معبود
لاریب ہے تو رحمٰن — لاریب ترا قرآن
تو لاحد لامحدود — یا اللہ، یا معبود
تو شاہد تو مشہود — نہ والِد، نہ مولود
ہر اک پہ تیرا جُود — یا اللہ، یا معبود
تو منعم تو سُلطان — تو محسن، تو حنّان
ہر دَور کا تو محمود — یا اللہ، یا معبود
تو دافعِ ہر خنّاس — تو ماحیِ سب وسواس
ہے ذکر ترا مسعود — یا اللہ، یا معبود
تو سامعِ کُل دعوات — تو قاضی الحاجات
تو عالم کا مقصود — یا اللہ، یا معبود
ہوں دریا کے قطرات — یا صحرا کے ذرّات
تو ہر جا ہے موجود — یا اللہ، یا معبود
تو بخش دے وہ تدبیر — ہر قلب ہو پُر تنویر
ہر وحشت ہو مفقود — یا اللہ، یا معبود
تو ناصر، تو غفّار — تو راحم، تو ستّار

ہو نقویؔ کی بہبود
یا اللہ، یا معبود

ہے یا رب جہاں زیرِ فرمان تیرا
زمانہ ہے ممنونِ احسان تیرا

تو اب بھی ہے موجود جیسے تھا پہلے
کرم ہے عوالم پہ ہر آن تیرا

تو ہے وحدہٗ لاشریکِ دو عالم
ازل سے ابد تک ہے فیضان تیرا

تو ہر شے کا خالق، تو ہر شے پہ قادر
ہے مضبوط ہر عہد و پیمان تیرا

تو ہر نقص و ہر عیب سے ہے مُبرّا
مداوائے ہر غم ہے قرآن تیرا

تری ذات ہے ماورا بیش و کم سے
نہ حدِ تعیّن، نہ جُثمان تیرا

ترے فرش والے، ترے عرش والے
ہیں کرتے سدا ذکر و اعلان تیرا

زمیں آسماں میں کہاں تیری منزل
دلِ مردِ مومن ہے ایوان تیرا

یہی آرزو ہے خدایا یہ نقویؔ
رہے مانتا دل سے فرمان تیرا

خُدایا یہ عالم ہے مہمان تیرا
ہے موجود ہر اک جگہ خوان تیرا

زمین وزماں میں مکین و مکاں میں
ہے جاری ہمیشہ سے فیضان تیرا

عبادت کے لائق ہے اک ذات تیری
ہے ہر کام بے مثل و ذیشان تیرا

نہ ہو گا نہ ہے کوئی تیرا مقابل
اکیلا ہے تُو حق ہے قرآن تیرا

تُو خالق تُو رازق تُو مالک تُو صادق
کیا ذرے ذرے نے اعلان تیرا

تُو مشکل کشا ہے تُو حاجت روا ہے
جہاں پر ہے اکرام و احسان تیرا

تری نعمتیں سب ہیں اعلیٰ سے اعلیٰ
مگر سب سے اعلیٰ ہے عرفان تیرا

زمانے کی ہر ایک شے میں ہے دیکھا
نگاہِ بصیرت نے عنوان تیرا

تُو ممدوحِ عالم ہے میرے خُدایا
نہیں صرف نقوی کو ارمان تیرا

خُدایا یہ کیا کم ہے احسان تیرا
تُو رحمٰن میرا، مَیں انسان تیرا

تُو اوّل، تُو آخر، تُو ظاہر، تُو باطن
مہکتا ہے مہکے گا بُستان تیرا

ازل سے ابد تک ہے تیری حکومت
ہے آدم بھی تیرا، تو شیطان تیرا

کتابیں صحیفے، ترے بے بہا ہیں
مگر سب سے بڑھ کر ہے قرآن تیرا

زمانے میں ہے کونسی چیز ایسی،
نہیں ہے جسے شوق و ارمان تیرا

دو عالم کی ہر چیز فانی ہے لیکن
ہے باقی فقط نام و فرمان تیرا

جہاں کے قیاس و گماں سے ہے بالا تر
تری ذات کی حمد، عرفان تیرا

نہ دُنیا نہ عقبیٰ کی ہے کچھ ضرورت
عطا ہو مجھے صرف رضوان تیرا

ہے تحریر میری میں تنویر تیری
یہ دیوانِ نقوی ہے فیضان تیرا

خُدایا ہے محفوظ قرآن تیرا | محمّد ہے بے مثل انسان تیرا

تری ذاتِ اقدس تھی اِک کنزِ مخفی | کیا ہے محمّد نے اعلان تیرا

نہیں ہے جو مُشتاقِ حُسنِ محمّد | نہیں ہے وہ میرا ہے فرمان تیرا

زمانہ تری حمد کرتا ہے لیکن | محمّد ہے محمود و تبیان تیرا

محمّد ہے ختمِ نبوّت کا حامل | نہیں اُن سا کوئی بھی جانان تیرا

وسیلہ ہے آدم کا حضرت محمّد | ہُوا لامکاں میں جو مہمان تیرا

ہے آدم کا طالب ہی طالب خُدا کا | نہ رکھتا تھا شیطان عرفان تیرا

دُعا ہے خدایا کہ جاری ہو جلدی | زمانے میں قانونِ قرآن تیرا

تو کر مُتحد اُمّتِ مُسلمہ کو ! | خزاں سے رہے دُور بُستان تیرا

کرم کر الٰہی ، کرم کر ، کرم کر ! | یہ بندہ بہت ہے پریشان تیرا

یہی التجا ہے خدایا یہ نقوی
رہے دو جہاں میں مُسلمان تیرا

یہی ہے مری اِک تمنا خدا سے
ہمیشہ میں فارغ رہوں ماسوا سے

نہ کشف و کرامت کی ہے کچھ ضرورت
مِلے استقامت نبی کی سخا سے

میسّر مجھے ہو محبت کی دولت،
رہوں دُور بُغض و حسد کی وبا سے

کروں اہلِ عالم کی خدمت ہمیشہ
نہ پالا پڑے مجھ کو حرص و ہَوا سے

مِرے سر پہ سایہ رہے مُرتضےٰ کا
مِلے بھیک مجھ کو درِ مُصطفےٰ سے
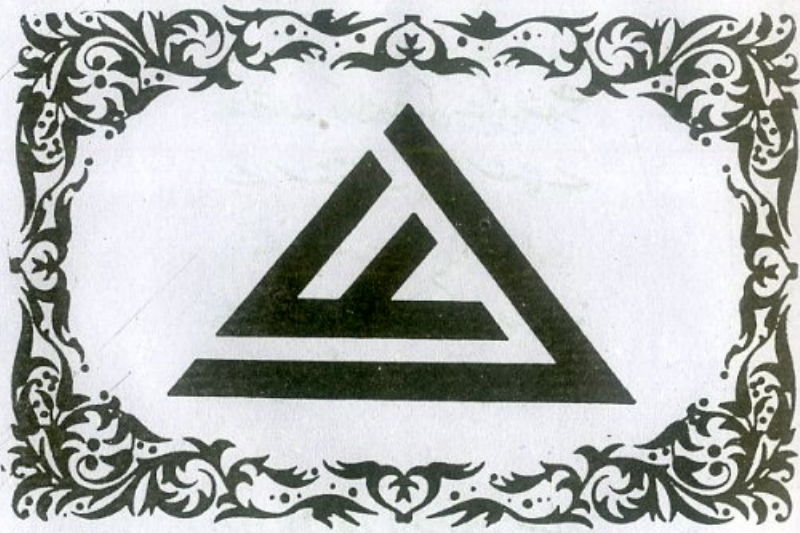
میں کھو جاؤں دیں کی محبت میں ایسا
تعلق نہ ہو مجھ کو مکر و ریا سے

سیاست سے ہر دم رہوں دُور کوسوں،
نہ جاؤں خریدا میں اہلِ دَغا سے

شہادت پہ ہو موت میری خدایا
حُسین ابنِ حیدر کے لطف و عطا سے

رسولِ خُدا کی محبت سے نقوی
چلے دارِ عقبیٰ کو، دارِ فنا سے

رہے وردِ زباں، اللہ ہی اللہ
پڑھے قلبِ تپاں، اللہ ہی اللہ

مِٹے نفسِ زبوں کی ہر سیاہی
کہے رُوحِ رواں، اللہ ہی اللہ

رہے پیشِ نظر جلوہ اُسی کا
مرا مقصودِ جاں اللہ ہی اللہ

ہے فانی سب جہاں لیکن ہے باقی
یہاں بھی اور وہاں اللہ ہی اللہ

مُحمّد ہی محمد وردِ حق ہے
مُحمّد کا بیاں اللہ ہی اللہ

ہے بے نقطہ مُحمّد نامِ نامی
ہے بے نقطہ عیاں اللہ ہی اللہ

کہاں اُن کے کمالات و فضائل
کہاں میرا گماں اللہ ہی اللہ

مرے اشعار میں طرزِ بیاں میں
تکلف ہے کہاں اللہ ہی اللہ

قبولِ درگہِ مولائے عالم
ہو نقوی کی اذاں اللہ ہی اللہ

اے خالقِ ارض و سما، بہرِ جنابِ مُصطفٰے
دونوں جہاں میں کر عطا، مجھ کو وِلائے مُرتضیٰ

حسنین کا طالب رہوں، زین العبا کا نام لوں
باقر کی اُلفت پر مروں، جعفر کی ہو مجھ پر عطا

کاظم کے صدقے سے مِرے حُبِّ رضا دل میں رہے
حضرت تقی کے جام سے، دستِ نقی سے مے پلا

سید حسن کے نام سے فارغ رہوں ہر کام سے
مہدی کے فیضِ عام سے دیتا رہوں حق کی صدا

بارہ اماموں کا عمل، جس کا نہیں کوئی بدل
ہے یادِ پیغامِ ازل، اور ضامنِ روزِ جزا
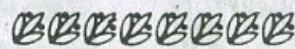
الٰہی بحقِ نبی مُصطفےٰ — رہے مجھ کو ہر وقت تیری وِلا
بحقِ درِ حضرتِ فاطمہ — مرا دِل بنے شمعِ نورِ ہُدا
بحقِ امامِ علی مُرتضےٰ — میں ہو جاؤں تیری رضا میں فنا
بحقِ امامِ حسن مُجتبےٰ — کروں اہلِ عالم سے صُلح و وفا
بحقِ امامِ حُسین اے خدا — مری دُور کر دے تو ہر اک بَلا
بحقِ امامِ علی باصفا — ہے جن کا لقب شاہ زین العبا
بحقِ امامِ محمد، وہی — ہوئے باقرِ علمِ اہلِ سخا
بحقِ امامِ ولایت، وہی — ہوئے جعفرِ صادق الاتقیا
بحقِ امامِ جہانِ عمل — وہ ہیں مُوسیٰ کاظم ولیِ خدا
بحقِ امامِ علی مشہدی — دو عالم میں دے نعمتِ بے بہا
بحقِ امامِ محمد تقی — ہو میری جبیں اور درِ مصطفیٰ
بحقِ امامِ علیِ نقی — عطا کر مجھے دین کا ولولہ
بحقِ امامِ حسن عسکری — مجھے راہِ فردوسِ اعلیٰ دکھا
بحقِ امامِ محمد، وہی — رہِ حق کے ہیں مہدیٔ باصفا
مُناجاتِ نقوی بھی مقبول ہو — بحقِ امامانِ آلِ عبا

ہمیشہ رہے اُس کا دل مطمئن
پڑھے شوق سے جو بھی میری دُعا

نعت
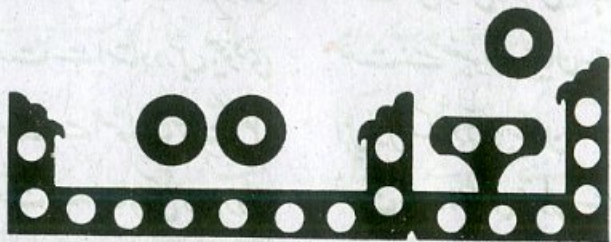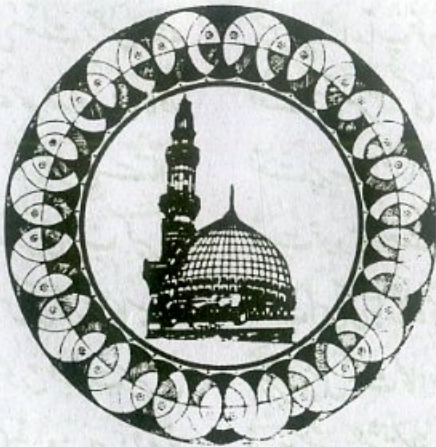
نعت گوئی سنتِ رحمٰن ہے — جس پہ شاہد آپ خود قرآن ہے

نعت ہے حمدِ خداوندی کا ذکر — نعت ہی ہر حمد کی میزان ہے

نعت ہے روزِ ازل سے تا ابد — نعت پر سارا جہاں قربان ہے

نعت ہے توفیقِ ربِ کبریا — نعت خود ہی نعت کی برہان ہے

نعت ہے اُس کی نوازش کا سبب — نعت اُس کی بارگاہ کا دان ہے

نعت ہے رُوحِ عبادت سرِ حق — ہر طرف بس نعت کا اعلان ہے

نعت ہے کشافِ اسرارِ رموز — نعت حُسن و عشق کا فرمان ہے

نعت ہے استادِ درسِ بیخودی — نعت سے مضبوط ہر پیمان ہے

نعت ہے اصحاب و عترت کا عمل — اہلِ دل کے شوق کا سامان ہے

نعت ہے ایمان کی رُوحِ رواں — نعت سے اللہ کی رضوان ہے

نعت ہے زادِ رہِ ہر دوسرا — جسم و رُوحِ ناتواں کی آن ہے

نعت ہے مخدومۂ ہر خویش و غیر — نعت ہر انسان پر احسان ہے

نعت ہے معراجِ فنِ شاعری — ہر زبان و ہر بیاں کی جان ہے

نعت کا میدان مشکل دیکھ کر — صاحبِ شعر و سخن حیران ہے

نعت ہے اک شیشۂ نازک تریں — بے ہنر کا یہ کہاں میدان ہے

نعت ہے تلوار پر چلنے کا نام — عاشقوں کی جان کا ارمان ہے

نعت ہے مشکل سے مشکل راستہ — حمدِ حق اس سے کہیں آسان ہے

نعت ہے سرمایۂ دُنیا و دیں — نعت اطمینان کا سامان ہے

نعت ہے کوہِ طریقِ احتیاط — نعت ہر مضمون کا سُلطان ہے

نعت ہے تبلیغِ ملت کا علَم — نعت تو قرآن کا تبیان ہے

نعت ہے انعام کا خُلدِ بریں — نعت ہی اسلام کا فرمان ہے

نعت ہے شمعِ رہِ موت و حیات — نعت روزِ حشر کا کلیان ہے

نعت کے ایوان کی تعمیر کا — بانئ اوّل شہِ عمران[1] ہے

نعت کو عشقِ محمد چاہیے — یہ ریاضت کا کہاں ایوان ہے

نعت ہوتی ہے کہاں آورد سے — نعت تو آمد کا چمنستان ہے

نعت کو درکار ہے جذبِ دروں — یہ کہاں الفاظ کا بُستان ہے

نعت میں الفاظ کی تکرار بس — نُدرتِ افکار کی بُرہان ہے

نعت سے مقصود ہے محبوبِ کل — نعت قول و فعل کا عنوان ہے

نعتِ احمد کے سوا ہر بزمِ شوق — بے ضیا بے رونق و بے جان ہے

نعت ہوتی ہے قبول اُس شخص کی — جس کے دل پر عشق کا فیضان ہے

[1] حضرت ابوطالب

نعت کی توفیق جس کو مل گئی — کس قدر خوش بخت وہ انسان ہے

نعت میرے مذہب و ملت کی شان — نعت میری بندگی کی جان ہے

نعت سے عالی ہوا میرا کلام — نہ کہ اُن کی نعت کا امکان ہے

نعت کا عالم کہاں اور میں کہاں — اور کس قابل مرا وجدان ہے

سہل ہے اُس کو عبورِ پُل صراط — نعت سے جس کا بھی پُر دامان ہے

لائقِ تعظیم ہے ہر نعت گو — کیونکہ وہ سرکار کا مہمان ہے

علم ہے کب اُس کی منزل کا سراغ — دل کی دھڑکن نعت کی بُنیان ہے

ماسوائے نعتِ محبوبِ خُدا — ہر سخن بے سود ہے ہذیان ہے

میں کہاں شاعر، سخنور، یا ادیب — کلک میرا نعت کا دربان ہے

ہے مرا دل نذرِ نعتِ مصطفےٰ — ناز کرتا جس پہ یہ نادان ہے

ہے کہاں مجھ کو غزل گوئی پسند — نعت گوئی ہی مری پہچان ہے

اے دلِ مرحوم ہے وہ فیضِ نعت — جس سے روشن یہ ترا دیوان ہے

لوگ کہتے ہیں کہ نقوی نعت سے
ملتِ اسلام کا حسّان ہے

ہیں کھُلے جس طرح ہونٹ اس نعت سے[1]

سیدِ لولاک، سُلطان الوریٰ — ہر کس و ناکس کے دل کے آسرا

دین و دُنیا کے لیے حاجت رُوا — حق تعالیٰ کی عطا، اُس کی عطا

ہے جہاں کے واسطے راہِ صفا — اُس نے ہی اللہ کو ظاہر کیا

درگہِ اللہ تعالیٰ کے رسُول — کُل رسولوں کے لیے کانِ سخا

حق کے دِل آرا، سہارا خلق کے — راہیٔ اِسرا، شہنشاہِ وِلا

تاجِ دوراں، تاجدارِ انس و جاں — سرورِ کونین، احسانِ خدا

شافعِ روزِ جزا، شاہِ جہاں — شاہِ دُنیا، شاہِ دیں، شاہِ ہدیٰ

دل کے داتا، دل کے ساقی، دل کے دل — دل کے یاور، دل کی جاں، دل کی ضیا

دل کی ٹھنڈک، دل کی راحت، دل کا چین — دل کی دُنیا کے قریں، دل آشنا

ہیں وہی اہلِ ثنا کے واسطے — دل نواز و دل نشین و دل کُشا

اللہ اللہ شانِ سردارِ رُسُل — ہے خیالِ اہلِ دُنیا سے وَرا

یا رسول اللہ یہی ہے آرزو! — تیرے ہی در کا رہوں دل سے گدا

ہیں کھُلے جس طرح ہونٹ اس نعت سے — ایسے ہی دروازۂ دل ہو کھُلا

کہہ دے اے نقوی لسانِ حال سے
ہیں وہی ہر دَور کے صدرُ العُلیٰ

---

[1] یاد رہے کہ یہ نعت شریف پڑھتے وقت دونوں ہونٹ آپس میں نہیں ملتے ماشاءاللہ

پانچ زبانوں میں

اے شہِ لولاک، سردارِ رُسل خیرُالوریٰ
تاجدارِ ہر دو عالم، صاحبِ جُود و سخا
تُو علمدارِ ظہورِ کُنتُ کَنزاً مَخفِیاً
رازدارِ لِی مَعَ اللہ شہریارِ ماسوا
مومناں را بابِ یزداں، کافراں را شمعِ حق
اولیاء را دستگیر و انبیاء را پیشوا (فارسی)

أنتَ مَخدُومُ البَرایا، رَحمَةٌ لِلعٰلَمِین
کُنتَ مِن اَزَلٍ اِلیٰ اَبَدٍ لَہَا دارُ الہُدیٰ
صادِقُ الاَقوالِ وَالاَحوالِ ھادٍ مُصلِحٌ
بَحرُ عِلمٍ کَنزُ فَقرٍ ذُوالکَمالاتِ العُلیٰ (عربی)

رات دن برسے ترے روضے تے بارش نور دی
حشر تیکر فیض پوندے رہن گے شاہ و گدا
تیری نسلِ پاک دے کھیڑے رہن وسدے ہمیش
نالے ہر بوٹا رہے ہریا تے بھریا باغ دا (پنجابی)

کون میں پاپی کا ہے سنسار میں تم بن گرو!
آج میں کاسے کہوں، کرپا کرو مورے مہا
موری بیاں پکڑ کے چھوڑو نہ تورو آس تم
اب دوارے سے موہے سُونا نہ تم مورو پیا (ھندی)

آپ محبوبِ خدا ہیں اور نبیِ آخری
آپ ہیں قرآنِ ناطق، شافعِ روزِ جزا
آپ کی اُمت رہے آپس میں ہر دم متحد
دُور ہو جائے دلوں سے بُغض و نفرت کی وبا
آپ پر لاکھوں دُرود اور آپ پر لاکھوں سلام
تا اَبد نازل کرے خلاقِ ہر ارض و سما
دست بستہ، سر خمیدہ، حاضرِ دربار ہوں
حالِ نقوی پر کرم فرمایئے بہرِ خدا (اُردو)

پانچ زبانوں میں

یَا رَسُولَ اللہِ اَنْتَ الْمُصْطَفٰی
کُنْتَ مَوْلَی الْخَلْقِ خَتْمَ الْاَنْبِیَا (عربی)

ہو خلیفے حق تعالیٰ دے تُسیں
ہے تساڈا فیض دو جگ تے سدا (پنجابی)

تو ہے سر سو ہے جگت کا راج پاٹ
توری کرنی ہر کی کرنی ہے پیا (ہندی)

مثلِ تو ہرگز نیامد در جہاں
تُو برائے ہر زماں مشکل کشا (فارسی)

آپ کے دربار میں نقوی حزیں
ارمغانِ نعت لے کر آگیا (اردو)

جہاں دیکھو، جدھر دیکھو، محمد ہی محمد ہیں
اِدھر دیکھو، اُدھر دیکھو، محمد ہی محمد ہیں

زمین و آسماں میں بھی، مکان و لامکاں میں بھی
بہ خورشید و قمر دیکھو، محمد ہی محمد ہیں

خدا کے سب کلاموں میں، درودوں میں، سلاموں میں
بہ ہر شام و سحر دیکھو، محمد ہی محمد ہیں

رسولوں اور ولیوں میں، چمن میں، پھول کلیوں میں
بہ ہر برگ و ثمر دیکھو، محمد ہی محمد ہیں

وہ ہر اسم و مُسمّیٰ میں، وہی ہر ذرہ دنیا میں
فروغِ بحر و بر دیکھو، محمد ہی محمد ہیں

وہی وحدت میں، کثرت میں، وہ ہر معنیٰ و صورت میں
بہ ہر فکر و نظر دیکھو، محمد ہی محمد ہیں

بہاروں کی بہاروں میں، فضاؤں میں، آبشاروں میں
اے نقوی جلوہ گر دیکھو، محمد ہی محمد ہیں

محمد ہی محمد ہیں جہاں میں
محمد کے ہیں جلوے ہر زماں میں

محمد ہیں زمین و آسماں میں
محمد ہیں مکان و لامکاں میں

محمد باعثِ ایجادِ عالم
محمد ہیں خدا کے ہر نشاں میں

محمد گر نہ ہوتے کچھ نہ ہوتا
محمد ہیں نہاں ہر اک عیاں میں

محمد اول و آخر ہیں بیشک
نبوت کے مقدس کارواں میں

محمد فکرِ عالم سے ورا ہیں
محمد اہلِ ایماں کی ہیں جاں میں

ہے میٹھا شہد سے بھی نام اُن کا
بہاریں وہ ہی لاتے ہیں خزاں میں

نہیں اِمکاں نظیرِ مصطفےٰ کا
نہ آتے ہیں وہ اظہار و بیاں میں

خِرد بھی کہہ اُٹھی نقوی کہ وَاللہ
محمد آ نہیں سکتے گماں میں

محمد کی ہے روشنی ہر زمن میں
ہے اُن کی مہک ہر چمن میں سمن میں

محمد نے دیکھا ہے اپنے خدا کو
محمد ہیں نبیوں کی ہر انجمن میں

محمد ہیں صبحِ ازل سے ابد تک
ہُدا کی کرن میں، عطا کی بھرن میں

محمد ہیں مشکل کشائے دو عالم
محمد ہیں ربِ جہاں کی لگن میں

محمد زمیں، آسماں کے ہیں مالک
مددگارِ آدم ہیں رنج و محن میں

محمد ہیں جن و بشر کا وظیفہ
محمد ہیں حور و ملک کی پھبن میں

محمد ہیں ہر رُوح و ہر دل سے اَقرب
محمد ہیں اللہ کے ہر اک سخن میں

رہوں اور مروں اور اُٹھوں روزِ محشر
محمد کے عِشق و وِلا کی جلن میں

وہ اول ہیں آخر ہیں ظاہر ہیں باطن
ہیں نقوی کے دل میں زباں میں بدن میں

محمد ہیں خیر الانام اللہ اللہ
محمد ہیں دار السلام اللہ اللہ

محمد کا کوئی بھی ثانی نہیں ہے
محمد ہیں عالی مقام اللہ اللہ

محمد محمد محمد محمد
دل و رُوح کے ہیں امام اللہ اللہ

الف اور لام اور میم اُن کی مدحت
الفِ قد، خمِ زلف لام اللہ اللہ

انہی کے لیے ساری دُنیا بنی ہے
دو عالم ہیں ان کے غلام اللہ اللہ

جہاں بھر کی مایہ کہاں اُن کا سایہ
شہنشاہِ ہر خاص و عام اللہ اللہ

خدا کا فرشتوں کا اور مومنوں کا
ہو اُن پر درود و سلام اللہ اللہ

کلامِ الٰہ دو عالم ہے نقوی
شہِ انبیاء کا کلام اللہ اللہ

محمد کا لطف و عطا اللہ اللہ — مری رُوح و دل پر چھا اللہ اللہ
محمد محمد ہے وردِ الٰہی — محمد کی ہر دم ندا اللہ اللہ
مُعرا ہے نقطوں سے نامِ محمد — کہ ہر عیب سے ہیں ورا اللہ اللہ
مُنزہ ہے سائے سے جسمِ محمد — کہ ہیں وہ تو نورِ خدا اللہ اللہ
رہا ہے رہے گا دو عالم کے سر پر — محمد کا سایہ سدا اللہ اللہ
"خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم" — خدا چاہے اُن کی رضا اللہ اللہ
محمد نہیں ہیں خدا اور بیشک — نہیں ہیں خدا سے جدا اللہ اللہ
خدا کی خدائی کے سرِّ عیاں ہیں — محمد ہیں جلوہ نما اللہ اللہ
نہ سمجھا حقیقت کو کوئی بھی اُن کی — مگر ربِ ہر دو سرا اللہ اللہ
مہکتی ہے ہستی کی بستی انہی سے — چلی کیسی ٹھنڈی ہوا اللہ اللہ
فترضیٰ کا سہرا ہے اُن کی جبیں پر — وہ ہیں شافعِ ہر گدا اللہ اللہ
وہ ہیں رازِ رُوئے خلّاق اُن کو — کہاں عیبِ ہر ماسوا اللہ اللہ
وہ صبحِ ازل سے ہیں شامِ ابد تک — زمانے کے مولیٰ الوریٰ اللہ اللہ
وہ بدر الدجیٰ ہیں، وہ شمس الضحیٰ ہیں — وہی تو ہیں صدر العلیٰ اللہ اللہ
وہ ساری خدائی کے مختار و مالک — وہ ہیں غوثِ ہر دو سرا اللہ اللہ
رسولوں کے مولیٰ اصولوں میں اعلیٰ — خدا اُن کا مدح سرا اللہ اللہ
وہ مشکل کشا ہیں وہ حاجت روا ہیں — وہ ہیں دافعِ ہر بَلا اللہ اللہ
اگر دیکھنا ہو کسی نے خدا کو — وہ دیکھے رُخِ مصطفےٰ اللہ اللہ

دُرود و سلام اور ختمِ نبوت — مُسلماں کا ہے یہ پتا اللہ اللہ
مرے گا کہاں موت سے وہ مُسلماں — ہُوا اُن پہ جو بھی فِدا اللہ اللہ
پڑھو لوگو دل اور زباں سے ہمیشہ — محمد پہ صلِّ علیٰ اللہ اللہ
کہو اُن کی تعریف میں جو بھی چاہو — نہیں ہیں مگر وہ اِلٰہ اللہ اللہ
کہو یا مُحمّد پڑھو یا مُحمّد — وہ ہیں ہر مرض کی دوا اللہ اللہ
امیں شاہ کے دل کو عشقِ محمد — ہوئی ہے امانت عطا اللہ اللہ
پیے جاؤ میخوارو اُن کے کرم سے — کھُلا ہے یہ بابُ الہدیٰ اللہ اللہ
مُحمّد محمد مُحمّد مُحمّد — ہوا ہے وظیفہ مِرا اللہ اللہ
دِکھا دے مُحمّد کا روضہ الٰہی — ہے یہ میرے دل کی دُعا اللہ اللہ
نظر آئیں میری نظر کی نظر کو — شہِ انبیاء ہر جگہ اللہ اللہ
مروں میں محمّد کی مہر و وِلا پر — اُٹھوں لے کے اُن کا لِوا اللہ اللہ
نہیں چاہیے باغِ فردوس یارب — محمد ہوں مجھ کو عطا اللہ اللہ
کروں کیا میں تعریفِ حُسنِ محمّد — کہ عاجز ہے فہمِ رسا اللہ اللہ
نہ پوچھو مری شاعری کی حقیقت — زباں پر ہے دل کی صدا اللہ اللہ
کہاں سرورِ دہر کی نعت گوئی — کہاں یہ حزیں دل جلا اللہ اللہ
حدود آشنا ہے مرا عشق گرچہ — مخالف ہے وہ عقل کا اللہ اللہ
ہے محتاجِ آوردِ شاعری بھی — مگر نعت اس سے وِرا اللہ اللہ
محبت کی جس وقت ہوتی ہے بارش — تو آتی ہے نعتِ سخا اللہ اللہ
دُعا ہے الٰہی کہ نقویؔ حزیں کی — ہو مقبول مدح و ثنا اللہ اللہ

محمّد نور ہیں، خیرُ البشر ہیں
محمّد ہادیِ اہلِ نظر ہیں
مُحمّد نائبِ ذاتِ الٰہی
وہی سرکارِ آدم کے پدر ہیں
محمّد سے ہوا روشن زمانہ
محمّد ہی شہِ ہر بحر و بر ہیں
مُحمّد مالک و مختارِ عالم
مُحمّد عالمِ ہر خشک و تر ہیں
مُحمّد دین و دنیا کے ہیں رہبر
مُحمّد آخرت کے تاجور ہیں
مُحمّد نام کا چرچا ہے ہر سُو
مُحمّد ہی خدا کے پاک دَر ہیں
مُحمّد نام پر نقطہ نہیں ہے
وہی بے عیب ہیں حق کے گہر ہیں
زمین و آسماں میں لامکاں میں
محمّد ہی محمّد جلوہ گر ہیں
نگاہِ لُطف ہو نقوی، پہ مولیٰ
ترے دربار کے دریُوزہ گر ہیں

محمد مصطفےٰ مشکل کشا ہیں
زمانے کے لیے حاجت روا ہیں

نہیں ہے سایۂ جسمِ محمد
مگر وہ سایۂ ہر دوسرا ہیں

شفیعِ روزِ محشر ہیں محمد
محمد ہی خدا کے مدعا ہیں

پکارو آپ کو ہر وقت لوگو!
ازل سے آپ محبوبِ خدا ہیں

محمد ہی خدا کے بعد نقوی
خدائی کے لیے عقدہ کشا ہیں

دو عالم کی ضیا، نامِ محمد
ہے سب کا آسرا نامِ محمد

خدا نے نام سے اپنے نکالا
تجرد سے ہے ورا نامِ محمد

ہوئے ہیں کامراں، سرکارِ آدم
زباں سے جب لیا نامِ محمد

وہ انساں، تو کبھی انساں نہیں ہے
نہیں جس نے پڑھا نامِ محمد

زبان و قلب سے لیتا ہے نقوی
بہ ہر صبح و مسا نامِ محمد

چلو سَر سے سَدا سُوئے محمّد
کہ ہے رُوئے خدا رُوئے محمّد

متاعِ دولتِ دُنیا و عقبےٰ
کہاں ہے قیمتِ مُوئے محمّد

مہک اُٹھے ہیں جس سے ہر دو عالم
ہے وہ خوشبوئے دلجوئے محمّد

ہوئی سیراب جس سے کِشتِ ہستی
ہے وہ ہر دور کو جُوئے محمّد

رِدا ڈالیں عِدا کے واسطے وہ
ہے یہ اک اُسوۂ خُوئے محمّد

تمنا ہے مرے دِل کی الٰہی!
دکھا دے مجھ کو بھی کوئے محمّد

ہوئی صبحِ ازل سے رُوحِ نقوی
فدائے چشم و ابروئے محمّد

نہیں دو جہاں میں مثالِ محمّد
جمالِ خدا ہے جمالِ محمّد

ازل کی سحر سے ہے شامِ اَبد تک
زمانے میں جُود و نوالِ محمّد

رسُولوں نے کی جس کی تصدیق آکر
وہ ہے ایک حُسنِ خصالِ محمّد

زُبور اور توریت و انجیل و قرآں
صحیفوں میں لکھا ہے حالِ محمّد

جبیں پر ہے ختمِ نبوت کا سہرا
ہے بے مثل جاہ و جلالِ محمّد

جو کی عرض رب سے وہی رب سے پایا
ہوا رد نہ کوئی سَوالِ محمّد

پھرا آفتاب فلک اُلٹے پاؤں
ہے شق القمر اک کمالِ محمّد

یہی آرزو ہے الٰہی، ہمیشہ
رہے میرے دل میں خیالِ محمّد

مُبارک ہو نقوی، ہوا تو ازل سے
غلامِ غلامانِ آلِ محمّد

اگر آئے کوئی مصیبت کڑی
محمد محمد کہو ہر گھڑی

لیا میں نے جب دل سے نامِ نبی
مرے آگے کوئی نہ مشکل اڑی

خدا کی قسم، یادِ محبوبِ حق
دو عالم کی ہر چیز سے ہے بڑی

جو اُن کی محبت میں آنسو بہیں
ہیں وہ اصل میں موتیوں کی لڑی

ہے صبحِ ازل سے مری رُوح، تو
رسولِ دو عالم کے دَر پر کھڑی

رہوں اور مروں اور اٹھوں اس طرح
محمد کی صورت ہو، دل میں جڑی

کہاں فکرِ نقوی، کہاں ذکرِ حق
کہاں چشمِ گستاخ جا کر لڑی

خدا کے بعد شاہِ انبیاء کی شان عالی ہے
جسے دیکھو جہاں میں آپ کے در کا سوالی ہے

وُہی اوّل، وُہی آخر، وُہی باطن، وُہی ظاہر
وُہی ناہی، وہی آمر، وُہی مولیٰ الموالی ہے

وُہی داتا، وُہی مولیٰ، وُہی اعلیٰ، وُہی اَولیٰ
وُہی یٰسین، وہی طٰہٰ، وُہی بدرالکمالی ہے

وُہی محبوبِ خالق ہے، وُہی قرآن ناطق ہے
امیں ہے اور صادق ہے، وُہی شمس المعالی ہے

وُہی ہے ہر زمانے کے شہود و غیب کا مفتی
ازل سے تا ابد کونین کا مختار و والی ہے

زباں اُس کی ہے 'ما اَوحیٰ'، بیاں اس کا ہے 'ما اَسنیٰ'
نشاں اُس کا ہے 'اَو اَدنیٰ'، سیاحت بے مثالی ہے

مری قسمت ہی کھل جائے، دلِ مرحوم کھل جائے
اگر کہہ دے کبھی تو ہم نے تیری نعت پا لی ہے

شفیعِ روزِ محشر ہیں، محمد مصطفےٰ بے شک
پریشاں ہو نہ اے نقوی، یہاں گر ہاتھ خالی ہے

مُسلمانو، نہ گھبراؤ رسولِ پاک والی ہے
شہنشاہِ دوعالم ہے صِفت شیریں مقالی ہے

عقیدت اور محبت سے جُھکالو گردنیں لوگو!
وہ دیکھو سامنے سرکار کے روضے کی جالی ہے

مُحمّد خلق کا رہبر، خُدائے پاک کا مظہر
مُحمّد مصدرِ شانِ جلالی و جمالی ہے

لباسِ آدمیّت پہن کر آئے شریعت میں
حقیقت میں نبی کی پاک صُورت اللہ والی ہے

اُسی کے مقتدی ہیں انبیاء و مرسلیں سارے
وہ مختارِ زمین و آسمان ذوالجلالی ہے

مُحمّد مصطفٰےؐ، حسنین و حیدر، فاطمہ زہرا
بس اُن کی شان عالم سے انوکھی ہے نرالی ہے

سہارا ہے ترا اے نائبِ مولیٰ مِرے دِل کو
وگرنہ بندۂ مسکیں نہ قالی ہے نہ حالی ہے

خُدا کے فضل سے نقوی، ریاضِ نعت گوئی میں
درختِ حضرتِ سرکارِ بوطالب کی ڈالی ہے

وِلائے درگہِ شاہِ مدینہ
نجات و مغفرت کا ہے سفینہ

رسولِ کبریا کا نامِ نامی
خدا کی رحمتوں کا ہے خزینہ

انہی کے نام کا وردِ مُبارک
ہے فردوسِ بریں کا صرف زینہ

مُحمّد نام لینے کو ہمیشہ
ادب کا چاہیے پہلے قرینہ

انہی کی نعت اور مدحت ہے نقوی
رہِ تبلیغِ مِلّت کا نگینہ

مدینے کی یہ سرزمیں اللہ اللہ
جہاں کی ہے خلدِ بریں اللہ اللہ

کہوں کیا میں شانِ مدینہ کہ جس میں
شہِ انبیاء ہیں مکیں اللہ اللہ

مدینہ مدینہ، مدینہ مدینہ
ہے جلوہ گہِ عالمیں اللہ اللہ

چلو شوق سے سر کے بل اے فقیرو!
ہے یہ مصطفیٰ کی زمیں اللہ اللہ

نبی کا ہے روضہ تو کعبے کا کعبہ
فدا اس پہ عرشِ بریں اللہ اللہ

عقیدت کا مرکز ہے رحمت کا محور
نہیں ہے یہاں بغض و کیں اللہ اللہ

یہاں سرورانِ جہاں کی ہمیشہ
جھکی ہے جھکے گی جبیں، اللہ اللہ

یہیں سے ملے ہیں، یہیں سے ملیں گے
زمانے کو دنیا و دیں اللہ اللہ

اگر دیکھنا ہو کسی نے خدا کو
تو آئے یقیں سے یہیں اللہ اللہ

یہ انساں تو کیا آسماں کے فرشتے
شب و روز ہیں زائریں اللہ اللہ

یہیں ہمکنارِ اجل ہوں گے عیسیٰ
خدا کے رسولِ مبیں اللہ اللہ

مدینے کے والی، زمانے سے عالی
نہیں کوئی تجھ سا حسیں اللہ اللہ

نہیں ہے ترے بعد کوئی پیمبر
دمِ حشر تک بالیقیں اللہ اللہ

کہوں کیا تری شان اے شاہ تیرے
دو عالم ہیں زیرِ نگیں اللہ اللہ

تو خالق کا بندہ ہے عالم کا مولیٰ
ہے قرآں ترا بہتریں اللہ اللہ

نگاہِ کرم ہو، نگاہِ کرم ہو!!
ہوں میں بندۂ کمتریں اللہ اللہ

ہے یہ آرزو تیرے نقوی حزیں کی
یہیں ہو دمِ واپسیں اللہ اللہ

دِن رات برستے ہیں انوار مدینے میں
رہتے ہیں رسولوں کے سردار مدینے میں

توحید کے کھُلتے ہیں اسرار مدینے میں
کھِلتے ہیں محبت کے گلزار مدینے میں

ہے عرشِ بریں سے بھی دربارِ نبی، افضل
اے یار چلو سر سے ہر بار مدینے میں

سرکار کا روضہ تو کعبے کا بھی کعبہ ہے
جھُکتے ہیں خلائق کے ابصار مدینے میں

ہر صبح و مسا آ کر افلاک کی دنیا بھی
کرتی ہے عقیدت کا اظہار مدینے میں

مِلتا نہ کسی کو بھی اللہ کا پتہ ہرگز
ہوتے نہ اگر حق کے مختار مدینے میں

ہے آپ کی بخشش کا اعجاز، غلاموں کو
اللہ کا ہوتا ہے دیدار مدینے میں

پاتے ہیں جہاں والے فیضانِ کرم ہر دم
سجتا ہے سخاوت کا بازار مدینے میں

یارب، یہ تمنا ہے مجھ نقویٔ بیکس کی
ہو جائے ہمیشہ کو گھر بار مدینے میں

ذِکر کرو تم اللہ ھُو کا خالق ہے ہر رنگ و بُو کا
دِل ہو خیال غیر سے خالی، ایک طریقہ ہے یہ وُضو کا
وہ ہے نمازِ عشق کہ جس میں فِکر رہے محبوب کے رُو کا

حق ہیں اللہ اور محمّد لوگو وِرد پکاؤ ھُو کا
صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہے یہ وظیفہ میرے لُہو کا
خیر الخلق کی شان تو دیکھو حامل ہے یہ اُس کی خُو کا

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللہُ نُوْرِیْ کَانَ الْخَلْقُ لَہٗ مَمْلُوْکَا
صبحِ ازل سے شامِ ابد تک زَادَ زَمَانًا سَادَ مُلُوْکَا
خیر الخلق جب آئے حرم میں آوازہ تھا یہ ہر سُو کا

جَاءَ رَسُوْلُ اللہِ بِحَقٍّ اِنَّ الْکَافِرَ کَانَ ھَلُوْکَا
اللہ عدو ہے، اللہ عدو ہے اُن کے عدو کا اُن کے عدو کا
عشقِ نبی سے مست ہوں نقوی نام نہ جانوں جام و سُبو کا

آج سرکار کا یومِ میلاد ہے
بزمِ کون و مکاں یاد سے شاد ہے

شرق میں، غرب میں اور کعبے پہ بھی
حق کا پرچم، پئے جشنِ میلاد ہے

آگیا تختِ ابلیس میں زلزلہ
شرک و بدعت کا ہر فرد ناشاد ہے

وجد میں عرش کعبہ ہے سجدہ کناں
ہر بُتِ کفر کی شان برباد ہے

خشک ساوہ ہے آتشکدہ بجھ گیا
قصرِ نوشیرواں زیرِ افتاد ہے

انبیاء جس کا مژدہ سناتے رہے
وہ جو جبریل کا شیخ و استاد ہے

جس کی آمد سے پائی خدا کی خبر
جس کے صدقے سے عالم کی ایجاد ہے

جس کا قرآن ہے شمعِ راہِ ہُدیٰ
جس کا ارشاد مولیٰ کا ارشاد ہے

شہرِ طیبہ میں ہے رُوحِ نقوی مگر
جسمِ لاغر یہاں فیصل آباد ہے

کس قدر خُوب معراج کی رات ہے
جس پہ قربان جانِ کمالات ہے

لے کے پیغام آتے ہیں رُوح الامیں
آپ سے حق کو شوقِ ملاقات ہے

کیا کہوں میں بنے دُولہا کس شان سے
ساتھ نُوری جماعت کی بارات ہے

رُک کے سدرہ پہ جبریل کہنے لگے
بس یہی میری حدِ مقامات ہے

اُس کی ہے انتہا، اِس کی ہے ابتدا
وہ ملک، یہ بشر حدِ سادات ہے

قابَ قوسین کا راز سمجھے وہی
لاج اُمّت کی جس ذات کے ہات ہے

حکم ہوتا ہے کیا لائے میرے لیے
عرض کی عاجزی میری سوغات ہے

طُور پہ کفشِ مُوسیٰ نہ آئے مگر
ان کا پاپوش افلاک پر سات ہے

وہ تو فیضِ تجلّی سے بے ہوش تھے
اور یہ ہوش سے محوِ آیات ہے

ایک پل میں گئے اور آ بھی گئے
بس یہی انتہائے کمالات ہے

محوِ حیرت ہے نقوی شہِ انبیاؑ
آئے کیوں لامکاں سے وہ کیا بات ہے؟

لوگو، دیکھو مجھے میں نے دیکھا اُسے
جو خدائے سماوات و ارضات ہے

میرے دل میں ہے عشقِ محمدؐ، مجھ کو دُنیا کی چاہت نہیں ہے
میری دنیا ہے حُسنِ محمدؐ، مجھ کو جنّت کی حاجت نہیں ہے

اُن کی حق نے ہے کی نعت گوئی، اُن کی اُلفت میں دُنیا ہے کھوئی
ہے زمانے میں ایسا بھی کوئی، جس پہ اُن کی عنایت نہیں ہے

اُن کی نبیوں نے دی ہے گواہی، وہ ہیں بُرہانِ دینِ الٰہی
ہر دو عالم پہ ہے اُن کی شاہی، ان سے کس دل کو نسبت نہیں ہے

اُن کی صُورت ہے مولا کی صُورت، اُن کی سیرت سی ہے کس کی سیرت
ہو بیاں کیسے اُن کی فضیلت، جن کے ثانی کی خِلقت نہیں ہے

حق نے بے عیب اُن کو بنایا، نام پر اُن کے نقطہ نہ آیا
سارے عالم پہ ہے اُن کا سایا، اُن کا سایۂ قامت نہیں ہے

وہ ہیں محبوبِ مولائے عالم، وہ ہیں سردارِ اولادِ آدم
وہ ہیں نورِ نبوت کے خاتم، اُن کے پیچھے نبوت نہیں ہے

وہ ہیں ہر دَور کے دین و قرآں، اُن کے خادم ملک جن و انساں
ذرّہ ذرّہ ہے اُن کا ثنا خواں، اُن کی کس جا پہ رحمت نہیں ہے

میں ہوں اُن کی رضا کا سوالی، جن کے کاندھوں پہ کملی ہے کالی
پھیریں سائل کی جھولی کو خالی، اُن کی نقوی یہ عادت نہیں ہے

دل ہے منوّر، الحمد للہ
دِل میں ہے دلبر، الحمد للہ

جس گھر میں ہر دم ذکرِ نبی ہو
گھر ہے وہی گھر، الحمد للہ

جس سر میں سودا اُن کی وِلا کا
سر ہے وہی سَر، الحمد للہ

دونوں جہاں میں ہے میرا ہادی
نبیوں کا سَرور، الحمد للہ

مرشد کی صورت ہے حق کی صورت
کیسا ہے منظر، الحمد للہ

سب کچھ ہے گھر میں جب سے ملی ہے
امدادِ رہبر، الحمد للہ

مشکل کو بھی اب مشکل بنی ہے
ایسا ہے یاور، الحمد للہ

میرے لیے تو خلدِ بریں ہے
روضۂ اطہر، الحمد للہ

نقوی کے دل کا ہے وِردِ ہر دم
اللہ اکبر، الحمد للہ

ترے نام کا جام، الحمد للہ
ہے بے دام کو دام، الحمد للہ

تری بُود کی بُود کے سُود سے ہیں
جہاں بھر کی اقوام، الحمد للہ

ترے فرق کے شوق کے فوق پر ہیں
فدا خاص اور عام، الحمد للہ

تری قوم کے یوم کے صوم کا ہے
بہت خوب انجام، الحمد للہ

ترے قال کے حال کے مال ہی سے
زمانہ ہے گلفام، الحمد للہ

تری ذات کی بات میں رات کاٹے
ہے مشتاقِ انعام، الحمد للہ

ترے لالے کے باغ پر داغ کا تو
نہیں نام کو نام، الحمد للہ

تری یاد کی باد سے شاد ہے ہر
فقیرِ خوش ہنگام، الحمد للہ

ترے راج کے تاج کا آج بھی ہے
جہاں بھر کو اکرام، الحمد للہ

تری فوج کی اوج کی مَوج سے ہیں
شیاطیں پُر آلام الحمدللہ

ترے کام کے نام کے رام ہیں ہر
زمانے کے اَفہام الحمدللہ

تری نسل کے فضل سے عقلِ اعدا
ہے آشفتہ اور خام، الحمدللہ

تری گفتگو ہے تُوہی رُوبرو ہے
بہ ہر صبح و ہر شام، الحمدللہ

نہیں رکھتا ثانی، کہاں ہوگا فانی
ترا دینِ اسلام، الحمدللہ

مرے کاج کی لاج بھی آج رکھنا
اے ذی فضل و اکرام، الحمدللہ

مری آس کے پاس کو یاس کیسی؟
کہ ہے تُو دل آرام، الحمدللہ

جسے ہار کے ہار سے عار آئے
وہی ہو گا ناکام، الحمدللہ

ہے اقبال کا مجھ پہ اقبال جس نے
دیا جُرعۂ جام، الحمدللہ

ہے میخوارِ اُلفت بھی سرشارِ طلعت
یہ نقویٔ گمنام، الحمدللہ

ہو خوف مجھ کو کس لیے نارِ جحیم کا
شیدا ہوں میں جمالِ رسولِ کریم کا

کہنا اَنَا النَّبِیُّ عدو سے بوقتِ جنگ
یہ حصّہ آپ ہی کے ہے عزمِ صمیم کا

مختاریِ حضور کی دُوں اور کیا دلیل
ہے سب ظہور آپ کے لُطفِ عمیم کا

جو دل ہو فیضیاب محمدؐ کے عشق سے
مشکل وہاں گزر ہے لعینِ رجیم کا

دیکھا ہے جس نے چہرۂ پُرنور آنحضور
طالب ہو کس لیے وہ ریاضِ نعیم کا

لب پر بجز دُرود کے کوئی دعا نہیں،
کیا اشتیاق ہے مرے قلبِ سلیم کا

نقوی بھی ہے غلامِ غلامانِ مصطفےٰ
سایہ ہے اُس پہ فضلِ خدائے رحیم کا

اللہ اللہ آپ کا ہے وہ دوارا واہ وا
جس پہ ہوتا ہے جہاں بھر کا گزارا واہ وا

آپ کی شانِ فضیلت ہو بیاں کس سے بھلا
جب ثنا گستر ہے خود اللہ تمہارا واہ وا

آپ ہیں پیغمبرِ آخر زماں اور دین حق
ہے مکمل اور پھر سب سے نیارا واہ وا

باعثِ تخلیقِ عالم، زینتِ کون و مکاں
قاسمِ رزقِ خدا سب کے سہارا واہ وا

رہنمائے خلق اور مشکل کشائے عالمیں
بے نواؤں اور بے چاروں کے چارہ واہ وا

آپ ہی ہیں پیشوائے انبیاء و مرسلیں
آپ ہیں بعد از خدا جگ کے دل آرا واہ وا

غیر ممکن ہے جہاں میں آپ کی مثل و نظیر،
آپ سے بڑھ کر کہاں حق کا دلارا واہ وا

اے شہنشاہِ رسل، مولائے کل، نورِ سُبل
روزِ محشر کو بھرم رکھنا ہمارا واہ وا

ہر دو عالم میں رہے نقوی پہ فیضانِ نظر
گرچہ ہے مفلس، مگر مخلص تمہارا واہ وا

ہے خرد سے مرتبہ اونچا تمہارا واہ وا
ہو خدا کے بعد عالم کے دل آرا واہ وا

ہو تمہیں ارضِ حرم کے جلوہ آرا واہ وا
ہے دو عالم کے لیے جس کا سہارا واہ وا

بے گماں تم پر درود پاک پڑھتا ہے خدا
سب فرشتے اور ہر مومن ہمارا واہ وا

ہے جہاں طالب رضائے حق تعالیٰ کا مگر
خالقِ عالم رضا جو ہے تمہارا واہ وا

انبیاء و مرسلیں حور و ملک جن و بشر
حق تعالیٰ نے بھی ہے تم کو پکارا واہ وا

یا نبی روزِ قیامت میں شفاعت کا ترے
جبۂ پُرنور پر سہرا ہے پیارا واہ وا

حق تعالیٰ کی زیارت سے ہوا وہ فیض یاب
آپ کا جس نے کیا دل سے نظارا واہ وا

ملتِ اسلامیہ ہی آپ کی شیدا نہیں
نام لیوا ہے جہاں سارے کا سارا واہ وا

صرف نقوی ہی نہیں ہے زمزمہ پیرا یہاں
ہے ثنا گو آپ کا تو سارا وارا واہ وا

یانبی رحمت کے ہیں حقدار ہم
بارِ عصیاں سے ہیں دِل افگار ہم

آپ ہیں کونین کے مشکل کُشا
حل کریں مشکل کہ ہیں ناچار ہم

نام لیوا، خاک پا ہیں، آپ کے
ہیں مگر دیدار سے نادار ہم

التجا ہے آپ سے بہرِ خُدا!
کیجیئے نصرت کہ ہیں بدکار ہم

ہر دو عالم میں یہی ہے آرزو
عِشق و اُلفت سے رہیں سرشار ہم

جس گھڑی دنیائے دُوں سے ہو سفر
پڑھ رہے ہوں کلمۂ سرکار ہم

کہہ دے اے نقوی ازل کے روز سے
ہیں فِدائے سیّدِ ابرار ہم

یا مصطفٰےؐ نورِ خدُا قاسم ہے تو خیرات کا
چودہ طبق میں ہے عیاں فیضان تیری ذات کا

تُو نائبِ رحمٰن ہے تو صاحبِ قرآن ہے
سارے جہاں کی جان ہے کاشف ہے محجوبات کا

عالم کا تُو سردار ہے، خالق کا تُو مختار ہے
نبیوں کا تو سالار ہے، رہبر ہے موجودات کا

ارض و فلک شمس و قمر، حُور و ملک جنّ و بشر
سنگ و شجر ہیں مانتے سِکّہ ترے کلمات کا

سچّا ترا پیغام ہے، سب پر ترا انعام ہے
طالب ہوں تیری ذات کا نقوی کو ڈر کس بات کا

یانبی یانبی — یاعلی یاعلی

کیسی مجھ پر حقیقت ہوئی منجلی | مصطفےٰ ہیں نبی، مرتضیٰ ہیں ولی

یانبی یانبی | یاعلی یاعلی

دائیں جانب نبی، بائیں جانب علی | کھل گئی گلشنِ عشق کی ہر کلی

یانبی یانبی | یاعلی یاعلی

روزِ میثاق سے مصطفےٰ، مرتضیٰ | در حقیقت ہیں اک نورِ ربِ جلی

یانبی یانبی | یاعلی یاعلی

انبیاء ہیں غلامانِ خیر الوریٰ | ہے غلام درِ مرتضےٰ ہر ولی

یانبی یانبی | یاعلی یاعلی

کونسی جان ہے بحر و عالم میں وہ | اُن کے خوانِ کرم سے نہیں جو پلی

یانبی یانبی | یاعلی یاعلی

اللہ اللہ علی کا ہے کیا مرتبہ | اَنتَ مِنّی اَنَا مِنکَ حکمِ نبی

یانبی یانبی | یاعلی یاعلی

اَمرِ مَن کُنتُ مولیٰ سے روشن ہوا | ہر جگہ پہ ہے روحِ نبی اور علی

یانبی یانبی | یاعلی یاعلی

ان کے اسمِ گرامی کے صدقے سے ہی | دین و دُنیا میں سب کی ہے مشکل ٹلی

یانبی یانبی | یاعلی یاعلی

خوفِ محشر نہیں اُس کو جس شخص نے | اُن کے در پر جبینِ عقیدت ملی

یانبی یانبی | یاعلی یاعلی

قومِ مسلم کی امداد فرمائیے | آج ہر سُو ہے بادِ مخالف چلی

یانبی یانبی | یاعلی یاعلی

آپ کے ہاتھ میں دستِ تقویٰ ہے جب | پھر مجھے ہر دو عالم میں کیوں کھلبلی

یانبی یانبی | یاعلی یاعلی

مِرے دل کے حجابوں کو اُٹھانا یارسول اللہ
مِری کشتی کنارے پر لگانا یارسول اللہ

گناہوں کے سمندر نے احاطہ کرلیا میرا
بچانا یارسول اللہ، بچانا یارسول اللہ

تمنا ہے یہی مری، یہی ہے التجا میری
تصور میں مِرے آکر نہ جانا یارسول اللہ

شفاعت حشر میں جب عاصیوں کی آپ فرمائیں
مجھے بھی اپنے دامن میں چھپانا یارسول اللہ

تعصُّب نے کیا ہے پارہ پارہ نوعِ انساں کو
مُسلمانوں کو اک مرکز پہ لانا یارسول اللہ

پھر انڈونیشیا سے تا مراکش تیری اُمت میں
نہ ہو تفریق کا کوئی ٹھکانا یارسول اللہ

گزارش ہے یہ نقوی کی زبانِ حال سے ہر دم
دو عالم میں مِری بگڑی بنانا یارسول اللہ

ازل سے ہے سخی تیرا دوارا یارسول اللہ
مجھے بھی بھیک مل جائے خدارا یارسول اللہ

زبور، انجیل، توریتِ مقدس اور قرآں میں
ہے تیری نعت و مدحت آشکارا یارسول اللہ

ترے ماتھے پہ ہے سہرا بندھا ختمِ نبوت کا
ترا دیدار ہے حق کا نظارا یارسول اللہ

نگاہِ لُطف ہو تیری کہ اب تو نوعِ انساں کو
تعصب نے کیا ہے پارا پارا یارسول اللہ

جہاں سے فرقہ بندی کی ہوا مسدود ہو جائے
بُجھے نارِ حسد کا ہر شرارا یارسول اللہ

زیارت کے لیے آؤں ترے دربارِ عالی کی
مری جانب بھی ہو تیرا اشارا یارسول اللہ

جنابِ فاطمہ زہرا کے صدقے سے دو عالم میں
مِلے نقوی کو بھی تیرا سہارا یارسول اللہ

رہے پیشِ نظر چہرہ تمہارا یارسول اللہ
کروں جس وقت دنیا سے کنارا یارسول اللہ

رہے قلب و زباں پر آپ کا اسمِ گرامی ہی
یہی ہے مُدعا دِل سے ہمارا یارسول اللہ

نہیں ہے شرک و بدعت کا ذرا بھی شائبہ اس میں
خدائے پاک نے خود ہے پکارا یارسول اللہ

تِرا اِکرام آفاقی، ہے اعظم وصفِ اَخلاقی
تُو ہی باقی، تو ہی ساقی ہے پیارا یارسول اللہ

تِرا اَدنیٰ سوالی ہوں، عمل سے گرچہ خالی ہوں
کرم کی بھیک دے مجھ کو خدارا یارسول اللہ

یہ سب تیری نگاہِ خاص کا فیضان ہے ورنہ
کہاں نقوی، کہاں تیرا دوارا یارسول اللہ

دُرود و سَلام

آپ ہیں بے شک سیدِ عالم — صلّی اللہ علیک وسلم
ربِ جہاں کے نائبِ اعظم — صلّی اللہ علیک وسلم

آپ کی صُورت، حق کی صُورت — دافعِ ظلمت، قاسمِ راحت
سیرت ہے فرقانِ معظم — صلّی اللہ علیک وسلم

آپ کی ذات ہے صاحبِ قرآں — آپ کی اُلفت، حاصلِ ایماں
آپ کے خادم، سب بنی آدم — صلّی اللہ علیک وسلم

آپ کی شاں لولاک لمَا ہے — نورِ خدا ہے شاہِ ہُدا ہے
آپ نبوت کے ہیں خاتم — صلّی اللہ علیک وسلم

آپ ہی ہیں اسلام کے بانی — کوئی نہیں ہے آپ کا ثانی
ذاتِ خدا کے آپ ہیں محرم — صلّی اللہ علیک وسلم

آپ مہِ دربارِ الٰہی — شامِ ابد تک آپ کی شاہی
سب سے اُونچا آپ کا پرچم — صلّی اللہ علیک وسلم

آپ کا پایہ کس نے پایا — سارے جہاں پر آپ کا سایا
آپ ہیں ساقیٔ کوثر و زمزم — صلّیٰ اللہ علیک وسلّم

ماہِ صداقت مہرِ رسالت — جانِ محبت، کانِ سخاوت
خیر سراپا، نورِ مجسم — صلّیٰ اللہ علیک وسلّم

رب کے منور، سب کے مقدر — عشق کے پیکر، حسن کے مظہر
شافعِ محشر، رحمتِ عالم — صلّیٰ اللہ علیک وسلّم

سب کے آقا، سب کے مولیٰ — سب سے اعلیٰ سب سے اولیٰ
سب کے داتا، کاشفِ ہر غم — صلّیٰ اللہ علیک وسلّم

عرش بریں کے آپ ہیں مہماں — زائرِ رحمٰں، نازشِ دوراں
آپ کی عظمت سب کو مسلّم — صلّیٰ اللہ علیک وسلّم

قَولُ رَسُولِی زَادَ سُرُورِی — اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُورِی
اَنْتَ رَسُولُ اللّٰہِ الْاَکْرَم — صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّم

آپ کا واصف حق تعالیٰ — آپ رسولوں میں ہیں اعلیٰ
نقوی کا یہ ورد ہے ہر دم — صلّیٰ اللہ علیک وسلّم

آپ کے دیدار پر لاکھوں سلام

اے شہنشاہِ جہاں عالی مقام
اے حسینانِ دو عالم کے امام
اے رسولِ کبریا خیر الانام
آپ ہیں ہر دور کے دار السلام
آپ کے دیدار پر لاکھوں سلام

آپ ہیں عالی نسب، اُمّی لقب
آپ ہیں فخرِ عجم، شاہِ عرب
آپ ہیں تخلیقِ عالم کا سبب
ہیں سراپا آپ خالق کا پیام
آپ کے دیدار پر لاکھوں سلام

آپ ہیں صدر العلیٰ، نور الہدیٰ
آپ ہیں بدر الدجیٰ، شمس الضحیٰ
آپ ہیں محبوبِ ربِ دوسرا
آپ کا مشتاق ہے ہر خاص و عام
آپ کے دیدار پر لاکھوں سلام

آپ ہیں سارے جہاں کے آسرا
آپ ہر دردو الم کی ہیں دوا
آپ ہیں مشکل کشا، حاجت روا
آپ ہی ہیں شافعِ روزِ قیام
آپ کے دیدار پر لاکھوں سلام

عرش، کرسی اور زمین و آسماں
انبیاء و مرسلین حور و جناں
اور سب جن و بشر کرتو بیاں
مانتے ہیں آپ کو اپنا امام
آپ کے دیدار پر لاکھوں سلام

اے زمانے کے نبیِ آخری
آپ کی امت ہے فرقوں میں بٹی
متحد ہوں ایک مرکز پر سبھی
آپ کا دنیا میں جاری ہو نظام
آپ کے دیدار پر لاکھوں سلام

التجا ہے آپ سے اتنی حضور
عشق و ایماں کا عطا مجھ کو ہو نور
بخشوادیں حشر کو میرے قصور
ہے یہ نقوی آپ کا ادنیٰ غلام
آپ کے دیدار پر لاکھوں سلام

مناقب
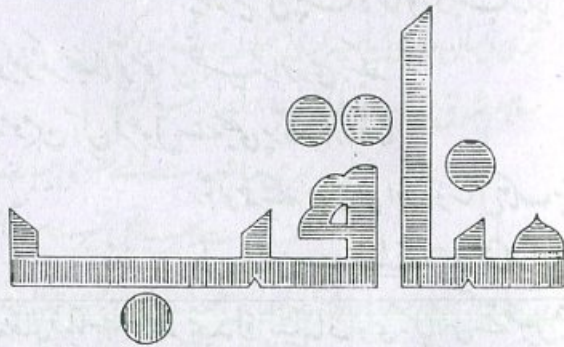
حضرت ابو طالب عمران رضی اللہ عنہ

ابو طالب کی شان و سیرتِ ضَو بار کیا کہنا
وہ ہیں آلِ نبی کے قافلہ سالار کیا کہنا

رَچی ہے آپ کی نس نس میں خوشبوئے نبی ایسے
مہک اُٹھا ہو جیسے حُسن کا گلزار کیا کہنا

تری آغوش میں پلتی رہی رحمت دو عالم کی
ترے گھر سے ملے اسلام کے سردار کیا کہنا

شہادت دے رہا ہے خود خدا قرآں[1] شاہد ہے
پنہ تیری پناہِ خالق و جبار کیا کہنا

نہ ہو کیونکر بھلا تو مومنِ خیرُ الورٰی جبکہ
ہے مومن آلِ فرعوں سے بھی پردہ دار کیا کہنا

رہا تُو عمر کے چالیس اور دو[1] سال تک ہر دم
دل و جاں سے فدائے احمدِ مختار کیا کہنا

---

[1] اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی۔ کیا اُس نے تمہیں یتیم نہ پایا، پھر جگہ دی۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے آپ کی محبت عبد المطلب اور ابو طالب کے دل میں ڈال دی جس سے انہوں نے کمال شفقت سے آپ کو پالا۔ یہ پرورش درحقیقت ہماری طرف سے تھی
(تفسیر نور العرفان ص۹۵۳ مطبوعہ لاہور)

شیاطیں کی مساعی تو کبھی ناکام نہ ہوتیں
نہ ہوتا تُو اگر محبوب کا غمخوار کیا کہنا

ہوا جب عقدِ سرکارِ جہاں، بی بی خدیجہ سے
پڑھا ہے آپ نے خطبہ سرِ دربار کیا کہنا

پڑھا[1] ہے آپ نے کلمہ بوقتِ مرگ پھر اُس پر
ہوئے ہیں خوش رسولِ خالق و غفار کیا کہنا

زباں کے کلمہ پڑھنے سے تو کچھ حاصل نہیں لیکن
رہے دل میں اگر حُبِّ شہِ ابرار کیا کہنا

عقیدہ ہے یہی میرا، ترے سرکارِ آدم تک
سبھی اجداد ہیں ایمان کے مینار کیا کہنا

فدا ہوں سو دل و جاں سے میں تیرے نجمِ قسمت پر
ہوا تُو سب سے پہلا شاعرِ دربار کیا کہنا

تری ایمان داری، پاسداری، جاں نثاری کو
سلام شوق ہو اے طالبِ دلدار کیا کہنا

مری جانب سے اے نقوی مبارک ہو مبارک ہو
محبت سے بھرے ہیں تیرے سب اشعار کیا کہنا

---

[1] حضرت شیخ الاسلام مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: (حضرت ابو طالب کی وفات کے وقت آپ کے حقیقی بھائی) حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنا سر جھکا کر سُنا کہ وہ کلمہ شہادت پڑھ رہے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خبر دی کہ آپ کے چچا اسلام لے آئے۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خوشی کا اظہار فرمایا
مدارج النبوۃ جلد دوم ص[illegible] مطبوعہ مدینہ کمپنی کراچی
تیسرا ایڈیشن س۱۹۷۰ء

حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان

رسولِ پاک کے اصحاب سارے — رہِ صدق و صفا کے ہیں دُلارے
جنہوں نے رات دِن آلِ نبی کی — محبت سے غلامی میں گزارے
رہے باہم صحابہ شِیر و شکر — کہاں اُن میں کدورت کے شرارے
بنے خاتم خلافت کے علی ہیں — ہیں ختم الانبیاء آقا ہمارے
ابوبکر و عمر عثمان و حیدر — حسن ہیں ملک و ملت کے سہارے
عقیدہ ہے یہی اپنا کہ پانچوں — فرازِ مصطفےٰ کے ہیں منارے
مٹا ڈالے شہیدِ کربلا نے — جہانِ کفر و باطل کے ادارے
زبانِ طعن کو خاموش رکھو — کہاں وہ، اور کہاں شکوے تمہارے
خدا اُن سے ہے راضی، وہ خدا سے — بہشتی جنتی سارے کے سارے
محمد مصطفےٰ ہیں ماہِ طیبہ — صحابہ، آپ کے روشن ستارے
کہاں میں اور کہاں شانِ صحابہ — خدا جن کو ستائش سے پکارے

ثناء خوانِ ابوبکر و علی ہو،
کیا کہنے ہیں اے نقوی تمہارے

خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

وَلیِ کبریا صدیق اکبر — سخیِ مصطفےٰ، صدیق اکبر
محمد پر فدا صدیق اکبر — محبِ مرتضےٰ، صدیق اکبر
لٹایا یار پر گھر بار سارا — وفا کی انتہا صدیق اکبر
کہا تجھ کو خدا نے ثانی اثنین — ہے تو ہی دوسرا صدیق اکبر
امامت کے لیے حکمِ نبی سے — پسندیدہ ہوا صدیق اکبر
بنے اجماعِ اُمت سے جہاں کے — امیرِ بے ریا، صدیق اکبر
نبی کا جانشینِ اوّلیں ہے — صحابہ میں بڑا، صدیق اکبر
نبی کی آل، اولادِ علی کا — ادب کرتا رہا، صدیق اکبر

گُنہ سب دھل گئے نقوی حزیں کے
زباں سے جب کہا، صدیق اکبر

خلیفۂ دوم حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

امیرِ مومناں، فاروقِ اعظم — نصیرِ عاشقاں، فاروقِ اعظم
مرادِ مصطفٰے، محبوبِ خالق — امامِ غازیاں فاروقِ اعظم
اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّار میں ہے — محبت کا نشاں فاروقِ اعظم
ہُوا ہے قیصر و کسریٰ کا فاتح — محمّد کا جواں فاروقِ اعظم
شریعت کا طریقت کا سمندر — ہے عرفاں میں عیاں فاروقِ اعظم
نبی کے دین کا اعلیٰ مبلغ — وہ قرآں کی زباں فاروقِ اعظم
ادب کرتے رہے آلِ نبی کا — شہنشاہِ زماں فاروقِ اعظم
اُسی کا قول ہے لَوْلَا عَلِیٌّ — حقیقت کا بیاں فاروقِ اعظم

جہانِ عشق و اُلفت میں ہے نقوی
خدا کا رازداں فاروقِ اعظم

خلیفۂ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

صاحبِ عرفانِ یزدانی ہے عثمانِ غنی
جامعِ آیاتِ قرآنی ہے عثمانِ غنیؓ

احمدِ مُرسل کا عاشق ربِّ عالم کا وَلی
افتخارِ نوعِ انسانی ہے عثمانِ غنی

دین و ملت کے فلک کا آفتابِ پرضیا
گوہرِ وحدت کی تابانی ہے عثمانِ غنیؓ

مقتدائے عاشقانِ باصفا اس کا وجود
دولتِ حق کی فراوانی ہے عثمانِ غنی

صاحبِ حلم و حیا اور پیکرِ جُود و سخا
منبعِ برکاتِ رحمانی ہے عثمانِ غنی

مرکزِ مہر و وفا، اور نیّرِ صدق و صفا
محرمِ اسرارِ حقانی ہے عثمانِ غنی

دستگیرِ بیکساں اور سادگی میں لاجواب
قاطعِ اطوارِ شیطانی ہے عثمانِ غنی

خنجرِ جور و جفا کا ہے شہیدِ بے گناہ
عشقِ رحمانی میں لاثانی ہے عثمانِ غنی

کیوں نہ ہو نقوی کے دل کو وجد کی حالت کہ جب
دافعِ امراضِ رُوحانی ہے عثمانِ غنی

خلیفۂ چہارم حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

علی خدا کا وہ اک ولی ہے   ازل سے جس کی ضیا چلی ہے

علی علی ہے، علی علی ہے

علی غنی ہے، علی جلی ہے   علی کا نعرہ گلی گلی ہے

علی علی ہے، علی علی ہے

علی ہے مشکل کشائے عالم   علی سے ہر اک بلا ٹلی ہے

علی علی ہے، علی علی ہے

جلے گی وہ رُوح، ہاویہ میں   حسد کے خانے میں جو پلی ہے

علی علی ہے، علی علی ہے

علی کا رُتبہ نبی سے پوچھو   نبی ہی رُوح و دل علی ہے

علی علی ہے، علی علی ہے

علی کا دشمن ہے حق کا دشمن   علی محمد کی اِک کلی ہے

علی علی ہے، علی علی ہے

نہیں ہے انساں وہ جس کے دل میں   علی کی عظمت سے بیکلی ہے

علی علی ہے، علی علی ہے

علی کا بن کر مُرید میں نے   نبی کے دَر پر جبیں مَلی ہے

علی علی ہے، علی علی ہے

کہاں ہے دُنیا کی فکر کوئی   زبانِ نقوی پہ یا علی ہے

علی علی ہے، علی علی ہے

خلیفۂ پنجم حضرت امام حسن علیہ السلام

حسن مجتبیٰ کی ثنا اللہ اللہ

مری رُوح کی ہے غذا اللہ اللہ

شہنشاہِ ملت ہیں مخدومِ اُمت

درِ مصطفےٰ کی عطا اللہ اللہ

عرب اُن کا طالب، عجم اُن کا خادم

وہ ہیں ہر فلک کی ضیا اللہ اللہ

صداقت، عدالت، شرافت، سخاوت

علی ہے انہیں بے بہا اللہ اللہ

نگاہوں کے تارے، دلوں کے سہارے

وہ ہیں شمعِ راہِ صفا، اللہ اللہ

کریں جنگ جس سے علی کے دُلارے

لڑو لوگو اُس سے سدا اللہ اللہ

کریں جس کسی سے وہ صلح و تعاون

کرو اُس سے صلح و وفا اللہ اللہ

جوانانِ جنت کے سردار ہیں وہ

ہے حق اُن کا مدح سرا اللہ اللہ

بفضلِ خداوندِ عالم ہے نقوی

دل وجاں سے اُن پر فدا اللہ اللہ

حضرات آلِ محمد علیہم السلام

مظہرِ کبریا ہے علی مرتضیٰ — نائبِ مصطفےٰ ہے علی مرتضیٰ

کعبۂ پاک کا، مسجدِ پاک کا — مبتدا، منتہیٰ ہے علی مرتضیٰ

کشتئ دینِ اسلام کا ناخدا — جانِ ارض وسما ہے علی مرتضیٰ

اَمرِ مَن کُنتُ مولیٰ سے روشن ہوا — سب کا مشکل کشا ہے علی مرتضیٰ

اَنتَ مِنّی اَنَا مِنکَ حکمِ نبی — نورِ ذاتِ خدا ہے علی مرتضیٰ

سیّدِ سرودِ عالم کے دربار میں — کیسا دولہا بنا ہے علی مرتضیٰ

مصطفےٰ شہرِ علمِ خدا ہیں مگر — اُس کا بابُ الہدیٰ ہے علی مرتضیٰ

بھائی بھائی ہیں باہم صحابہ مگر — اِک اَخِ مصطفےٰ ہے علی مرتضیٰ

یوں تو ذیشان ہیں سارے اصحاب دیں — نفسِ خیرالوریٰ ہے علی مرتضیٰ

قائدِ اولیاء، ناصرِ دینِ حق — لاالٰہ کی بنا ہے علی مرتضیٰ

شکرِ ایزد کہ اے نقوئ بے عمل

تجھ کو رہبر ملا ہے علی مرتضیٰ

فضائل کے جہاں میں ہے علی شیرِ خدا اعلیٰ

شریعت میں طریقت میں حقیقت میں ہوا اعلیٰ

محمّد جلوۂ اوّل، علی ہے جلوۂ ثانی

نبوت اور ولایت کا ہے باہم واسطہ اعلیٰ

ولادت اُن کی کعبے میں، شہادت اُن کی مسجد میں

ہے اُن کی ابتدا اعلیٰ، ہے اُن کی انتہا اعلیٰ

شریعت میں علی چوتھے خلیفے ہیں مگر بیشک

طریقت میں خلافت کی ہے ان سے ابتدا اعلیٰ

خلافت کے ہوئے ہیں حضرتِ مشکل کشا خاتم

نبوت کے ہیں خاتم، حضرتِ خیرالوریٰ اعلیٰ

محمد جس کے مولیٰ ہیں علی بھی اُس کے مولیٰ ہیں

علی بعد از نبی ہیں، مقتدائے دوسرا اعلیٰ

وہ ہے قرآنِ صامت اور یہ قرآنِ ناطق ہیں

نہ ٹوٹے گا کبھی آپس میں ان کا رابطہ اعلیٰ

پلٹ آیا علی کے واسطے ڈوبا ہوا سورج

ادا کر لیں نمازِ عصر کو شیرِ خدا اعلیٰ

جہاں دیکھا جدھر دیکھا نظر آیا علی نقوی

علی اعلیٰ، علی اعلیٰ، علی مولا مرا اعلیٰ

علی قرآنِ ناطق ہے، علی رستہ صفائی کا
بِلا مَن کُنتُ مَولیٰ سے نشاں اُس کی رسائی کا

نبی، مولیٰ ہے جس معنیٰ میں، اُس میں ہے علی مولیٰ
رہے گا تا ابد چرچا، علی کی راہنمائی کا

بہتر مذہبوں کو گر حقیقت کا پتہ ہوتا
تو بن کر بھائی بھائی راستہ لیتے بھلائی کا

زمیں والے تو کیا یہ سُن رہے ہیں آسماں والے
بجا ہے عرش پر ڈنکا تری فرمانروائی کا

ولایت سارے ولیوں کو، حکومت بادشاہوں کو
ملی ہے اور ملے گی صدقہ اُس کی پیشوائی کا

رسولِ پاک کا ارشادِ اقدس ہے کہ محشر میں
علی بخشیں گے پروانہ جہنم سے رہائی کا

نہیں ممکن ثنائے مرتضیٰ انسان سے ہرگز
کہ جب ربِ جہاں شاہد ہے اس کی پارسائی کا

یہی ہے آرزو میری، مرے مولیٰ سرِ محشر
نہ چھوٹے ہاتھ سے دامن مرے تیری دہائی کا

نہ کر تو خوف اے نقوی حسابِ روزِ محشر سے
کہ تیرے پاس ہے ساماں، علی کی آشنائی کا

علی شیرِ خدا ہے پیشوا ساری خدائی کا
مِلا جُبّہ اسے خیر الورٰی سے رہنمائی کا

جبینِ نور پر سہرا بندھا حاجت روائی کا
بنا دُولہا علی اسلام کی مشکل کشائی کا

ازل کی صبح سے لے کر ابد کی شام تک اُس کو
ہمیشہ قربِ حق نے بخشا ذاتِ مجتبائی کا

حدیثِ لحمک لحمی سے چلتا ہے پتہ سب کو
محمد اور علی سے دُور ہے رستہ جُدائی کا

جہاں تک کبریا کی کبریائی ہے دو عالم میں
وہاں تک نور پھیلا، مصطفٰے کی مُصطفائی کا

جہاں تک مصطفٰے کی مُصطفائی ہے خدائی میں
وہاں تک چاند نا پھیلا ہوا ہے مرتضائی کا

شبِ معراج کو صوتِ علی میں حق تعالیٰ نے
کلامِ پاک فرمایا، محمدؐ سے سچائی کا

شموسِ اولیں چمکے، چمک کر چھپ گئے لیکن
رہے گا مہر روشن تا ابد اُس کی بڑائی کا

ہوئے جو اولیاؑ دُنیا میں اب تک اور جو ہوں گے
وہ خطبہ پڑھ رہے سارے ہیں اُس کی پیشوائی کا

خدا کے واسطے اے حضرتِ مشکل کشا اپنی
مئے اُلفت سے بھر دیجئے مرا کاسہ گدائی کا

بحمداللہ ظہورِ کُن فکاں سے بیشتر پہلے
دلِ نقوی ہے شیدا مرتضیٰ کی پارسائی کا

جہاں میں کوئی بشر مثلِ بوتراب نہیں
یہی وہ ذات ہے جس کا کہیں جواب نہیں
ازل کے روز سے ہر گام پر محمدؐ کا
علی کو چھوڑ کے کوئی بھی ہم رکاب نہیں
علی کا اسم ہے اسمِ خدائے پاک، مگر
علی ہے جسمِ نبیؐ، جس میں ارتیاب نہیں
علی ہے فاتحِ خیبر علی، علی ہے ولی
بتوں کی مہر سے حیدر کا انتساب نہیں
علی ہے شاہِ ولایت، علی ہے نورِ ہدیٰ
علی وصی کے فضائل کا کچھ حساب نہیں
رُخِ علی کا تصور ہے روحِ ذکرِ خدا
دیارِ عشق میں ایسی کوئی کتاب نہیں
ولی خدائے جہاں کا وہ ہو نہیں ہو سکتا
درِ جنابِ علی سے جو فیضیاب نہیں
دیارِ عشق میں آ کر علی کی بات کرو
ریاضِ فقر میں اُن سا کوئی گلاب نہیں
نہ ہے نصیب، جو کہہ دیں علی کہ اے نقوی
بروزِ حشر تجھے خوفِ احتساب نہیں

لگاؤ ہر گھڑی نعرہ علی کا
علی مشکل کشا ہے ہر ولی کا

ہے بارہ کو ولادت مصطفےٰ کی
مگر تیرہ کو ہے جلوہ علی کا

نبی ہے شہر دروازہ ہے صفدر
علی خوشبو نبی گُل تازگی کا

علی ہے چاند اور سورج ہے احمد
جہاں میں آسمانِ روشنی کا

دیا خرقہ رسولِ کبریا نے
جنابِ مُرتضیٰ کو دوستی کا

نہ ہو دل میں اگر حُبِ علی، تو
ہے کیا ثمرہ خدا کی بندگی کا

ارے نقویؔ محبت مرتضیٰ کی
ہے ساماں ہر دو عالم میں خوشی کا

ربِ جہاں کی شان کے مظہر علی علی
ہیں ملتِ حضور کے دلبر علی علی

کعبے سے ابتدا ہے تو مسجد پہ انتہا!
کوئی نہیں ہے آپ کا ہمسر علی علی

آئے بتوں کو توڑنے بیت الحرام میں
کہنے لگے زبان سے پتھر علی علی

ہجرت کی رات بسترِ خیر الانام پر
سوئے خوشی سے بندۂ داور علی علی

ہر اک زبانِ مومن و کافر سے آج تک
سُنتے ہیں حرب و ضرب میں اکثر علی علی

نُورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن"
روشن رہے گی مشعلِ حیدر علی علی

نقویؔ کو پُل صراط کا مشکل نہیں سفر
مشکل کشا ہیں جب مرے رہبر علی علی

اہلِ نثار کے آپ ہیں سُلطان یاعلی

دینِ خدا میں آپ ہیں ذیشان یاعلی

ہر دو جہاں ہیں آپ پر قربان یاعلی

خیرالورٰی کے آپ ہیں جانان یاعلی

مولائے کائنات ہیں مشکل کشائے دیں

جانِ جہاں اور آپ ہیں ایمان یاعلی

حکمِ حدیثِ پاک سے معلوم ہو گیا

محبوبِ حق اور آپ ہیں یک جان یاعلی

نبیوں کے بیشک احمدِ مرسل ہوئے امام

ولیوں کے دل کے آپ ہیں قرآن یاعلی

اِک آپ ہی کی دشمنی کا نام ہے نفاق

اُلفت ہے دین پاک کا سامان یاعلی

دُنیائے کفر و شرک کو برقِ فلک ہیں آپ

شیرِ خدا ہیں دین کے سُلطان یاعلی

نادِ علی کے ورد سے ہو دُور ہر بَلا

ہر درد کے ہیں آپ ہی درمان یاعلی

محشر میں آئے ایسے کہ تقوٰی حزیں کے ہاتھ

تھاما ہوا ہو آپ کا دامان، یاعلی

ہیں مرتضٰی شیرِ خدا، قائم مقامِ مُصطفٰے

مُشکل کشائے دوسرا، وردِ زبانِ اولیا

کعبہ سے اُن کی ابتدا، مسجد پہ اُن کی انتہا

ہے اور کون اس شان کا کوئی بتائے تو ذرا

اہلِ طریقت نے کہا بعد از محمد مصطفٰے

حضرتِ علی المرتضٰی ہیں مومنوں کے پیشوا

آدم سے تا روزِ جزا، سب اولیائے کبریا

ہیں زیرِ فیضِ مرتضٰی، یہ ہے حقیقت کی نوا

مولیٰ ہیں جس کے مصطفٰے مولیٰ ہیں اُس کے مرتضٰے

اس راز نے روشن کیا، بیشک ہمیں راہِ صفا

اے تاجدارِ اصفیا، اے شاہِ مردانِ خدا

حُسنِ بہارِ قُل کفٰی، قولِ تو لو کُشِفَ الغِطَا

ہر جنگ میں مردِ نڈر، کرتا رہا فتح و ظفر

سالارِ فوجِ بے خطر، کفّار کے حق میں بلا

دنیائے دُوں کے جانور، دینِ خدا کے تاجور

ارض و سما کے نامور، کرتے ادب ہیں آپ کا

شمس و قمر، شام و سحر، برگ و ثمر، سنگ و شجر

جن و بشر، اہلِ نظر، ہیں حُسن پر تیرے فدا

وہ پنجتن کا ہے نشاں، بارہ اماموں کی ہے جاں
سارے صحابہ میں عیاں، ہے نازشِ آلِ عبا

گفتار میں گوہر فشاں، کردار میں موجِ رواں
آنکھوں سے مستی ہے عیاں، صورت حسین ودلربا

وہ بے نشاں بے نشاں، وہ آفتابِ دوجہاں
وہ شمعِ بزمِ کاملاں، وہ رازدارِ انما

ڈوبے شموسِ اولیں، لیکن ترا شمسِ مُبیں
لاریب ڈوبے گا نہیں، روزِ ابد تک بھی شہا

وہ ہے سراپا حق و دیں، نفسِ رسولِ عالمیں
رُشد و ہدایت میں متیں اور بانیٔ مہر و وفا

وہ بوالحسن شاہِ سخن، بُوئے چمن بدرِ زمن
وہ رونقِ ہر شہر و بَن، جانِ شفا کانِ سخا

وہ بُت شکن خیبر فگن، دیں کی لگن میں ہیں مگن
نورِ محمد کی کرن، ہیں ماہِ تسلیم و رضا

اوّل علی آخر علی، باطن علی ظاہر علی
کونین کے بعد از نبی، وہ ہیں امیرِ بے ریا

ماہِ ہدایت ہے علی، مہرِ سخاوت ہے علی
شاہِ ولایت ہے علی، ازا بتدا تا انتہا

کرو وِد باصوتِ جلی، تو اے اخی نادِ علی
لاریب یہ نامِ ولی، کرتا ہے دشمن کو فنا

سُن غور سے تو اے اخی، حضرت قلندر بُو علی
"لُڈّی" علی کے نام کی، پاتے رہے صبح و مسا

لَذُّوا بِذِکرِ جَمَالِہٖ، ھَنُّوا اَمِینَ خِیَالِہٖ
وَدُّوا جَمِیعَ عِیَالِہٖ، عَضُّوا عَلٰی قَومِ العِدَا

ہے شان تیری یا علی جس کو بھی جو مشکل پڑی
تُو نے بفضلِ ایزدی فوراً اسے آساں کیا

بیشک محمد اور علی، ہیں ایک نورِ ایزدی
وہ ہیں نبی یہ ہیں ولی، وہ مصطفےٰ یہ مرتضیٰ

نبیوں کا وہ محبوب ہے، ولیوں کا وہ مطلوب ہے
اُس کا عدو مغضوب ہے، روزِ عمل روزِ جزا

مُسلم کے دل کا چین ہے اور والدِ حسنین ہے
وہ مُرشدِ کونین ہے، دنیا و دیں کا مقتدا

تاریخ کا اعلان ہے، حیدر کا یہ فیضان ہے
وہ کونسا انسان ہے، اس در سے جو خالی گیا

حیدر علی، صفدر علی، منزل علی، رہبر علی
کرتا ہے خود ربِ جلی، قرآں میں اُن کی ثنا

ہیں تین سو آیات بھی، درشانِ مولائے علیؑ
حق یہ کہ یکتا ہیں ولی، ابنِ عساکر نے کہا

وہ ہے شریعت کا ولی، وہ ہے طریقت کا سخی
وہ ہے حقیقت کا وصی، وہ معرفت کی ابتدا

وہ صاحبِ عرفان ہے، دارین میں فیضان ہے
سارے جہاں کی جان ہے اور ہر طرف اُس کی ضیا

وہ سابقِ اسلام ہے، وہ فائقِ اکرام ہے
رحمٰن کا انعام ہے، اہلِ نظر کو ہے عطا

وہ مرکزِ انوار ہے، وہ کاشفِ اسرار ہے
وہ صاحبِ کردار ہے، وہ منبعِ صدق و صفا

وہ حیدرِ کرّار ہے، رحمٰن کی تلوار ہے
کونین کا سالار ہے، محبوب ہے سرکار کا

وہ فاطمہ کا جوڑ ہے، راہِ خدا کا موڑ ہے
کفرِ عدا کا توڑ ہے، اسلام کا فرماں روا

یہ بندۂ ناچار ہے، مُدت سے یہ بیمار ہے
سارے جہاں سے خوار ہے لیکن ازل سے ہے ترا

اب در پہ تیرے آ پڑا، نقوی فقیرِ بے نوا
ہے تجھ سے تجھ کو مانگتا، اے مرتضیٰ سُن لے صدا

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا

سُنو اَب تذکرہ حضرتِ بتولِ پاک طینت کا
نبی کی لاڈلی بیٹی، علی کے گھر کی زینت کا

محمد گُل، علی خوشبو، عرق شبیر اور شبر
ہے زہرا برگِ دلکش، خوب ہے نقشہ حقیقت کا

رسولِ ہر دو عالم اُن کی آمد پر کھڑے ہوتے
خدائے پاک کرتا ہے بیاں اُن کی کرامت کا

دو عالم میں جنابِ فاطمہ قرآنِ ناطق ہیں
نہیں ہے مرتبہ اُن سا کسی بھی پاک عورت کا

فرشتے اُن کے گھر میں بے اجازت آ نہیں سکتے
شرف بخشا گیا ہے اُن کو یہ دستِ مشیت کا

خدائے پاک نے خود رُوحِ زہرا قبض فرمائی
کہ عزرائیل سے پردہ تھا، اُس نورِ نبوت کا
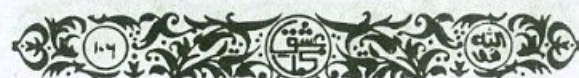
ندا ہو گی قیامت کو جھکا لو گردنیں، لوگو!

گزر ہو گا یہاں سے سیّدہ خاتونِ جنّت کا

جنابِ شبّر و شبّیر کی عظمت کا کیا کہنا

شرف اُن کو ملا ہے ہر دو عالم کی سیادت کا

بھلا سادات کو صدقات کا کھانا روا کیوں ہو

کہ صدقہ تو زمانہ کھا رہا ہے اُن کی برکت کا

تعالی اللہ، سرِ شبّیر کٹ کر بھی رہا اُونچا

کہ وہ غیرت علی کی، خون تھا شاہِ رسالت کا

جہاں میں ملّتِ اسلام پر احسان ہے نقوی

خدیجہ پاک کی دولت، ابو طالب کی خدمت کا

حضرات حسنین علیہما السلام

کس نے پایا ہے جہاں میں مرتبہ شبّیر کا

ذکر کرتا ہے خدا بھی آپ کی تطہیر کا

سبز ہے شبّر کا جامہ، سُرخ ہے شبّیر کا

راز ہے کیسا خدائے پاک کی تدبیر کا

ایک سینے تک مشابہ اک وہاں سے پاؤں تک

ہیں یہی نقشہ نبی کی پُر ضیا تصویر کا

ایک نے دیں کے لیے دُنیائے دُوں کو دی طلاق

ہے محافظ دُوسرا اسلام کی تنویر کا

اک نے رکھی صلح سے بنیاد دینِ پاک کی

دوسرے نے جنگ سے تھاما عَلَم توقیر کا

ایک کی سِرّی شہادت، اِک کی جہری ہو گئی

کر گئے وہ کام پورا دین کی تعمیر کا

سرزمینِ نینوا میں کھُل گیا رازِ نہاں

حضرت ابراہیم کے اس خواب کی تعبیر کا

ہر دو عالم میں رہے نقوی پہ فیضانِ نظر

ہے یہ ضامن مسلکِ شبّیر کی تذکیر کا

حضرت امام حسن علیہ السلام

حسن ابنِ علی المرتضٰے کی — کرے تعریف کیسے عبدِ خاکی
شہِ کونین ہیں نفسِ محمدؐ — خدائے پاک نے ان کی ثنا کی
نہیں، آتی نہیں ان کے لبوں پہ — یہ بھر دیتے ہیں جھولی ہر گدا کی
کیا احسان یہ ملت پہ اُس نے — امیرِ شام سے صلح و وفا کی
فساد و خوں سے اُمت کو بچا کر — حکومت آپ نے اُن کو عطا کی
مِرے مولیٰ کی صُلح و آشتی نے — مُسلمانوں پہ بخشش بے بہا کی
ہوئی پوری جہاں میں پیشگوئی — جنابِ مُصطفےٰ خیرُ الوریٰ کی
پلا کر زہر کا اُن کو پیالہ — کسی مردود و ظالم نے جفا کی
کلیجہ کٹ گیا آنتیں پھٹی تھیں — شہادت ہوگئی صدرُ العُلیٰ کی

قیامت میں اُٹھوں اُن کی وِلا پر
یہی نقوی نے حق سے التجا کی

حضرت امام حُسین علیہ السلام

فکرِ عالم سے وراء ہے رفعتِ شانِ حُسین
حق تعالیٰ کی عطا ہے عظمت و آنِ حُسین

حضرتِ خیر الوریٰ ہیں مرتبہ دانِ حُسین
بارگاہِ ربِّ عالم ہے ثنا خوانِ حُسین

حاملِ قرآں، سراپا دیں، بِنائے لا الٰہ
ذرہ ذرہ ہے جہاں کا زیرِ فیضانِ حُسین

کارواں دُنیا میں لُٹتے دیکھے ہوں گے سینکڑوں
ہے انوکھا سب سے لیکن حالِ بُستانِ حُسین

خونِ محبوبِ[1] خدا ہے اور شمشیرِ یزید
کٹ گئی کرب و بلا میں گردنِ جانِ حُسین

یوں تو دُنیا میں مُسلمانوں کی کثرت تھی مگر
ساتھ دینے کو بہتّر ہیں جوانانِ حُسین

[1] فلسفۂ شہادت

صرصرِ غم بوستانِ مصطفےٰ میں چل پڑی
شمر نے جب چاک کر ڈالا گریبانِ حسین

سر ہے نیزے کی انی پر لب پہ قرآنِ حکیم
آج بھی اونچا ہے سب سے پرچمِ شانِ حسین

پُرسا دینے کے لیے آئے ہیں محبوبِ خدا
ہو مبارک آپ کو اے جاں نثارانِ حسین

حیدرِ کرار کی مشکل کشائی دیکھیے
مسکراتے ہیں مصائب میں فدایانِ حسین

کیوں نہ ہو ملعون بغض و کفر کا داعی یزید
حکم سے جس کے لٹا ہے ساز و سامانِ حسین

مٹ گیا نامِ یزیدِ آنجہانی تو مگر
تا ابد زندہ رہے گا نام و فرمانِ حسین

عشرۂ ماہِ محرم کا یہی پیغام ہے
یاد رکھو ہر گھڑی درسِ دبستانِ حسین

جس کا جی چاہے یزیدِ ناصبی کا ہو مرید
ہے مگر نقوی ازل سے زیرِ دامانِ حسین

نامِ حسین ہادیِ اقوام ہوگیا
"نامِ یزید داخلِ دشنام ہوگیا"

نامِ حسین مژدۂ مرگِ یزید ہے
کیسا خدائے پاک کا انعام ہوگیا

کفرِ یزید پر ہے شہادت حسین کی
کیا کربلا کی خاک کا اکرام ہوگیا

ذبحِ حسین اصل میں ذبحِ رسول ہے
جس پر یزید خارجِ اسلام ہوگیا

میرے لیے حسین ہے تیرے لیے یزید
دونوں کا اک اک آج دل آرام ہوگیا

میں اُس کے ساتھ حشر کو اٹھوں گا اور تو
اُٹھے گا اِس کے ساتھ جو ناکام ہوگیا

باطل کے آگے ہر گھڑی سینہ سپر رہو
خونِ حسین آپ یہ پیغام ہوگیا

داعی ہوں دل سے مسلکِ شبیر کا فقط
میرے قلم پر آپ کا اکرام ہوگیا

حق کا ہے فضلِ خاص کہ نقوی حسین کا
صبحِ ازل سے بندۂ بے دام ہوگیا

دیارِ عشق کے رہبر ہیں کربلا والے
بہارِ باغِ پیمبر ہیں کربلا والے

فضیلتوں کے سکندر ہیں کربلا والے
مصیبتوں کے سمندر ہیں کربلا والے

امینِ سترِ خلافت ہیں اور شاہی کے
غلط اصول پہ خنجر ہیں کربلا والے

یدِ یزید پہ بیعت حرام ہے، لوگو!
پکارے دار پہ چڑھ کر ہیں کربلا والے

لبِ فرات پہ تڑپے ہیں تشنگی کے سبب
اگرچہ ساقیٔ کوثر ہیں کربلا والے

شہِ حسین کی گردن ہے اور تیغ یزید
نبی کے خونِ معطر ہیں کربلا والے

پڑھا کلامِ الٰہی کو نوکِ نیزہ پر
جہاں کی فکر سے برتر ہیں کربلا والے

مٹا ہے حرفِ غلط کی طرح یزیدِ لعیں
مگر جہاں میں منور ہیں کربلا والے

درِ رسول نے بخشی ہیں رفعتیں نقوی
شباب خلد کے داور ہیں کربلا والے

کربلا کی سلام

مصطفیٰ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام
جانِ ختمِ نبوت پہ لاکھوں سلام

اہلِ بیتِ رسالت پہ بے حد درود
اُن کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

جن کے کنبے سے پانی کو روکا گیا
اُن سب اہلِ مصیبت پہ لاکھوں سلام

جن کی لاشوں کو گھوڑوں سے روندا گیا
اُن کی سچی محبت پہ لاکھوں سلام

جن کے خیموں کو آتش لگائی گئی
اُن خواتینِ ملت پہ لاکھوں سلام

ننگے سر کوبکو جو پھرائی گئیں
اُن سب اہلِ فضیلت پہ لاکھوں سلام

اُمِ کلثوم و زینب، سکینہ، رباب
شہر بانو کی ہمت پہ لاکھوں سلام

جس نے نیزے پہ چڑھ کر ہے قرآں پڑھا
اُس کی اعلیٰ شہادت پہ لاکھوں سلام

جن کے اعدا پہ ہے لعنتِ کبریا
اُن کی بالا شرافت پہ لاکھوں سلام

درد کے بحر میں ڈوب کر یوں کہو
اللہ والوں کی رفعت پہ لاکھوں سلام

آج نقوی سے مدحت کے قدسی کہیں
کربلا! تیری عظمت پہ لاکھوں سلام

حضراتِ اولیائے کرام

علیہم الرحمۃ

بحضور شہنشاہِ بغداد رحمۃ اللہ علیہ

خُدا کا دُلارا ہے غوثُ الورٰی
نبی کا نظارا ہے غوثُ الورٰی

علی کا اُتارا ہے غوثُ الورٰی
جہاں کا سہارا ہے غوثُ الورٰی

دلوں کو گوارا ہے غوثُ الورٰی
نگاہوں کا تارا ہے غوثُ الورٰی

رہِ دینِ اسلام کا ترجمان،
زمانے کا پیارا ہے غوثُ الورٰی

ہُدٰی کا علَم ہے، کرم ہی کرم!
محبت کا دھارا ہے غوثُ الورٰی

مہِ عشقِ کامل[1] ہے مہرِ عمل
ضیا کا اِدارا ہے غوثُ الورٰی

شہنشاہِ اقلیمِ اہلِ نظر
کرم کا اِشارا ہے غوثُ الورٰی

امیروں، فقیروں کے دل کا سکوں
سلاطیں کا یارا ہے غوثُ الورٰی

ہوئیں دُور اُس کی بلائیں سبھی
کہ جس نے پُکارا ہے غوثُ الورٰی

مِری زندگی ہے خطا کا جہاں
عطا کا کنارا ہے غوثُ الورٰی

نہیں غیر سے مانگنے کی غرض
سخا کا دوارا ہے غوثُ الورٰی

دِل و رُوحِ نقویؔ ہوئے مطمئن،
ازل سے ہمارا ہے غوثُ الورٰی

---

[1] یاد رہے کہ ابجد کے حساب سے عشق کے عدد ۴۷۰ ہیں اور کامل کے عدد ۹۱ ہیں اور دونوں کا مجموعہ ۵۶۱ ہوتا ہے، تو نتیجہ یہ نکلا کہ حضور سیدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ ۴۷۰ھ کو پیدا ہوئے۔ اکانوے ۹۱ سال کی عمر شریف ہوئی اور ۵۶۱ھ کو آپ کا وصالِ مبارک ہوا۔ نقوی

سُنو میری بھی اب فریاد یا غوث
خُدارا کیجئے اِمداد یا غوث

جہاں میں آپ محبوبِ خدا ہیں
رسُولِ پاک کی اولاد یا غوث

قدم تیرا ہے ولیوں کے سروں پر
ترے سر پر ترے اَجداد یا غوث

سمجھتے ہیں تجھے عرفان والے
دیارِ فیض کی بُنیاد یا غوث

ہے چشتی، سہروردی، نقشبندی
فقیروں پر ترا ارشاد یا غوث

تری ذاتِ گرامی پر ہے روشن
جہاں والوں کی سب رُوداد یا غوث

ترے احباب کو دیں گے فرشتے
قیامت میں مُبارک باد یا غوث

بسو آنکھوں میں تا روزِ قیامت
رہو دل میں مِرے آباد یا غوث

مُریدی لاتخف سُن کر یہ نقویؔ
ہُوا دارین میں دلشاد یا غوث

جہاں میں ہوں بہت ناشاد یا غوث
کرو میری بھی اب امداد یا غوث

خدارا مجھ کو بھی دنیائے دوں سے
سلاسل سے کرو آزاد یا غوث

اسیرِ نفس ہوں میں اور اس پر
قتیلِ خنجرِ بے داد یا غوث

مرے نفسِ زبوں کو پاک کردو
ہے یہ آمادۂ الحاد یا غوث

نظر کی بھیک مل جائے مجھے بھی
رہوں ہرگز نہ میں ناشاد یا غوث

خدارا کیجیے گا دستگیری
وگرنہ لے چلا جلاد یا غوث

رہیں محفوظ میرے سب عناصر
نہ ہو مٹی مری برباد یا غوث

بنا دے میرے سینے کو مدینہ
رہے قائم ترا بغداد یا غوث

درِ پیرانِ کلیر کے تصدق
سنو نقوی کی بھی فریاد یا غوث

حضرت داتا صاحب علیہ الرحمہ

اللہ اللہ کیا مقام سیدِ ہجویر ہے
جس کے دروازے کا سائل خواجۂ اجمیر ہے

بلدۂ لاہور کو کیوں کر نہ سمجھوں رشکِ طور
جلوہ گر اس میں محمد مصطفیٰ کا شیر ہے

حضرتِ مولیٰ علی کے ہیں، یہ منظورِ نظر
قوتِ طاغوت بھی ان کے مقابل زیر ہے

زانوؤں کے بل یہاں آتے رہے بابا فریدؒ
کس قدر فیضان سے ان کے پیاسا سیر ہے

غوثِ اعظم کا وسیلہ لے کے نقوی آگیا
اس کی قسمت بھی بدل دے داتا اب کیا دیر ہے

حضرت خواجہ اجمیری علیہ الرحمہ

رحمتِ کبریا معین الدین — برکتِ مصطفےٰ معین الدین
گلشنِ مصطفےٰ معین الدین — شمعِ غوث الوریٰ معین الدین
کعبۂ اولیاء معین الدین — ہند کے ناخدا معین الدین
ہادیٔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ — دینِ حق کی سخا معین الدین
بے نشاں کا نشانِ کامل ہے — عشق کا راہنما معین الدین
خواجۂ خواجگاں غریب نواز — مخزنِ بے بہا معین الدین
مرشد و ناخدائے چشت نگر — قطبِ صبر و رضا معین الدین

خاکروبِ درِ محبت ہے
نقوی بے نوا معین الدین

اعلیٰ الحضرت سید محمد مکی رحمۃ اللہ علیہ

مورثِ اعلیٰ ساداتِ نقوی البھاکری

حضرتِ سید محمد پیرِ مکی با صفا — سندھ میں ہیں نائبِ سرکارِ ختم الانبیا
حیدرِ کرار کے نورِ نظر، لختِ جگر — یادگارِ خاندانِ ہادیٔ کرب و بلا
مورثِ اعلیٰ ہیں، ساداتِ حسینی کے وہی — سرزمینِ ہند میں ہیں مقتدائے اصفیا
حضرتِ خواجہ شہاب الدین ولی کے ہیں مرید[1] — اور داماد و خلیفہ، مرحبا صد مرحبا
بلدۂ سکھر میں آکر ہو گئے جب جلوہ گر — بجھ گیا لاریب کفر و شرک کا ہر اک دیا
آکے مشہد پاک سے تبلیغ دینِ پاک کی — اور روشن کی دلوں میں عشق و الفت کی ضیا
ہیں پسر اُن کے جنابِ پیر صدرالدین ولی — جن سے سیہون کے قلندر نے لیا فیضِ سخا
آج بھی ہر شہر میں موجود ہے اُن کی مہک — گلستانِ فاطمی میں پھول وہ کیسا کھلا

عشق ہے نقوی کا رہبر عقل ہے اس کی کنیز
صلحِ کل مسلک ہے اُس کا سب سے ہے مہر و ولا

[1] سہروردی

رحمۃ اللہ علیہ

دین و ملت کے مجدد حضرتِ احمد رضا
سرزمینِ ہند میں ہیں نائبِ غوث الوریٰ

حق تعالیٰ کی عنایت سے بریلی کی زمیں
اہلِ الفت کے لیے ہے مرکزِ فیض و سخا

بآ سے برکت رآ سے رحمت یآ سے ہے پیارِ رسول[ع]
لام سے لعلِ یمن اور یا سے ہے یادِ خدا

اے امینِ عشق و الفت اے معینِ دینِ حق
ہے ترے فیضِ نظر سے احترامِ اولیا

علم و حکمت کا جہاں میں بحرِ بے پایاں ہے تو
بوحنیفہ وقت کا، اقبال نے تجھ کو کہا

معترف ہے تیری عظمت کا عرب ہو یا عجم
بج رہا ہے چار سو ڈنکا ترے ہی نام کا

ع بریلی کا مفہوم

تیری تصنیفات کی تعداد ہے بیش از ہزار
اور ہے پچپن[۵۵] علومِ دیں کا کنزِ بے بہا

ناز کرتے ہیں تری نسبت پہ اصحابِ نظر
اور وہ اکثر مسائل میں ہیں تیرے ہمنوا

تیرے در کے ہیں بھکاری مفتیانِ دینِ حق
کون ہے اقلیمِ ہند و پاک میں ثانی ترا؟

اُمتِ مرحوم کے اہلِ قلم بھی آپ کو
دے رہے ہیں دادِ تحسیں کہہ رہے ہیں مرحبا

آپ کی تاریخِ رحلت کس قدر ہے دلنواز
آفتابِ علم و عرفاں، امام محبوبِ خدا ۱۳۴۰ھ

جو پلائی ہے شرابِ عشق و مستی آپ نے
اہلِ الفت کو، وہی مجھ بے نوا کو بھی پلا

لکھ رہا ہوں سرزباں میں نعتِ سردارِ رسل
آپ کے فیضِ نظر سے اے شہِ اہلِ ثنا

حضرتِ سردار احمد قادری کے روپ میں
مل گئے ہیں آج نقوی کو شہِ احمد رضا

حضرتِ محدثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ فیصل آباد

حضرتِ سردار احمد قادری
حامدی رضوی ہیں چشتی صابری

سُرمگیں آنکھیں، زباں گوہر فشاں
خوبرو، خندہ جبیں، زندہ وَلی

حق شناس و حق پرست و حق پسند
حق نِگر، حق گو، حقیقت کی لڑی

مخزنِ عشقِ رسولِ کبریا،
گوہرِ دریائے فقرِ حیدری

پیر و مُرشد آپ کے عالی جناب
شہ سراج الحق چشتی قادری

جانشینِ حضرتِ احمد رضا
جُود کے سُلطاں، سخاوت کے دھنی

فاضلِ درسِ بریلی اور پھر
کاشفِ اسرارِ رمزِ بے خودی

عاشقِ غوث الوریٰ، محبوبِ حق
طالبِ خواجہ مُعین الدّین سخی

حضرتِ داتا پیا کے فیض سے
بحرِ علمِ ظاہری و باطنی

خدمتِ اسلام کے روشن چراغ
دعوت و تبلیغِ دیں میں منتہی

ہیں محدث پورے پاکستان کے
عالمِ اسلام میں ہیں منجلی

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا
تھا وظیفہ آپ کا یہ ہر گھڑی

زُہد و تقویٰ کے جہاں میں آپ سا
چشمِ تقویٰ نے نہیں دیکھا کبھی

حضرتِ علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ ملتان

آفتابِ علم و حکمت حضرتِ احمد سعید
مصدرِ رُشد و ہدایت حضرتِ احمد سعید

پاسبانِ اہلِ سُنّت حضرتِ احمد سعید
ترجمانِ دینِ فطرت حضرتِ احمد سعید

خاندانِ کاظمی کی یادگارِ بے مثال
حامیٔ قرآن و سنّت حضرتِ احمد سعید

ساقیٔ جامِ محبت، حافظِ ناموسِ حق
صدرِ اربابِ حقیقت حضرتِ احمد سعید

مِل نہیں سکتی کہیں اُن کی زمانے میں نظیر
ہیں شہِ اہلِ ولایت حضرتِ احمد سعید

اہلِ اُلفت کے دلوں میں بھر گئے نور و ضیا
مشعلِ عرفانِ اُمت حضرتِ احمد سعید

ملّتِ اسلام کی دُنیا ہے سُونی ہو گئی
ہو گئے دُنیا سے رُخصت حضرتِ احمد سعید

آپ کی تاریخ ہے امدادِ اربابِ نظر
١۴٠۶ھ
والیٔ فیضانِ وحدت حضرتِ احمد سعید
١۴٠۶

ہے پریشاں قلبِ نقوی تیری فرقت سے بہت
اس پہ ہو چشمِ عنایت حضرتِ احمد سعید

ہمارے دَور کے محبوب پہچانے نہیں جاتے
اگر پہچان لے کوئی تو پھر مانے نہیں جاتے

بہت افسوس ہے یارو کہ اربابِ بصیرت کے
حقائق اور معارف بھی یہاں جانے نہیں جاتے

جہاں ہوں ایک سے دو لُطفِ یکتائی نہیں رہتا
وہ اپنے یار کی تصویر کھچوانے نہیں جاتے

نہیں ہوتی کبھی پروانگانِ شمع میں نفرت
کسی کو بھی کسی حالت میں بہکانے نہیں جاتے

نچھاور جان کرتے ہیں، محبت اور مسرت سے
اگر ہو شمع روشن، ہٹ کے پروانے نہیں جاتے

زباں سے اُف نہیں کرتے مصائب کے فدائی ہیں
پلٹ کر منزلِ مقصد سے دیوانے نہیں جاتے

کہاں ہے منزلِ انسانیت میں تفرقہ بازی
جہاں میں کون ایسے ہیں جو میخانے نہیں جاتے

مسلماں ایک ہوں آپس میں یوں اعدا پکار اٹھیں
مساواتِ عمل سے یہ تو پہچانے نہیں جاتے

وہ ساقی تو محبت سے بُلاتا ہے مگر نقوی
کریں کیا شومیٔ قسمت سے فرزانے نہیں جاتے

دہر میں رہبر ہمارا عشق ہے
ہم کو جان و دِل سے پیارا عشق ہے

عِشق ہے سارے مراتب سے بُلند
بحرِ آگاہی کا دھارا عِشق ہے

عِشق ہے سارے مذاہب سے جُدا
مہر و اُلفت کا نظارا عِشق ہے

عِشق کا فیضان ہے دیوانگی
اور اہلِ دل کا یارا عِشق ہے

خُلد کی زینت نہیں جچتی اُسے
روز و شب جس کا سہارا عِشق ہے

محو ہو کر جلوۂ محبوب میں
دیکھنا اپنا نظارا عِشق ہے

کون ہے حُسنِ جہانِ رنگ و بُو
قلبِ نقوی نے پکارا عِشق ہے

عِشق ہے قانونِ ربّ العالمیں
عِشق ہے سرمایۂ دُنیا و دیں

عِشق پہ ہر چیز قرباں کر گئے
اَولیا وَ اَنبیا وَ مُرسلیں

عِشق ہی دیتا ہے درسِ بے خودی
عِشق سے ملتا ہے ایمان و یقیں

عِشق سے کھُلتے ہیں اسرار و رموز
عِشق سے ہے سیرِ اَفلاک و زمیں

عِشق وہ آتش ہے جس میں تا اَبد
کچھ نہیں رہتا بجز حقِ مبیں

عِشق ہے اس نعمتِ عظمیٰ کا نام
جس کے آگے ہیچ ہے خُلدِ بریں

عِشق کی دولت ہوئی جس کو نصیب
تا اَبد زندہ ہے وہ مردِ حَسیں

عشق وہ طاقت ہے جس کے سامنے
جُھک گئی ہے بادشاہوں کی جبیں

عِشق میں پانا نہ کھونا ہے، مگر
غیر کو دِل سے مٹانا ہے آئیں

عِشق میں دل کی صفائی ہے وضو
ترکِ ہستی ہے نمازِ عاشقیں

نفسِ امارہ نہیں مَرتا کبھی!
ماسوائے عِشق کے اے ہم نشیں

کہہ رہے ہیں اہلِ دانش آج تک
عِشق سا رہبر جہاں میں ہے کہیں

کافرِ عشقم ندارم مذہبے
عِشق در دُنیا مَرا حبل المتیں

عِشق ہے تقویٰ کے دِل کا راہنما
عقل ہے اِس کی کنیزِ نازنیں

عشق سمندر، اللہ اکبر
عشق سکندر، اللہ اکبر

عشق ہے رویتِ خالقِ عالم
عشق ہے محشر، اللہ اکبر

عشق ہے ساقی، عشق ہے باقی
عقل سے بڑھ کر، اللہ اکبر

عشق ہے مکہ، عشق ہے طیبہ
عشق ہے رہبر، اللہ اکبر

عشق ولی ہے، عشق علی ہے
عشق، پیمبر، اللہ اکبر

عشق کے در پر کس نے پایا
بحث کا چکر، اللہ اکبر

عشق ہی شمع دیر و حرم ہے
نور کا مظہر، اللہ اکبر

عشق کا حامل، عشق میں کامل
مردِ قلندر، اللہ اکبر

عشق ہے میرا مذہب و ملت
حسن کے در پر، اللہ اکبر

عشق سے جاؤں، عشق میں اُٹھوں
ایسا ہو منظر، اللہ اکبر

عشق و ولا کی دھوم مچا دے
اے میرے دلبر، اللہ اکبر

عشقِ محمد لکھو نقوی!
وجد میں آ کر، اللہ اکبر

عشقِ محمد عشقِ خدا ہے
اُن کی رضا میں حق کی رضا ہے

عشق ہے قرآں عشق ہے کعبہ
عشق، رسولِ ہر دوسرا ہے

عشق ہے ملت، عشق ہے مذہب
عشق ہے اُمت، عشق عطا ہے

عشق ہے بکہ، عشق ہے بطحا
عشق نجف ہے، کرب و بلا ہے

عشق ہیں اُن کے سارے صحابہ
عشقِ مجسم آلِ عبا ہے

عشق ہے داتا، عشق ہے خواجہ
عشقِ سراپا غوث الوریٰ ہے

دل سے مٹانا غیر کی کالک
حسنِ وضو کا ناز و ادا ہے

آپ نہ ہونا، آپ کو پانا!
یہ تو نمازِ عشق و ولا ہے

دل کے مرض کی، جاں کے الم کی
عشق دوا ہے، دارالشفا ہے

اُن کے رخِ پُر نور سے روشن
ارض و سما ہیں، عرشِ علا ہے

نقوی کہو یوں شانِ محمد
نہ وہ خدا ہے، نہ وہ جدا ہے

غیر کو دل سے مٹانا ہے وضو
ہے نمازِ عشق ہو وہ رُوبرو
ہر جگہ ہے جلوۂ حُسنِ ازل
دونوں عالم میں مثالِ رنگ و بُو
جس نے دیکھا ہے رُخِ سرکار کو
ہو گیا وہ کامیاب و سُرخرو
غور سے پہچان اپنے آپ کو!
بحر و بر میں کس لیے پھرتا ہے تُو
صُورتِ محبوب رکھ پیشِ نظر
تاکہ پائے دو جہاں میں آبرو
رُوح و دل کے اشتیاقِ تام سے
ہر گھڑی ہو محوِ اسمِ اللہ ہُو
کھول کر آنکھیں اُسے تُو دیکھ اب
پھر نظر آئے تجھے وہ سُو بسُو
اے مرے ساقی پلا دے جامِ حق
تاکہ بھُولوں گفتگو اور جستجو
بادۂ وحدت کو نقوی نوش کر
چھوڑ دے اندیشۂ جام و سبو

حُسن ہے بے شک عشق سے برتر
عِشق نہ ہو تو حُسن ہے بے سر
حُسن کے دَر پر عِشق کا بستر
عِشق ہے ماہ حُسن کا اختر
حُسن ہے شمع، عِشق ہے شعلہ
عِشق ہے ناظر، حُسن ہے منظر
حُسن ہے نازی، عِشق نیازی
عِشق مُسافر، حُسن ہے رہبر
حُسن تھا مخفی ایک خزانہ
کر دیا اُس کو عِشق نے اظہر
حُسن نے دیکھا دیر نہ کعبہ
عِشق کا سب کچھ، حُسن کی راہ پر
حُسن اور عِشق ملے ہیں ایسے
قلب میں جیسے دولتِ باور
حُسن کو سمجھے قلب کا مالک
عِشق کو جانے مردِ قلندر
حُسن ہے اللہ، عِشق ہے احمد
بول نہ نقوی، راز نہ وا کر

نیستی، ہستی ہے ہستی، نیستی
بے خودی، مستی ہے مستی، بے خودی

زندگی، ہے ذوقِ وشوقِ بندگی
"زندگی بے بندگی شرمندگی"

آدمیت، ہے دلیلِ آدمی،
آدمیت، ہے سراپا روشنی

ہے وجودِ آدمیت کا شہود
ہر حسد سے اور تعصّب سے بَری

آدمی کا آدمی ہمدرد ہو!
آدمیت کی حقیقت ہے یہی

آدمی ہے سِرِّ خلاقِ جہاں
ہے خدائے پاک سِرِّ آدمی

عقل میں تنقید ہی تنقید ہے
عِشق کا مقصود صُلح و آشتی

ہُو کا جنگل، ہے کی بستی کا چراغ
ہے کی بستی، ہُو کے جنگل میں خفی

خود شناسی، حق شناسی ہے مگر
حق شناسی، خود شناسی ہے وہی

بالیقیں ہے کنزِ محبوبِ خُدا
عرش و کعبہ کی حقیقت سے بڑی

کُنتُ کنزاً مخفیاً کے ہیں نشاں
حق تعالیٰ کے رسولِ آخری

حُسن، ہے ذاتِ خُدائے کبریا!
عِشق، ہے ذاتِ نبیِ ہاشمی،

جب وجودِ غیر اے نقوی نہیں
کر رہے ہیں آپ پھر کس کی نفی

پینا حلال ہے تو پلانا ثواب ہے
پینے سے عقل و ہوش کی دُنیا خراب ہے

خود سے خودی کو چھوڑ کے رُوئے خدا کو دیکھ
پڑھ خوب اس کو یہ تری اپنی کتاب ہے

پیتے ہیں جس شراب کو آنکھوں سے اولیاءؑ
وہ حُسنِ رُوئے ساقیٔ عالی جناب ہے

پی لے شرابِ عشق جو ساقی کے ہاتھ سے
اُس کو حسابِ حشر سے کیا اضطراب ہے

نقوؔی خیالِ یار میں رہتا ہے اس لیے
مضمونِ عشق کا وہی لُبِّ لُباب ہے

ہستی سے گزر جانا بڑا کام ہے یارو
بے نام و نشاں رہنے میں آرام ہے یارو

اللہ کی توحید، محمد کی رسالت
لاریب یہی ملتِ اسلام ہے یارو

وہ اوّل و آخر ہے، وہی ظاہر و باطن
پھر غیر کا ہونا رہِ اوہام ہے یارو

گم ہونا اسی ذات میں آپ اپنی فنا سے
توحید کی تعلیم کا انعام ہے یارو

ہے عشق کا معنیٰ یہ، اسے دیکھ ہمیشہ
جس کے لیے مُسلم کا ہر اقدام ہے یارو

ہر کارِ جہاں چھوڑ کے بیکار ہی رہنا
یہ عشق کا آغاز ہے انجام ہے یارو

جنگل تو خیالات کی وحدت کا سماں ہے
اور شہر، رہِ کثرتِ اوہام ہے یارو

ہے خدمتِ مخلوقِ خدا، بابِ طریقت
تسبیح و مصلیٰ کا نہ کچھ کام ہے یارو

مردود ہے، ملعون ہے اس واسطے شیطاں
آدم کا وہ اک دشمنِ ناکام ہے یارو

کہتا تھا وہی ظاہر و باطن میں اَنَا الحق
منصور پہ تو مفت کا الزام ہے یارو

میں عشق کی ملت پہ ہوں اور اُس کا سوالی
نقوؔی کا وہی دلبرِ خوش کام ہے یارو

مقبولِ خدا ملتِ اسلام ہے یارو　　اُمت کی اخوت مرا پیغام ہے یارو
اس بات پہ مخمور ہوں مسرور ہوں نازاں　　یہ بندہ گنہ گار ہے گمنام ہے یارو
یہ حسنِ رُخِ یار میں ہے محو ازل سے　　کیا دولتِ دُنیا سے اسے کام ہے یارو
امدادِ موکل کی نہیں اس کو ضرورت　　سامانِ توکل ہی دل آرام ہے یارو
اجلاسِ مذاہب ہوں کہ افکارِ سیاست　　ان سے نہ اسے رسم و رہِ عام ہے یارو
ہے گوشہ نشینی سے اسے پیار مگر یہ　　اِخراجِ خیالات میں ناکام ہے یارو
اسلام کی تبلیغ میں اور ذکرِ خدا میں　　اور خدمتِ مخلوق میں آرام ہے یارو
ملتا ہے یہ ہر اک سے دل و جاں سے ہمیشہ　　محفوظ رہِ گردشِ ایام ہے یارو
دُنیا سے غرض اُس کو نہ ہے فکرِ قیامت　　جو مستِ مئے رویتِ علام ہے یارو
میخانہ ہو مکتب ہو کہ مسجد ہو کہ کعبہ　　مقصودِ نظر خالقِ اقوام ہے یارو
وسواس کی آورد تو مذموم ہے لیکن　　آمد ہی کہاں موجبِ الزام ہے یارو
وسواس کی آمد تو ہے ایماں کی علامت　　زِندیق کو وسواس سے کیا کام ہے یارو

نقوؔی ہے درِ احمدِ مُرسل کا گداگر
اللہ کا مجھ پر تو یہ اِکرام ہے یارو

میں شرقی ہوں نہ غربی ہوں نہ کوئی اکتسابی ہوں
نہ ماضی ہوں نہ مُستقبل نہ ہرگز انقلابی ہوں

میں عالم ہوں نہ واعظ ہوں نہ مفتی ہوں نہ میں قاضی
نہ صوفی ہوں نہ شاعر ہوں نہ میں کوئی شرابی ہوں

مسلماں ہوں رسولِ کبریا کے عشق کا راہی
زہے قسمت گدائے آستانِ بوترابی ہوں

مرا مسلک محبت ہے، میں خدمت گار ہوں سب کا
غبارِ راہِ یار، صاحبِ چشمِ گلابی ہوں

غریقِ بحرِ عصیاں ہوں، اگرچہ رات دن نقوؔی
اسیرِ زلفِ جاناں، عاشقِ رُوئے کتابی ہوں

صُورت

مجھے دونوں جہاں میں صُورتِ سرکار کافی ہے
سہارے کے لیے زلفِ سیہ کا تار کافی ہے

طریقت نام ہے حُسنِ رُخِ جاناں میں کھونے کا
حقیقت میں یہی انوار کا معیار کافی ہے

جنابِ مولوی کو خُلد کی نعمت مُبارک ہو
فقیرِ بے نوا کو پیر کا دربار کافی ہے

مُبارک، حضرتِ ناصح کو باغِ خُلد کی حُوریں
مریضِ عشق کو محبوب کا دیدار کافی ہے

طوافِ پاک فرمائیں حرم کا حضرتِ حاجی
مگر سرمستِ اُلفت کو طوافِ یار کافی ہے

مُبارک، مردِ غازی کو شہادت تیغ و نیزہ سے
ترے مشتاق کو تیری نظر کا وار کافی ہے

خدا کے واسطے آجا مری محفل میں اے ساقی
ترا نقوی ترے دیدار کا بیمار کافی ہے

میرے پیشِ نظر صُورتِ یار ہے، مجھ کو اغیار سے کچھ بھی اُلفت نہیں
دل مئے شوقِ وحدت سے سرشار ہے مجھ کو دُنیا و عقبیٰ کی حاجت نہیں

منزلِ عشق کی راہ پُرخار ہے، جان دینے میں بھی مجھ کو کیا عار ہے
میرا مقصود دیدارِ سرکار ہے جس سے بڑھ کر مجھے کوئی دولت نہیں

بابِ مرشد پہ میں جس گھڑی آپڑا، مٹ گیا قلب سے میرے لکھا پڑھا
چھٹ گیا، ہٹ گیا، کٹ گیا ماسوا، آج وحدت کے عالم میں کثرت نہیں

ایک نکتہ محبت کا سمجھا دیا، جس نے قلب و نظر کو ہے گرما دیا
تُو نے کیسا کرم مجھ پہ فرما دیا، بالیقیں جس کی کوئی نہایت نہیں

اے مرے رہنما اے شہِ اہلِ دیں، ہے گدا اگر ترے در کا نقوی حزیں
ہر دو عالم میں تُو ہی رہے دلنشیں، میری تیرے سوا کوئی چاہت نہیں

میرے پیشِ نظر صورتِ یار ہے
بحرِ عصیاں سے کشتی مری پار ہے

اِک نگاہِ کرم ہو، نگاہِ کرم
منزلِ عشق کی راہ پُر خار ہے

اب عیادت کو بہرِ خُدا آئیے
کچھ عجب حال میں رُوحِ بیمار ہے

حُبِّ دنیا نہ ہے فکرِ عقبیٰ، مگر
دل تری یاد میں مست و سرشار ہے

اے خوشا تیرے قدموں میں دم توڑ دوں
جان دینے میں بھی مجھ کو کیا عار ہے

واعظا، اب نصیحت سے کیا فائدہ
اُن کے در سے اُٹھوں سخت دشوار ہے

آج سرکار کے جُود و فیضان سے
عشق و اُلفت کا نقوی بھی میخوار ہے

صُورتِ محبوب ہے اُمُّ الکتاب — جس سے اُٹھتا ہے خودی کا ہر حجاب
اُس کی صُورت صُورتِ رحمٰن ہے — وہ محبت کے جہاں کا انتخاب
تُو نے سمجھا ہے اسے حق سے جُدا — ہے نہیں جس کا زمانے میں جواب
ڈھونڈتا پھرتا ہے باہر کس لیے — دل میں ہے موجود، وہ عالی جناب
جس نے پہچانا ہے اپنے آپ کو — ہے وہی دونوں جہاں میں کامیاب
ہر وَلی اللہ، سُلطان و فقیر — ہے غلامِ بارگاہِ بُوتراب
جس کے دل میں اُن کی الفت بس گئی — اُس کو محشر کا نہیں ہے اضطراب
ہے ازل کے روز سے، میرے لیے — درگہِ مولیٰ علی سے انتساب

کہہ دے اے نقوی طریقِ عشق ہے
بے نیازِ ہر ثواب و ہر عذاب

کر دُور ہر خوف و خطر — ہو بندۂ اہلِ نظر

پی کر شرابِ بیخودی — دُنیا و عقبےٰ سے گزر

خنّاس کے وسواس سے — دِل کو ہمیشہ صاف کر

محو و فنا و نیستی — ہر وقت ہو زادِ سفر

رکھ سامنے تصویر کو — ہر فِکر سے ہو بے خبر

پائے گا بیشک تُو اُسے — جُملہ صُوَر میں جلوہ گر

اے نقوی گوشہ نشیں

ہے خود شناسی خُوب تر

عِشق کے در پر رسائی ہو گئی

رُوح و دل کی آشنائی ہو گئی

جب سے دیکھا ہے درِ سرکار کو

غیر سے دل کی صفائی ہو گئی

ماسوا کے ہر خس و خاشاک سے

فکرِ ناقص کی جُدائی ہو گئی

ساقیٔ شیریں نوا کے فیض سے

دین و دُنیا کی بھلائی ہو گئی

بھُول بیٹھا کیوں میں اُس کی یاد کو

ہائے کیسی بے وفائی ہو گئی

اُس کے فیضانِ کرامت سے مجھے

سہل و آساں ہر لکھائی ہو گئی

آج نقوی کو خدا کے فضل سے

ہر تکلف سے رہائی ہو گئی

نام لیوا ہوں مَیں اپنے خالق و غفّار کا
ہوں گدائے بے نوا میں سیّدِ ابرار کا

اُمّتِ خیر الورٰی کا خادمِ بے دام ہوں
تفرِقہ بازی نہیں شیوہ مری گفتار کا

احترامِ آدمیت ہے مرے پیشِ نظر
ہے یہی سب سے حسیں پہلو مرے کردار کا

بندۂ عشق و محبت ہوں ازل سے دوستو!
مَیں نہیں قائل کسی سے بحث کا تکرار کا

دعوت و تبلیغِ دیں مقصود ہے، ورنہ مجھے
علم کب ہے شاعری کی منزلِ دشوار کا

من ندانم فاعلاتن، فاعلاتن، فاعلن
پھر بھی ہر اک شعر میرا پھول ہے گلزار کا

شعر وہ ہوتا ہے جو شاعر پہ کرتا ہے نزول
فیصلہ ہے بس یہی ہر ناقد و ہشیار کا

ہے وہ شاعر جو دکھائے قوم کو راہِ عمل
خود بھی ہو عامل ہمیشہ دین کے افکار کا

زادِ راہِ حشر ہے میرے لیے نعتِ رسول
ہو گیا مقبول یہ ہدیہ مرے اشعار کا

گرچہ ہے مشکل تریں اصناف میں صنفِ نعت
عشق ہے مشکل کشا لیکن نبیِ مختار کا

اعترافِ عظمتِ فن ہے مجھے دل سے مگر
نعت گوئی نام ہے جذبات کے اظہار کا

یاد رکھ نقوی کہ ملّت کی اشاعت کے لیے
تھامنا قبضہ ہے تجھ کو عشق کی تلوار کا

پھر ترے جوشِ بیاں، زورِ قلم کے ساتھ ساتھ
ہاتھ میں پرچم رہے ایمان کا، کردار کا

ہر حال میں واجب ہے ترا شکر خدایا — تُو نے مجھے اک جام محبت کا پلایا
مجھ پر ہے بہت فضل و کرم اور عنایت — دِل سے مرے دُوئی کی سیاہی کو مٹایا
جب تیرے سوا کوئی بھی موجود نہیں ہے — یہ خویش ہے وہ غیر ہے پھر کس نے سُنایا
زندہ رہوں اسلام پہ اور اُس پہ مروں میں — اور اُس پہ اٹھوں حشر کے دن میرے خدایا
ہے ملّتِ اسلام کا اکرام کہ جس نے — اقوام کو اصنام کی اُلفت سے چھڑایا
اقوال میں احوال میں رکھ دل پہ توجہ — اس ساقیٔ سرمست نے کیا راز بتایا
جس فکر میں ہے آج، وہی فکر رہے گا — برزخ میں بھی محشر میں ترے دل میں سمایا
ساقی کی محبت کا یہ فیضانِ نظر ہے — ہر رنگ میں بے رنگ کا ہر رنگ دکھایا
توحید کی تعلیم کا اِک نکتہ بتا کر — مضمون کے نقطوں کو سرِ رہ سے ہٹایا
سرکار کے دربار کے انوار نے مجھ کو — اسرار کی گفتار کا اظہار سکھایا

خاموش ہوا اے نقویؔ گستاخ کہ ہم نے
انسان کی صُورت میں ہے رحمٰن کو پایا

اپنے آپ سے خطاب

آپ ہیں پابند، آپ آزاد ہیں — آپ ہیں شاگرد، آپ اُستاد ہیں
آپ ہی ہیں مقتدی اور مُقتدا — دادرس ہیں آپ ہی فریاد ہیں
آپ ہیں قیدِ رہِ مَوت و حیات — آب و آتش، آپ خاک و باد ہیں
آپ میں ہے آپ ہی جلوہ فگن — شاد ہیں اور آپ ہی ناشاد ہیں
آپ نے ہے آپ کو دیکھا ہوا — نقد ہیں اور آپ ہی نقاد ہیں
آپ کو پہچانتے ہیں آپ سے — آپ ہیں برباد، آپ آباد ہیں

عشق نازی ہے مگر بازی نہیں،
آج نقویؔ جامعِ اضداد ہیں

واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا

اور تم سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے تھامے رکھنا، اور جدا جدا نہ ہونا۔

ہے خدا ہی عظمۃٌ للعالمیں　　مصطفٰے ہیں رحمۃٌ للعالمیں

ہے سراسر ذکرِ قرآنِ حکیم　　دینِ حق ہے نعمۃٌ للعالمیں

حضرتِ خیر الورٰی کا عشق ہے　　مذہبِ حق ملّۃٌ للعالمیں

عقل کی منزل ہے تنقیدِ جہاں　　عشقِ حق ہے وحدۃٌ للعالمیں

فیض پہنچا ہے مجھے اقبال سے　　آج ہیں جو عزّۃٌ للعالمیں

یہ مرا مجموعۂ علم و ادب　　ہے ولاؤ تحفۃٌ للعالمیں

کون ہے نقوی دیارِ عشق میں؟

صُلحِ کُل ہے خدمۃٌ للعالمیں

لہ سُنّی ناں نہیں ہم شیعہ　　صُلح کُل کا مارگ لیا:

حضرت بابا بُلھے شاہ قصوری

رحمۃ اللہ علیہ

یہ نہ دیکھو کہنے والا کون ہے کیا نام ہے

بلکہ یہ دیکھو کہ اس کا کون سا پیغام ہے

اے مسلماں آج جس مذہب کا نام اسلام ہے

فرقہ بندی کے بتوں کو توڑنے کا نام ہے

اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْہِ یاد رکھ

اعتصام حبلِ حق کا خوب تر انجام ہے

"وا نہ کرنا فرقہ بندی کے لیے اپنی زباں"

کہہ گیا اقبال بھی جو شاعرِ اسلام ہے

فرقہ بندی تو ہے وہ چوتھی صدی کی اک وبا

جس سے اُمت مبتلائے گردشِ ایام ہے

فرق سے بنتا ہے فرقہ، فرق کو گر چھوڑ کر

ایک ہو جاؤ تو پھر اُمت کا استحکام ہے

ہر مسلماں کو محبت سے ملو، خدمت کرو
تفرقہ بازی سے بچنے میں بہت آرام ہے

خود پسندی اور تکبر سے ہمیشہ دُور رہو،
اے مرے پیارے دو عالم میں اَنا ناکام ہے

غیر پر طعنہ زنی کیسے کروں میں، دوستو!
جب کہ اپنا ہی رویہ موجبِ الزام ہے

کب زبانِ مصطفیٰ سے غیر کو پہنچا گزند
جبکہ اپنوں کے لیے لب پر ترے دشنام ہے

احترامِ آدمیت ہی رہے پیشِ نظر،
فرقہ بندی درحقیقت دشمنِ اسلام ہے

جُرم سے نفرت مگر مجرم کو مل کر پیار سے
فکرِ اصلاحِ عمل کرنا کمالِ تام ہے

قابلِ افسوس ہے یہ صورتِ حالات اب
نکتہ بینی کے بجائے نکتہ چینی عام ہے

یاالٰہی پوری دُنیا کے مسلماں ایک ہوں
دہر میں جب تک تری حُبّ و وِلا کا جام ہے

حق تعالیٰ کے کرم سے آج نقوی کا کلام
ارمغان و ترجمانِ قلبِ خاص و عام ہے

دین کی تبلیغ دُنیا میں ضروری کام ہے
جس کا حاصل دوجہاں میں راحت و آرام ہے

مصطفیٰ کے بعد آئے گا نہ اب کوئی نبی
دین کی تبلیغ کرنا مومنیں کا کام ہے

بَلِّغُوا عَنِّیْ وَلَوْ آیَۃ سے روشن ہوگیا
فکرِ ملت کے سوا ہر فکر، فکرِ خام ہے

اولیاء اللہ نے سب کچھ چھوڑ کر تا زندگی
یوں ندا کی آؤ لوگو، دعوتِ اسلام ہے

بُغض و نفرت سے مبرّا ہو کے اربابِ مِلَل
ایک ہوں آپس میں ورنہ ہیچ ہر اقدام ہے

اپنے اپنے مسلک و مذہب پہ رہ کر باہمی!
دشمنی چھوڑو کہ یہ شے باعثِ آلام ہے

ایک اللہ، ایک مرسل، ایک قرآنِ حکیم
ایک اُمت ایک اس کا مرکزِ اَحکام ہے

اُجرتِ تبلیغِ دیں بھی چھوڑ دے تیرے لیے
حق تعالیٰ کی رضا سب سے بڑا انعام ہے

تُو دریں عالم برائے وَصل کردن آمدی
فصل کا تیرے لیے اب کونسا ہنگام ہے

احترامِ آدمیت ہے مرا منشورِ حق
اتحادِ اُمتِ مرحوم کا اقدام ہے

ہے فقط اک عالمِ اسلام کا، وہ اتحاد
کفر و باطل کے لیے جو موت کا پیغام ہے

ہے وہ پاکستان کے مفہوم ہی سے بے خبر
اتحادِ قوم و ملت سے جسے ابہام ہے

یا الٰہی از مراکش تا بہ انڈونیشیا
ایک ہوں مُسلم کہ جب تک دورِ صبح و شام ہے

کُفر کی دنیا میں پھر پیدا تکبر ہو گیا
توڑنا اُس کُفر کی گردن کو پہلا کام ہے

ہے ازل کے روز سے نقویؔ غلامِ مُصطفٰے
اور اُس کے ہاتھ میں حُبِّ علی کا جام ہے

"ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے"

ایک ہوں مُسلم خدا کی مدح خوانی کے لیے ∗ ایک ہوں مسلم نبی کی ترجمانی کے لیے
ایک ہوں مسلم رہِ دیں کی نشانی کے لیے ∗ ایک ہوں مسلم جہاں کی حکمرانی کے لیے
ایک ہوں مُسلم حرم کی پاسبانی کے لیے

ایک ہونے کے لیے قرآن کا ارشاد ہے ∗ ایک ہونے سے خدائے پاک کی امداد ہے
ایک ہونے سے محبت کا جہاں آباد ہے ∗ ایک ہوں دینِ خدا کی باغبانی کے لیے
ایک ہوں مُسلم حرم کی پاسبانی کے لیے

"حافظا گر وصل خواہی صلح کُن با خاص و عام" ∗ دوستاں را اشتیاق و دشمناں را احترام
واعظا گر عشق خواہی ترک کُن عقل تمام ∗ درس دے ترکِ حسد کا مہربانی کے لیے
ایک ہوں مُسلم حرم کی پاسبانی کے لیے

پھر عداوت چھوڑ کر داخل دیارِ دیں میں ہو ∗ پھر بغاوت چھوڑ کر داخل خیارِ دیں میں ہو
"پھر سیاست چھوڑ کر داخل حصارِ دیں میں ہو" ∗ ذکرِ حق کر لے حیاتِ جاودانی کے لیے
ایک ہوں مُسلم حرم کی پاسبانی کے لیے

کفر کی دنیا ہمارے عزم سے واقف نہیں
وہ عباداتِ مسلماں سے بھی خائف ہے کہیں

لرزہ براندام جس سے ہے وہ خبثِ شاہ دیں
ایک ہیں مسلم کتابِ آسمانی کے لیے

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے

کیا ڈرا سکتی ہیں ہم کو کفر کی شیطانیاں
دیتے آئے ہیں خدا کے واسطے قربانیاں

آج بھی منزل ہماری ہے رہ شاہ زماں
سر بکف ہیں ملک و دیں کی جانفشانی کے لیے

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے

ہے دعا کرتا الٰہی نقوی گوشہ نشیں
دہر میں موجود ہے جب تک یہ دنیا و دیں

جان و دل سے ایک ہو جائے گروہِ مومنیں
گلفشانی، شادمانی، کامرانی کے لیے

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے

تو اے مردِ مسلماں دینِ حق کا ترجماں ہو جا
نکل کر سارے فرقوں سے حقیقت کا بیاں ہو جا

ہیں فرقے فرق سے نکلے انہیں اب چھوڑ کر پیارے
محمد کی غلامی سے بلندی کا نشاں ہو جا

تو دل سے دور کر کے اختلافاتِ مذاہب کو
بتوں سے بدگماں ہو جا، حرم کا پاسباں ہو جا

تو انڈونیشیا سے تا مراکش متحد ہو کر!
زمینِ آدمیت پر کرم کا آسماں ہو جا

حسد سے منحرف ہو کر سراپا رحم و احساں ہو
نکل باہر خزاں سے اور بہارِ جاوداں ہو جا

محبت ہی محبت ہی محبت ہی محبت سے
زمانے کے لیے جود و سخا کی داستاں ہو جا

مٹا کر بغض، نفرت، انتشار اور رخنہ اندازی
نگہبانِ وطن ہو جا، چمن کا باغباں ہو جا

تری مستی کی ہستی ہی کی بستی ہو گئی ویراں
اسے آباد کرنے کو تو میرِ کارواں ہو جا

خلافت کی بحالی کے لیے ہوکر کمربستہ
دل وجاں سے دوائے درد ہر پیروجواں ہوجا

تری خدمت کا بادل ہر دلِ صد چاک پر برسے
نظیرِ شمس ہوکر سب جہاں پر ضوفشاں ہوجا

دو عالم میں تجھے گر چاہیے آرام و آسائش
"اخوت کا بیاں ہوجا محبت کی زباں ہوجا"

محمد رحمتِ عالم، خدا ہے خالق و رازق
انہی کی پیروی میں ہر کسی پہ مہرباں ہوجا

وہ جن کی شان میں ہے کھٰیٰعٓصٓ، اُن کی
عقیدت اور محبت میں فنا ہوکر عیاں ہوجا

خدا اِک مصطفےٰ اِک، دین اِک قرآن ہے تیرا
تُو اِک ہوکر جہانِ کفر کو تیغ و سناں ہوجا

خلوصِ نیت دل سے ہمیشہ کے لیے نقوی
محمد کا گدا ہوجا، خدا کا رازداں ہوجا

اتحادِ اُمّتِ سرکارِ طیبہ زندہ باد

وقت کی آواز، مستقبل کا نعرہ ہے یہی — اہلِ علم و فضل کے ہر دل کو پیارا ہے یہی
دین و ملت کی محبت کا نظارا ہے یہی — رحمتِ یزداں کے پانے کا سہارا ہے یہی

اتحادِ اُمّتِ سرکارِ طیبہ زندہ باد

وحدتِ اسلامیہ ہی مرضیٔ معبود ہے — مصطفےٰ خیر الوریٰ اس سے بہت خوشنود ہے
یہ کلام اللہ کا مطلوب ہے مقصود ہے — ہر دو عالم میں اسی سے راحت و بہبود ہے

اتحادِ اُمّتِ سرکارِ طیبہ زندہ باد

کفر و باطل کے لیے یہ موت کا پیغام ہے — ہر دلِ کافر اسی کے زور سے ناکام ہے
ہے یہی شیطان کے ماحول کو لاحول ایک — اور اس کے واسطے یہ باعثِ آلام ہے

اتحادِ اُمّتِ سرکارِ طیبہ زندہ باد

ملتِ اسلام کے دل کی یہی آواز ہے — اس سے ہر روحِ مسلماں کے لیے پرواز ہے
عشق و اُلفت کا اسی سے سوز ہے اور ساز ہے — اس سے افسردہ ہمیشہ قلبِ حرص و آز ہے

اتحادِ اُمّتِ سرکارِ طیبہ زندہ باد

ایک دن ہوگی فضا قائم اسی کے نور سے — آ رہی ہے یہ صدا میرے دلِ رنجور سے
یوں کہو نقوی زبانِ حال سے اے دوستو — یہ سماں دیکھو گے تم نزدیک سے اور دور سے

اتحادِ اُمّتِ سرکارِ طیبہ زندہ باد

رہا جس کو عشقِ محمدؐ پسند
وہی پوری دنیا میں ہے ارجمند
کرے ہر گھڑی جو بھی ذکرِ خدا
ہے وہ دل پہ تسکین کا نقشبند
کرے گا جو تبلیغِ دینِ نبی
رہے گا ہمیشہ وہی سربلند
رہا ہے، رہے گا وہی کامراں
جسے خدمتِ خلق آئی پسند
رہا قلب میں جس کے خوفِ خدا
حقیقت میں ہے اک وہی عقلمند
جو اُمت کو دیتا ہے وحدت کا درس
ہے دنیائے اسلام کا دردمند
محبت مجھے اُن جوانوں سے ہے"
جو کرتے ہیں دینِ خدا کو بلند

طریقت کی منزل میں سب ایک ہیں
جہاں شیرِ نر ہے وہیں گوسفند
ہوں مقبول درگاہِ خیرالوریٰ
خدا نے جو لکھوائی نعتیں ہیں چند
مری نعت ہے رب کی توفیق سے
ہنرمندِ مدحت نہ ہوں ہوشمند
حقیقت میں ہے نعت تو واردات
اگرچہ ہیں فن کی بھی قدریں بلند
ہے جذبات سے نعت کا ارتباط
یہ پیوندِ الفاظ ہے، نہ کمند
کہو دل سے اے نقویؔ خوش نوا
ہے بابِ نبوت ہمیشہ کو بند

خدا معبود ہے میرا، رسولِ پاک والی ہے
مجھے خطرہ نہیں کوئی یہاں گر ہاتھ خالی ہے

ابوبکر و عمر، عثمان و حیدر اور شبر کی،
خلافت بے مثالی ہے زمانے سے نرالی ہے

مُسلمانو! اُٹھو اب پھر خلافت کو کرو زندہ
اسی کی پیروی میں ہر کمالِ لازوالی ہے

مِٹا کر باہمی تفریق کو سب ایک ہو جاؤ
رہِ تفریق کی بنیاد تو شیطاں نے ڈالی ہے

لڑیں جھگڑیں مسائل میں، سنائیں گالیاں باہم
مُسلماں کی مُسلماں کو کہاں شیریں مقالی ہے

بہت حیران، ششدر، سینہ بریاں دل گرفتہ ہوں
مذاہب کے تعصّب نے یہ کیسی رہ نکالی ہے

یہاں سے ایک دن جانا ہے جا کر پھر نہیں آنا
مُسافر جاگ لے کیوں آج اتنا لااُبالی ہے

تجھے احباب جنگل میں اکیلا چھوڑ آئیں گے
خدارا غور کر بندے، وہاں کی رات کالی ہے

چمک اُٹھے مقدر کا ستارا، وہ اگر کہہ دیں
یہ نقوی زمزمہ خوانِ دربارِ عالی ہے

مرا دینِ مکمل مذہبِ اسلام ہے یارو
مرے لب پر خدا کا مصطفٰے کا نام ہے یارو

ہیں فرقے فرق سے نکلے جبھی تو چھوڑ کر اُن کو
فقط درسِ محبت اب تو اپنا کام ہے یارو

اکائی نے رہائی بخش دی مجھ کو سلاسل سے
نگاہِ ساقیِ وحدت کا یہ اکرام ہے یارو

بہ شکلِ آب ہوں جس رنگ کی بوتل میں جاتا ہوں
وہی رنگت ہے میری یہ عجب انعام ہے یارو

نفاق و بحث سے اور شر سے مجھ کو سخت نفرت ہے
پلایا یار نے اُلفت کا جب سے جام ہے یارو

سمجھتا سب کو ہوں اپنے سبھی بن جاتے ہیں میرے
خدا رکھے، یہ میرا خوب تر انجام ہے یارو

مَیں اب تو پیار کرتا ہوں جہاں کے ذرّے ذرّے سے
مرا دل ہر کسی کا خادمِ بے دام ہے یارو

خدا محفوظ رکھے ان تعصب کی بلاؤں سے
حسد کی آج بیماری جہاں میں عام ہے یارو

ہے بندہ عشق کا نقوی یہ سب سے پیار کرتا ہے
محبت کرنا سیکھو، یہ مرا پیغام ہے یارو

حق تعالیٰ ہی مجھے مقصود ہے
ہر دو عالم پر اُسی کا جُود ہے

یا مُحمّدُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ
وہ نہ والد ہے، نہ وہ مولود ہے

مُصطفیٰ ہے رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن
ہے وہ حامد اور وہ محمود ہے

لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ عِنْدَ الْاِلٰہ
ہے وہ شاہد اور وہ مشہود ہے

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا
آج حُبِّ باہمی مفقود ہے

ہر طرف ہے خانہ جنگی کا سماں،
آدمی کا آدمی محسود ہے

اُلفتِ احمد نے ٹھنڈک بخش دی
دل سے ہر بُغض و حسد مطرود ہے

مُنتشر دانوں کو اک تسبیح میں
اب پرونا خدمتِ مودود ہے

ہے یہی میری دُعائے روز و شب
صاف کر دے دل کہ زنگ آلود ہے

روز افزوں تیرے پاکستان پر
ہو کرم تیرا جو لامعدود ہے

اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا
حکم ربّ العالمیں ممدود ہے

فرق سے بنتا ہے فرقہ دوستو!
افتراقِ مسلمیں مصدود ہے

فِرقہ بندی چھوڑ کر مُسلم بنو
راستہ اُلفت کا لامحدود ہے

بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً مگر
گالیوں کا طور لامحمود ہے

عالمِ اسلام کے اہلِ مِلَل،
چھوڑ دیں نفرت کہ یہ بے سُود ہے

بھائی بھائی ہیں یہ آپس میں مگر
وحدتِ فکر و نظر مفقود ہے

یہ تو ہے جنگِ رقابت ورنہ ہر
دل میں عشقِ مُصطفیٰ موجود ہے

اے مسلماں! تُو ہمیشہ یاد رکھ،
ایک ہونے میں تری بہبود ہے

ایک ہونے سے ہمارے بالیقیں
عالمِ الحاد خشم آلود ہے

اتحادِ عالمِ اسلام سے
کُفر کی دُنیائے دُوں نابُود ہے

ایک تھا اور ایک ہے گا تا ابد
عالمِ اسلام جو مسعود ہے

"تُو برائے وصل کردن آمدی"
فَصل کا فتویٰ ترا مجحود ہے

رہبرِ ہر قوم را اکرام کُن!
احترامِ آدمی میں سُود ہے

خدمةٌ للعالمیں ہم صلحِ کُل،
طرزِ اہلِ عشق ہی محمود ہے

چھوڑ دے تبلیغ کی سوداگری
گر تجھے شوقِ رُخِ معبود ہے

خواجۂ اجمیر کا طرزِ عمل
مشعلِ افکارِ اہلِ جُود ہے

کہہ رہے ہیں اہلِ دانش آج تک
ہے وہی نابود جو بھی بُود ہے

اس بیاں سے رُوح تازہ ہو گئی
اور ہر قلبِ حزیں خوشنود ہے

مقصدِ نقوی نہیں ہے شاعری
دعوت و تبلیغِ دیں مقصود ہے

حق تعالیٰ ہی مرا معبود ہے
جو ورائے وقتِ ہست و بُود ہے

ہے ازل سے تا ابد وہ، لاشریک
عالمِ ہر غائب و موجود ہے

غیرِ ممکن ہے کہ ہو خُلفِ وعید،
جس کسی سے اس کا جو موعود ہے

مُصطفےٰ ہے نائبِ ربِ جلیل
اور سُلطانِ جہانِ جُود ہے

والضحیٰ حُسنِ رُخش، واللیل زلف
ذات اُس کی مظہرِ مسجود ہے

انبیاء و مُرسلیں کا مُقتدا
ہر زمانے کا وُہی مودود ہے

ہو نگاہِ لُطف تیری یا نبی
ہر طرف نارِ حسد کا دُود ہے

ہائے ہائے اُمتِ مرحوم آج
ایک ہونے سے بہت محجود ہے

اتحادِ ملک و ملت ہو نصیب
دہر میں جب تک وِلا موجود ہے

بُغض و نفرت سے مبرا ہیں وہی
جن کی ہستی نیست و نابود ہے

غیر سے ہو بَیر اُن کو کس طرح
جن کا مقصد خیر ہے مسعود ہے

نیستی ہستی ہے، ہستی نیستی
کچھ نہ ہونے میں بہت بہبود ہے

لَا و اِلّا کو سمجھ کر دیکھ لے
ہر طرف معبود ہی معبود ہے

آج اے نقوی ترے افکار پر
شاعرِ مشرق کا فیض و جُود ہے

آپ کے بندے ہیں اے ستار ہم — رحم فرما، تاکہ اُتریں پار ہم
اُمتِ خیر الوریٰ کو بخش دے — التجا کرتے ہیں اے غفار ہم

ساقیٔ شیریں نوا کے فیض سے — خوابِ غفلت سے ہوئے بیدار ہم
کیا پلائی ہے نگاہوں سے کہ آج — بادۂ وحدت سے ہیں سرشار ہم

لُٹ گئی ہستی کی بستی عشق میں — یُوں ہی پہنچے تا درِ سرکار ہم
ہم نہیں ہیں ہم نہیں ہیں، ہم نہیں — ڈال بیٹھے ہار کا اک ہار ہم

کیوں کہیں اغیار کو مُنہ سے بُرا — جب کہ ہیں خود ہی بہت بدکار ہم
گر ہمیں کافر بھی کہتا ہے کوئی — پھر بھی ہیں اس کے لیے غم خوار ہم

فرقہ بندی کے بتوں کو توڑ کر — آ گئے ہیں عشق کے دربار ہم
فرق سے بنتا ہے فرقہ، دوستو — فرق سے چھوٹیں، کریں دیدار ہم

دین تو دیتا ہے اُلفت کا سبق — بے سبب کرتے لگے پیکار ہم
مُصطفیٰ چادر بچھا دیں غیر کو — اور اپنوں کو نہ دیں اک تار ہم

خانداں رحمٰن کا اک ناؤ ہے — کاش ہوتے اس کے کھیون ہار ہم
ایک اللہ، ایک مُرسل، ایک دین — ایک کیوں ہوتے نہیں اے یار ہم

اتحادِ عالمِ اسلام ہو! — عرض کرتے ہیں یہ اے ستار ہم
کھول کر سارے حقائق رکھ دیئے — اس سے آگے کیا کریں گفتار ہم

چھوڑ دیں دعوائے ہستی کو مگر
کیا کریں نقوی کہ ہیں ناچار ہم

حضرت قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

اُمّت کا ناخدا ہے، محمد علی جناح
وحدت کا رہنما ہے، محمد علی جناح

مشتاقِ مصطفٰے ہے، محمد علی جناح
دربانِ مرتضٰے ہے، محمد علی جناح

ہر دل کا حوصلہ ہے، محمد علی جناح
ہر جاں کا ولولہ ہے، محمد علی جناح

سیرت پہ جس کی داغ کا نام و نشان نہیں
صورت میں چاند سا ہے، محمد علی جناح

دینِ خدا کا محرم و اقبال کا رفیق!
خورشیدِ حق نما ہے، محمد علی جناح

انگریز ہوں، ہنود ہوں، سب کی نظر کا خار
مسلم کا دلربا ہے، محمد علی جناح

ایسا کیا ہے کام، جو کوئی نہ کر سکا!
شمعِ رہِ وفا ہے، محمد علی جناح

سلطانِ پاکباز ہے، زندہ ہے حشر تک
مقبولِ اولیاء ہے، محمد علی جناح

نقوی کے دل کا چین ہے اور روح کا قرار
اسلام کا دیا ہے، محمد علی جناح

نذرِ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

کبھی وہ موت سے مرتا نہیں ہے
جسے عشقِ رسولِ عالمیں ہے

ہے وہ اقبال، اقبالِ مسلماں
سرِ اقوام کا تاج و نگیں ہے

مریدِ حضرتِ مولائے رومی
مرادِ قلب و روحِ اہلِ دیں ہے

حکیم الامت و مردِ قلندر
سمائے عشق کا ماہِ یقیں ہے

جنابِ قائدِ اعظم کا حامی
وہ مسلم لیگ کا حسنِ حسیں ہے

ہے وہ پنجاب کی آنکھوں کا تارا
وہ پاکستان کا خوابِ حسیں ہے

اُسی کے فکر کی ممنونِ احساں
ہمارے ملک کی یہ سرزمیں ہے

ہو عشقِ مصطفٰے جس کا سہارا
شکست اس کے مقدر میں نہیں ہے

وہی علم و ادب کے آسماں کا
زمانے کے لیے مہرِ مبیں ہے

نظر اُس کی رہی حق پر ہمیشہ
قلم اُس کا حقیقت کا امیں ہے

جَزَاہُ اللّٰہُ فِی الدَّارَیْنِ خَیْرًا
دُعائے نقوئ گوشہ نشیں ہے

ترانہ

کیا خُوب ہے ارضِ پاک فیضانِ شہِ لولاک
آزاد، جواں، بے باک ہے اُس کا ہر انساں
پاکستاں[1] پاکستاں

یہ پرچم عالی شاں اسلام کی ہے برہاں
ہے مُسلم کی پہچاں ہر دَور کا پاک نشاں
پاکستاں پاکستاں

وہ مِلّت کا اقبال توحید سے مالا مال
با برکات و افضال پنجاب کا چمنستاں
پاکستاں پاکستاں

وہ قائدِ نیک صلاح دی جس نے ہمیں فلاح
ہے مُحمّد علی جناح ہم سب اُس پر قرباں
پاکستاں پاکستاں

یا حیُّ، یا قیُّوم یہ اُمتِ نیک رسوم
ہو وحدت میں منظوم ہر مُشکل ہو آساں
پاکستاں پاکستاں

اے عالم کے معبود ہو تقویٰ کی بہبود
تا حشر رہے موجود یہ دولتِ پاکستاں
پاکستاں پاکستاں

[1] پاکستان کا مطلب کیا۔ لا الٰہ الا اللہ

ہے مُسلمانانِ عالم پر عطائے کردگار
میرا پاکِستان ہے اسلام کا محکم حصار

اے مِرے اللہ پاکِستان کو آباد رکھ
دہر میں باقی ہے جب تک گردشِ لیل و نہار

شاعرِ مشرق مِرے اور قائدِ اعظم مِرے
ہوں ترے فضل وکرم سے داخلِ دارالقرار

یاد رکھے گا زمانہ حشر تک چودہ اگست
جس سے آئی ہے ریاضِ ملک و ملت میں بہار

مِلّتِ اسلام کا پرچم رہے اُونچا مگر
کُفر کی دنیائے دُوں ہر دم رہے زار و نزار

"ایک ہوں مُسلم حرم کی پاسبانی کے لیے"
از مراکش تا بہ انڈونیشیا اے کردگار

کامرانی، فتح و نصرت کے لیے نقویٰ کہو،
"لَا فَتٰی اِلَّا عَلِی، لَاسَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار"

محمد اول و آخر ہیں یارو
محمد باطن و ظاہر ہیں یارو
حقیقت ہے یہی نقوی جہاں ہیں
محمد حاضر و ناظر ہیں یارو

محمد مصطفےٰ نبیوں سے برتر
ہیں مرشدِ اولیاء اللہ کے حیدر
جنابِ فاطمہ خیر النساء ہیں
شبابِ خُلد کے حسنین سرور

ابوبکر و عمر، عثمان و حیدر
جناب فاطمہ، شبیر و شبر
رسولِ پاک کے سارے صحابہ
دلِ نقوی کے ہیں محبوب و رہبر

جلالِ کبریا مولیٰ علی ہیں
جمالِ مصطفےٰ مولیٰ علی ہیں
شہِ آدم سے لے کر تا قیامت
امامِ اولیاء مولیٰ علی ہیں

کہو نقوی رسول اللہ کے حسنین
حقیقت میں ہوتے ہیں شاہِ کونین
اگر چاہو خدا سے خلدِ اعلیٰ
تو اپنے سر پہ رکھو اُن کے نعلین

مرا مذہب فقط عشقِ نبی ہے — نبی کی یادِ حق کی بندگی ہے
مرے نقوی محبت کے علاوہ — بھلا کس کام کی یہ زندگی ہے

خدا کی یاد سے مسرور ہیں وہ — تعصب سے ہمیشہ دور ہیں وہ
انہیں نفرت نہیں نقوی کسی سے — محبت کے نشے میں چور ہیں وہ

ترے عشق و محبت نے خدایا — مجھے فرقوں کے جھگڑوں سے بچایا
بہت احسان ہے نقوی پہ تیرا — مجھے اسلام کا رستہ دکھایا

نہیں کشف و کرامت کا طلبگار — نہیں فردوسِ اعلیٰ کا میں حقدار
تمنا ہے یہی نقوی کی یارب — ترے دیدار سے ہو مست و سرشار

فقیرِ بارگاہِ کبریا ہوں — اسیرِ الفتِ خیر الوریٰ ہوں
غریقِ بحرِ عصیاں ہوں، مگر میں — غلامِ حیدرِ مشکل کشا ہوں

سنو اب ایک نکتہ روح پرور — بتاتا ہے تمہیں نقوی برادر
ملازم ہو نہیں سکتے یہ چاروں — ملک، درویش، عالم، کیمیا گر

مُتفرقات

نقوی کو نہیں ہرگز دعوائے سخندانی — قرآن سکھاتا ہے اندازِ ثنا خوانی
مقبول ہو یا مولیٰ محبوب کے صدقے سے — تعلیم کی گلکاری، تبلیغ کی گلدانی

نہیں شعر گوئی کا مجھ کو سلیقہ — ہے تبلیغ و خدمت ہی میرا طریقہ
شب و روز یادِ خداوندِ عالم — ہے نقوی کے دل اور زباں کی رفیقہ

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر — آپ فضائل میں ہیں اکثر
اکثرِ اُمت، اکثرِ عترت — کوئی نہیں ہے آپ کا ہمسر

آپ کے رُتبے کو ہرگز کوئی پا سکتا نہیں — لامکاں پر ایک پل میں کوئی جا سکتا نہیں
ہے یہی نقوی کلامِ کبریا کا فیصلہ — مُصطفےٰ کے بعد پیغمبر تو آ سکتا نہیں

بادشاہِ ہر دو عالم ہیں علی — سیدِ اولادِ آدم ہیں علی
اہلِ دُنیا کے لیے مُشکل کشا — اہلِ دیں کے غوثِ اعظم ہیں علی

تمام خلق سے بڑھ کر ہے احترامِ علی ۔ خدا کے نام پہ رکھا گیا ہے نامِ علی
رسولِ پاک کی رحمت سے ہر دو عالم میں ۔ "علی امامِ من است و منم غلامِ علی"

لاریب پنجتن پاک پھر بارہ امام میں ۔ اور چاردہ معصوم کے اعلیٰ مقام میں
حضرت کے چاروں یار اور عشرہ مبشرہ ۔ سب میں علی ہیں اور ہیں اللہ کے نام میں

دین و ملت اور قرآں ہیں حسین ۔ طالب و مطلوب یزداں ہیں حسین
ہو گیا معراج اُن کو فرش پر ۔ احمدِ مختار کی جاں ہیں حسین

عشق جس میں نہیں، وہ تو انساں نہیں ۔ پھر نہیں عشق تو دین و ایماں نہیں
روزِ محشر میں نقوی بجز عشق کے ۔ بخشا جائے کوئی، یہ تو امکاں نہیں

وہ تو مسلم ہے ہرگز وہ ملحد نہیں ۔ دور جس سے کبھی ہوتے مرشد نہیں
تیرے سجدے سے نقوی کو ہے بس غرض ۔ کیا ہوا پاس اُس کے جو مسجد نہیں

عقل رخصت ہوئی عشق آباد ہے ۔ حضرتِ عشق سے دل مرا شاد ہے
اُس کے رُخ کی زیارت میں ہوں رات دن ۔ فکرِ دنیا سے نقوی تو آزاد ہے

ہر طرف دیکھ لو خیر ہی خیر ہے ۔ کوئی مجھ کو بتائے کہاں غیر ہے
برملا اس حقیقت کو نقوی کہو ۔ اللہ والوں کے دل میں کہاں بیر ہے

مجھے شعر گوئی کا دعویٰ نہیں ہے ۔ مرے کلک میں کوئی فتویٰ نہیں ہے
طلب گارِ رحمت ہے نقوی، اگرچہ ۔ شناسندۂ راہِ تقویٰ نہیں ہے

کہاں نعت گوئی میں ہے نام میرا ۔ کہاں قابلِ قدر ہے کام میرا
محمد کی سیرت کے لکھنے کو نقوی ۔ بھرا عشق و اُلفت سے ہے جام میرا

مرے ہاتھوں میں ہے دامانِ احمد ۔ لبوں پر ہے مرے قرآنِ احمد
کہاں نقوی کہاں مدحت سرائی ۔ ہوا ہے رُوح پر فیضانِ احمد

ثنا خوانِ رسولِ کبریا ہوں ۔ محبِ اہلِ بیتِ مصطفیٰ ہوں
دل و جاں سے ہوں مداحِ صحابہ ۔ غلامِ ہر غلامِ اولیا ہوں

خدا کی یاد میرا مشغلہ ہے ۔ مجھے تبلیغِ دیں کا ولولہ ہے
ملا مجھ کو نسب، نقوی حسینی ۔ ازل سے صوفیانہ سلسلہ ہے

کلامِ مُعتبرؔ

مُحمّد ہی امامِ مُرسلاں ہے　　مکاں اور لامکاں کا حکمراں ہے
کہو دل سے علی مسرور ہو کر　　وُہی اسلام کی رُوحِ رواں ہے

مُحمّد ہی ممالک کا عَلَم ہے　　وُہی حُور و ملائک کا حَکَم ہے
وُہی ہے ماحیٔ مکرِ معارِک　　وُہی سارے مسالک کو کرم ہے

مُحمّد ہی اِلٰہ کا مدّعا ہے　　مُحمّد ہی رُسُل کا مسئلہ ہے
ممالک کے مسالک کے لئے وہ　　حظ نے مالکِ ہر دوسرا ہے

مُحمّد اصلِ آدم، رُوحِ حوّا　　ہوا مولد اسی کا مصرِ مکّہ
مُحمّد کامل، اکمل اور مکمّل　　وہی ہے طاہر، اطہر اور طٰہٰ

مُحمّد محرمِ اسرارِ مولیٰ　　مُحمّد اہلِ عالم سے ہے اعلیٰ
مُحمّد ہی مُحمّد ہی مُحمّد　　ہوا ہے رُوحِ ہر مسلم سے اَولیٰ

مُحمّد ہادی و مولیٰ ہمارا　　ہوا ہے اہلِ عالم کا سہارا
دل و رُوحِ علی کے واسطے ہے　　وہی درگاہِ مولیٰ کا دوارا

مُحمّد مالکِ ہر ماسوا ہے　　مُحمّد ہی عوالم کو عطا ہے
اُسی سے مہر لوٹے مہ ہو ٹکڑے　　وہی آدم کا حلِ مسئلہ ہے

مُحمّد ہے رسولوں کا مکرّم　　مُحمّد ہے اُصولوں کا مُسلّم
مُحمّد طاہر، اطہر اور مطہّر　　وہی ہے سرورِ اولادِ آدم

مُحمّد سے مرے دل کو وِلا ہے　　عوالم کے دلوں کا حوصلہ ہے
وہی ہر دَور کو مہرِ ھُدیٰ ہے　　اِلٰہ کے سارے ملکوں کو عطا ہے

مُحمّد ہی رسولِ عالمی ہے　　وہی مولائے عالم کا ولی ہے
ہوئے سارے عوالم اُس کے سائل　　کہاں اُس کے لئے کوئی کمی ہے

مُحمّد کی ہوئی ہر سُو دُھائی　　اُسی کو لامکاں کی ہے رسائی
علی کی رُوح و دل کو اور لِساں کو　　مِلے دامِ معاصی سے رہائی

مُحمّد ہے مددگارِ دو عالم　　وہی اسلام کی ہے راہِ محکم
وُہی اللہ کے رحم و کرم سے　　ہوا ہے اے علی ہر دل کا محرم

محمد سرورِ دورِ اُمم ہے
محمد ہے رسولِ اہلِ عالم
محمد ہی وہ آئے برالم ہے
محمد ہی مکارم کا عَلَم ہے

محمد آدم و حوّا کا مَولیٰ
محمد مرسلِ ملکِ الٰہی
وہی سارے رسولوں سے ہے اعلیٰ
وہی اَدوارِ اکواں سے ہے اَولیٰ

محمد احمد و محمود و حامد
محمد محرمِ اسرارِ احساں
وُہی ہے عالمِ مولائے واحد
محمد ہی ہوتے آدم کے والِد

محمد علم کا کوہ گراں ہے
محمد ہے دلِ مُسلم کا ماویٰ
محمد حاصلِ رُوحِ مہاں ہے
محمد ہی عَلی وردِ لساں ہے

محمد رُوحِ امصار و ممالک
اللہ ہر دو عالم کے کرم سے
وہی ہے اے عَلی وردِ مسالک
اُسی سے سر ہوئے سارے مَعارِک

محمد ہر دو عالم کا حکم ہے
محمد ہے عَلَم دار الہدیٰ کا
محمد والیٔ رحم و کرم ہے
محمد ماحیٔ درد و اَلم ہے

محمد درگہِ مولیٰ کا گوہر
ہوئے اسلام کی رہ کے دُلارے
محامد اور مکارم کا ہے مصدر
اسی کے عمّ[۱] و والد اور مادر

محمد ہے دلِ مُسلم کا والی
کہو دل سے عَلی ہے نعرۂ عالم
محمد ولدِ آدم سے ہے عالی
درِ درگاہِ احمد کا سوالی

محمد ہے عوالم سے گرامی
محمد کا عَلی اسمِ مطہّر
محمد کے لئے ہے ہر سلامی
رہا ہے اور رہے گا وردِ عامی

محمد سائرِ ملکِ سماوی
عَلی درگاہِ مولائے احد سے
کہاں اُس کا ہوا کوئی مساوی
ہوئے حاصل محمد کے دعاوی

محمد ہی عوالم کا ولی ہے
عَلی کے سارے دردِ دل کا مداوا
مِرے دل کی کسک اُس سے ٹلی ہے
محمد ہے محمد کا علی ہے

محمد سرورِ ہر دو سرا ہے
محمد حاملِ مہر و وِلا ہے
محمد مصدرِ راہ ہُدیٰ ہے
عَلی کی رُوح و دل کا مدّعا ہے

محمد اہلِ دل کا مشغلہ ہے
اسی کے اسمِ اطہر کی مَدَد سے
محمد ہی عطا کا سلسلہ ہے
ہُوا طے مہر کا ہر مرحلہ ہے
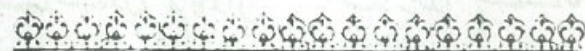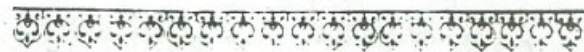
[۱] حضرت ابوطالب

یا نائبَ الالٰہِ ویا صاحبَ النَّظَر

مِن نورِکَ القدیم بدا کُلُّ ما حضر

لا یمکنُ النظیرُ لکَ ثمّ لم یکن،

بعد از خدا بزرگ توئی قصّہ مختصر
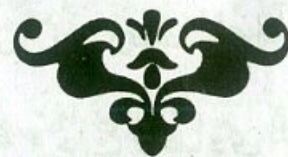
مدح الرسول

صلى الله على روحه وآله وسلم

رسول الإله لرسل الإمام

كلام الإمام إمام الكلام

هو الحامد الطاهر الواصل

وماح لمكر العدى والحسام

هو الصالح المصلح الأطهر

وصول الإله عدو اللئام

مطاع ولي علي الكمال

وسعد الإله حسام اللهام

وطه وداع وهادي الورى

ودار العلوم وملك الدوام

ومعطي المعالي ملوك العلى

وعلم الدهور مراد الكرام

وأعلى الأعالي صراط الهدى

ومولى الموالي وصدر العوام

ولله درٌّ وّادُ لا له

همام الهمام ودار الحرام

وإسلامه الكامل الأكمل

وإكرامه دائم للمرام

رعى مالك الملك محموده

هدى أهل عمل لدار السلام

على روحه دائما سرمدا

وآل الكرام سلام السلام

ألا أحمد الواحد الأول

لروح العلي حصار الهوام

نعت

وَدَعَ الکَرٰی لِوِصَالِہٖ	فَوقَ القُرٰی بِجَمَالِہٖ
وَصَلَ الاِلٰہ بِحَالِہٖ	"بَلَغَ العُلٰی بِکَمَالِہٖ"
نَفَعَ الوَرٰی بِمَقَالِہٖ	دَفَعَ الاَذٰی بِنَوَالِہٖ
نَشَرَ الھُدٰی بِجَلَالِہٖ	"کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ"
عَظُمَت شُئُونَ جَلَالِہٖ	کَثُرَت صِفَاتُ قِتَالِہٖ
جَمُلَت جَمِیعُ فِعَالِہٖ	"حَسُنَت جَمِیعُ خِصَالِہٖ"
لَذُّوا بِذِکرِ رِجَالِہٖ	وَدُّوا جَمِیعَ عِیَالِہٖ
ھَنُّوا اَمِینَ خِیَالِہٖ	"صَلُّوا عَلَیہِ وَاٰلِہٖ"

تضمین

مَولَی العَوالِمِ کُلّھَا
بَلَغَ العُلٰی بِکَمَالِہٖ

مِصبَاحُ مِنہَاجِ الھُدٰی
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

نَادٰی بِہٖ قُراٰنُنَا
حَسُنَت جَمِیعُ خِصَالِہٖ

یَا قَومَنَا یَا قَومَنَا
صَلُّوا عَلَیہِ وَآلِہٖ

اِنَّ الاَمِینَ العَاصِیَا
مُحتَاجُ بَابِ نَوَالِہٖ

النشيد الوطني

يا دائمَ الاِحسانِ   زِن كُلَّ پاكستانى

بتلاوةِ القرآنِ   بسلامةِ الايمانِ

ادرِك لپاكستانى

اَبقِ اللواءَ العالى   ذاكوكبٍ وهلالِ

بترقٍّ وكمالِ   ما كانتِ القطبانِ

ادرِك لپاكستانى

وفِّق لجمعِ عوامٍ   بالاتباعِ السامى

بالاتفاقِ التامِّ   فِى السرِّ والاعلانِ

ادرِك لپاكستانى

ارحم على اقبالَ   الجامعَ الافضالَ

والكاشفَ الاحوالَ   وعلى جناحَ الباقى

ادرِك لپاكستانى

انتَ العظيمُ البارى   غفارُنا والهادى

وهّابُنا والباقى   هٰذا الامينُ الفانى

ادرِك لپاكستانى

النشيد الإسلامي

يا صاحب الإكرام   زد معشر الإسلام

بالانقياد السامي   بالاتحاد التام

صن عالم الإسلام

اذهب قلوب الأمة   عن كل حين الغمة

وكذا وجود الظلمة   فبحق جد كرام

صن عالم الإسلام

ابق اللواء العالي   بالفتح والإفضال

ماسام بذز كمال   فبحق بيت حرام

صن عالم الإسلام

وثق لنا برشاد   وفق لنا بجهاد

فرق جنود أعاد   ما لاح برق غمام

صن عالم الإسلام

اقبل كلام أمين   العاجز المسكين

أنعم عليه بدين   أدخله دار سلام

صن عالم الإسلام

خداوندا تومی دانی منم در بحرِ عصیانم
پریشانم پشیمانم، پشیمانم پریشانم

منم زنده نہ مَن مُردہ، نہ مَن در وصل و ہجرانم
نہ بیدارم نہ خوابیدہ، نہ مَن در نفع و نقصانم

کدامے مذہبے دارم، کدامے مشربے دارم
کدامے منصبے دارم، بسے بے ساز و سامانم

منم مُلّا نہ مَن قاضی، منم صوفی نہ مَن غازی
منم شاعر نہ من حاجی، منم اینم نہ مَن آنم

منم ادنیٰ گدائے تو، ہمی خواہم لقائے تو
نمی دانم سوائے تو، توئی مقصودِ ایمانم

گنہ گارم خطا کارم، منم ناچار و بیمارم
کرم کن بر دلِ زارم، ترا جویم ترا خوانم

خرد گم کردم و ہوشم، نماند و جانِ من کُشتہ
لبم تشنہ، دمم تفتہ، دلم خستہ و حیرانم

بیا در خانۂ قلبم، منم از تو ترا طلبم
رہِ شرقم رہِ غربم، منم ہرگز نمی دانم

حسابِ روزِ محشر را، مرا نقویؔ چہ غم باشد
منم از فضل و احسانش، مُسلمانم مُسلمانم

مُناجاۃ

خداوندا بحالِ من کرم کُن

دِلم را جانبِ شاہِ حرم کُن،

توئی خلاق و رزاقِ عوالِم

مرا در دین و دُنیا محترم کُن

توئی مُشکل کشائے ہر دو عالم

مرا محفوظِ آثام و ندم کُن

نمی دارم سوائے تو خدائے

بجانم فضل و احساں دم بدم کُن

ترا خوانم، ترا بینم بہ ہر سُو

مداوائے دلِ درد و الم کُن

گنہ گارم ز سر تا پا خطایم

مرا موصوفِ اخلاق و شیم کُن

مرا در دین و دنیا یا الٰہی

بہ عشقِ عالمِ لوح و قلم کُن

مرا در مرگ و در روزِ قیامت

بہ دینِ سیدِ عرب و عجم کُن

بفیضانِ شہِ ختمِ نبوت

بلیاتِ رہِ نقوی عدم کُن

محمد جہاں را اِماماً کبیرا

بدُنیا و عقبیٰ وکیلاً مجیرا

جمالِ الٰہی، کمالِ گواہی

بروزِ قیامت شفیعاً نصیرا

بظاہر بشر ہست، لیکن بباطن

ز نورِ خدا پاک نوراً شہیرا

بصورت منوّر، بسیرت مطہر

نظیرش نیامد بشیراً نذیرا

شہنشاہِ ارض و سما عرش و کرسی

برائے دو عالم سراجاً منیرا

اَطِیعُوالَہٗ یَا عِبَادَ الْاِلٰہ

فَصَلُّوْا عَلَیْہِ کَثِیْرًا کَثِیْرًا

صعوباتِ نقوی چرا حل نگردند

مرا مصطفےٰ ہست غوثاً ظہیرا

محمد رسولِ جنابِ الٰہی
نگہدارِ عالم ز رنج و تباہی

ز آدم نبی تا مسیحِ مکرم
ہمہ انبیاء را امامِ گواہی

بدنیائے ارض و سما عرش و کرسی
بروزِ جزا خاورِ ہر سیاہی

دل و روحِ خلقِ خدا را معلم
ز صبحِ ازل حاملِ پادشاہی

خداگو، خداجو، خدابیں بہر دم
کمالِ رواداری و خیر خواہی

عزیزِ نگاہ و دلِ خویش و غیرے
مددگارِ ہر شام و ہر صبح گاہی

ہزاراں درود و ہزاراں سلامے
بدرگاہش و اہلِ بیتِ کماہی

چہ گویم کمالاتِ شانش کہ نقوی
اسیرِ کمندِ خیالاتِ واہی

خلاقِ جہاں محرمِ اسرارِ محمد
قرآنِ مبیں مظہرِ انوارِ محمد

از روزِ ازل تا بہ ابد بزمِ دو عالم
شد مست مے جلوۂ رخسارِ محمد

لاریب پس ہیچ نبی نیست بعالم
تا روزِ جزا نکہت گلزارِ محمد

از چشمِ دلِ خویش ببیں در ہمہ عالم
اے بندۂ حق، رونقِ بازارِ محمد

زن نعرۂ تکبیر و رسالت را بہر دم
شو محوِ رخ و گیسوئے خمدارِ محمد

چہ خوف مرا ہست بہ میدانِ قیامت
از جان و دلم سائلِ دربارِ محمد

در ملکِ ثنا خوانیٔ او نقوی نہ تنہا
ہم ذاتِ خدا شاہدِ گفتارِ محمد

منم دیوانۂ کوئے محمد

فدائے چشم و ابروئے محمد

زبانم واصفِ حُسن و جمالش

دلم شیدائے خوشبوئے محمد

اسیرم حلقۂ زُلفِ سیاہش

فقیرم اُسوۂ خُوئے محمد

زہے آں دل کہ می دارد خیالے

بہ ہردم جانب رُوئے محمد

زصبحِ روزِ اوّل کشتِ عالم،

شُدہ سیراب از جُوئے محمد

ہمہ عالم گدائے آستانش

رہِ عرشِ علیٰ کوئے محمد

دو عالم را تصدق کرد نقویؔ

بحُسنِ مُوئے دلجوئے محمد

زہے شانِ علی، مشکل کشائے بزمِ امکانی

وَلیِ کبریا، مخدومِ عالم مہرِ تابانی

امیر المومنیں، نفسِ محمد، شوہرِ زہرا،

امامِ دین و ملّت، کاشفِ اسرارِ رحمانی

وصیِ مُصطفےٰ، قرآنِ ناطق، عارفِ خالق

سراپا عشق و اُلفت، منتہائے اَوجِ رُوحانی

علی اوّل علی آخر، علی باطن علی ظاہر

علی شاہِ ولایت، مصدرِ دریائے فیضانی

زکفر و شرک پاکیزہ تریں آبا و اجدادش،

ظہورِ نورِ پاکش ہست در ہر رحم نورانی

چہ خوش فرمود آں مردِ قلندر صاحبِ حالے

اگر حُبِّ علی داری، شوی مقبولِ ربّانی

زہے آں دل، تولّائے جنابِ مرتضےٰ دارد

بہر صبح و مسا محوِ جمالِ پیرِ لاثانی

مُریدِ سیّدِ فقرم، شہیدِ ناوکِ عشقم

فقیرِ درگہِ علمم، اسیرم دامِ نفسانی

مترس اے نقویؔ مسکیں زِ اہوالِ رہِ محشر

زِ دِل ہستی غلامِ آستانِ آلِ عمرانی

علی شاہِ ہدیٰ ماہِ تمامے
امامِ اولیاء، عالی مقامے

علی شیرِ خدا مولودِ کعبہ
علی مشکل کشائے خاص و عامے

بشوق و ذوقِ اُو سرشار و مستم
نمیدانم سبو، صہبا و جامے

بہ ہردم می ستانم نامِ پاکش
نمیدارم خیالِ صبح و شامے

نمازِ من خیالِ رُوئے پاکش
چہ خوش باشد اگر یابم دوامے

زدین و مذہبِ من تو چہ پُرسی
علی دینم علی شیخ و امامے

بفیضانِ علی در دین و دُنیا
دلِ نقوی، درِ اُو را غلامے

علی کبریا را ولیاً عظیما — علی مصطفےٰ را وصیاً حکیما
علی شیرِ یزدان و نفسِ محمد — علی در دو عالم رءُوفاً رحیما
علی قطبِ ارشادِ اولادِ آدم — نظیرش نیامد امیراً علیما
علی راہِ قرآں، علی ماہِ عرفاں — علی رازدارِ الٰہاً قدیما
علی ملکِ اسلام را پادشاہے — علی را خدا داد قلباً سلیما
زِ صبحِ ازل گشت مہرِ سخاوت — علی اولیا را اماماً فخیما
"بکعبہ ولادت، بمسجد شہادت" — علی را علی داد فضلاً عظیما
بِمَن کَانَ مُشْتَاقَ حُسْنِ عَلِیٍّ — فَاَعْطَاہُ مَوْلَایَ خُلْدًا نَعِیمًا

گہے نامِ مشکل مسُر نزدِ نقوی
مرا مُرتعنٰی ہست شیئاً کریما

علی اہلِ محبت را معینے
علی درسِ وفا شہرِ یقینے
علی نفسِ واخِ شاہِ رسالت
دریں دنیا و دیں اُو را امینے
علی ماہِ سخاوت، مہرِ اُلفت
شہِ ہر آسماں پدرِ زمینے
شدم محوِ تجلیاں رُوئے پاکش
ندارم حاجت تاج و نگینے
سوائے عشقِ اُو خیرے ندارم
دریں دُنیا و در اقلیمِ دینے
نسیما سُوئے درگاہش گزر کُن
بگو اُو را سلامِ ایں حزینے
کرم کُن یا علی بر حالِ نقوی
سپرد تو دلِ گوشہ نشینے

منم مانندِ مجنوں بے سر و ساماں می گردم
بہر شہرے بہر صحرا، بہر میدان می گردم
مذاقِ عاشقی دارم، فدائے صُورتِ یارم
بسے بیکار و باکارم، بہ ہر ارمان می گردم
شرابِ بیخودی نوشم، لباسِ سادگی پوشم
نہ در جوشم نہ در ہوشم، منم غلطان می گردم
نثارِ نامِ اُو گشتم، بذوقِ جامِ اُو مستم
اسیرِ دامِ اُو ہستم، منم حیران می گردم
بری از وصل و ہجرانم، منم فارغ ز ہر شانم
سراپا جُرم و عصیانم، بہ ایں طغیان می گردم
ندارم از جہاں عارے، ندانم جز ازیں کارے
بدوں تسبیح و زنارے منم بے جان می گردم
بیا اے ساقیٔ وحدت، منم بے مایہ بے ہمت
مرا دِہ ذرۂ اُلفت، بہ ہر میلان می گردم
زہے فیضانِ تو بر من، زہے احسانِ تو بر من
زہے رضوانِ تو بر من، منم ہر آن می گردم
منم نقوی گنہ گارم، نثار خوانِ رُخِ یارم
فقیرِ کوئے درِ یارم، بہ اطمینان می گردم

مثنوئ صوفیانہ

(حمد)

حمدِ ہر حامد برائے کبریا   حاکم و معبودِ ہر ارض و سما

جامعِ اوصاف و در صورت جمیل   لاشریک و لا عدیل و لامثیل

سجدہ گاہِ انبیاء و مُرسلین   جلوہ گاہِ کائناتِ عالمیں

در صفاتِ خویش کنزِ ہر کمال   در رہِ اسمائے حُسنیٰ بے مثال

ذاتِ پاکش در دو عالم بے نظیر   مالکِ ہر دور و رحمٰن و خبیر

ماہتاب و آفتابِ آسماں   از جمالش نُور دارند بے گماں

ہست اُو موجود در جملہ جہاں   ہادی و مطلوب و مقصودِ زماں

ہیچ کس را نیست راہِ دم زدن   در حضورِ کبریائے ذوالمنن

خالقِ کل، رازقِ کل، ربِ کل   رہنمائے رہنمایانِ سُبل

کُلُّ شَیئٍ ھَالِکٌ فرمانِ حق   از کتابش یاد دارم ایں سبق

نقویؔ مسکیں چہ میگوید ثنا

ذاتِ پاکش از خیالاتم ورا

نعت

نعت ہر ناعت برائے پیرِ کُل   ہر درود و پاک بر ختمِ رُسُل

مُصطفےٰ نورِ خدائے لم یزل   سیّدِ سادات ہادیِ سُبُل

اسمِ پاکش راحتِ قلبِ حزیں   یاور و حاجت روائے مومنیں

سایۂ جسمش خدا پیدا نہ کرد   تا برو پائے ندارد ہیچ مرد

والضحیٰ وصفِ رُخِ آں پادشاہ   معنیٔ واللیل زُلفِ پُر سیاہ

صاحبِ معراج شمعِ لامکاں   تاجدارِ سِرّ امرِ کن فکاں

ناسخِ ہر ملّت و دین و کتاب   ساقیٔ کوثر شہِ یوم الحساب

پیشوائے انبیاء و مُرسلیں   مالک و مختارِ جُملہ عالمیں

نسلِ ابراہیم و اسماعیل بُود   پدرِ آدم شیخِ جبرائیل بُود

ہر دو عالم را محمّد پادشاہ   لَا نَبِیَّ بَعۡدَہٗ عِنۡدَ الۡاِلٰہ

نُورِ اُو از نُورِ ربِ دو جہاں   نے خدا و نے جُدا از وے بداں

باعثِ ایجادِ ہر مخلوق بود   قاسمِ ارزاق مولائے ودود

حاضر و ناظر معینِ دوسرا   زندہ جاوید ہم مشکل کُشا

ہیچ سائل از درش خالی نرفت   بر زبانش لفظِ لا جاری نگشت

آفتابِ اوّلین و آخریں   مُقتدا و رہنمائے عالمیں

از فرازِ عرش تا تحت الثّریٰ
ہر مقامے پیش قبرش بے بہا

بندگانش مُرسلین و انبیا
زیرِ فرمانش ہمہ ارض و سَما

ذاتِ اُو بعد از خدائے ذُوالمنن
مُفتیٔ غیب و شہود ہر زَمن

در قیامت نار و جنّت را قسیم
شافعِ ہر صاحبِ جُرمِ عظیم

ذاتِ حق را دیدہ ای از چشمِ سر
شانِ تو لاریب ما زاغ البصر

پس چہ خوش فرمود قرآنِ مجید
راہنمائے ہر شقی و ہر سعید

یا محمد قُلْ ھُوَاللہُ اَحَدْ
تا شود تسکینِ عالم تا اَبد

پیرویٔ پیرِ دانائے سُبُل
اتحادِ مُسلمیں را گشت پُل

من غلامِ حضرتِ ختمِ رُسُل
خدمۃً للعالمیں ہم صُلحِ کُل

من فقیرِ آں امیرِ پاکباز
کز ہمہ عالم غنی و بے نیاز

مدحت و نعتِ شہِ عالی جناب
اِنَّمَا اللہُ عَلِیْمٌ بِالصَّوَاب

مَنقبت

حضرتِ بوبکر یارِ غار بُود
مُصطفےٰ را بندۂ غمخوار بُود

حضرتِ فاروق تیغِ مُصطفےٰ
کرد کفّار و شیاطیں را فنا

حضرتِ عثماں غنی بحرِ عطا
جامع قرآں ولیِ کبریا

سیّدِ اولادِ انسانی علی
"افتخارِ ہر نبیّ و ہر وَلی"

اسمِ اُو اسمِ خدائے کبریا
جسمِ اُو جسمِ محمد مُصطفےٰ

نورِ اوّل از ازل، نورِ نبی
نورِ ثانی ہست مولائے علی

مُرتضیٰ مُشکل کشائے عالمیں
راہنمائے کُل، امام المتقیں

در خلافت ایں ہمہ بر حق شدند
جان و مال خویش بہر حق زدند

نعرۂ نامِ علی، ہر دم زنم
جان و دل را روشن و شاداں کنم

بنتِ سرکارِ دو عالم فاطمہ
آں کہ بر وے ہر صفت را خاتمہ

چوں بہ مجلس آمدے زہرا بتول
ایستادے بہرِ تعظیمش رسول

آں کہ سردارِ نساءِ عالمیں
مالک و مختار فردوسِ بریں

ذاتِ پاکش کعبۂ ارض و سما
دو جہاں را آفتابِ پُرضیا

جلوہ گاہ خالقِ ہر رنگ و بُو
سجدہ گاہِ جملہ عالم قبرِ اُو

مادرِ حسنین، جانِ مُصطفےٰ
شمعِ بزمِ مُرتضےٰ، مشکل کُشا

ربِّ عالم در کتاب لاجواب
گفت توصیف و ثنائے آنجناب

شبّر و شبّیر شاہانِ جناں
راکبانِ دوشِ سرکارِ جہاں

من چہ گویم مدحتِ شہزادگاں
دین عینِ حسنینؑ آمد بے گماں

کوفیاں و شامیاں را دین بود
لیک ایشاں را عنادِ سین بود

در دو عالم زیں کمی اے پادشاہ
دین آنہا گشت برباد و تباہ

در دلِ حُرؑ عشقِ سیّد شُد پدید
از جہنّم بر درِ جنّت رسید

حضرتِ رُومی فقیرِ کبریا
گفت در شانِ شہیدِ کربلا

لہ سادات کرام۔ امام حسن، امام حسین

"تا نیفتی چوں حسینؑ اندر بلا"
کور کورا نہ مرو در کربلا

سیرِ خاکِ کربلا آسان نیست — جز حسینؓ نے کارِ ہر انسان نیست
قدرِ عنبر را بداند عنبری — قدرِ جوہر را شناسد جوہری
از تبرائے صحابہ دُور شو — با تولّائے علیؓ مخمور شو
عترت و اصحاب و چشمانِ من — حُبِ ایشاں اے امیں ایمانِ من
اے خدا بہرِ جنابِ مرتضٰےؓ — مرگِ من آید بہ عشقِ مصطفٰےؐ
از پئے شہزادگانِ فاطمہؓ — بر درِ احمد مرا کن خاتمہ
صد صلوٰۃ و صد سلامِ کبریا — بر حبیبِ پاک و آلِ باصفا

اے امامِ مہدیؑ عالی مقام — آسمانِ علم را ماہِ تمام
در جہانِ دین و دُنیا کُن ظہور — تا نماند کفر و بدعت را غرور
ما رہِ اسلام را بگذاشتیم — از جہالت فرقہ ہائے ساختیم
روز و شب ہر کارِ باطل می کنیم — پیرو بدعاتِ شیطاں می شویم
جُملہ فرقہ ہائے اہلِ بغض و کیں — ختم گردند از وجودش بالیقیں
قائم و دائم بود دینِ نبیؐ! — خاک باشد ہر خیالِ ہر غوی
ابنِ مریم قبلِ محشر بالیقیں — از فلک آید بریں رُوئے زمیں
دعوتِ دینِ نبیؐ ہر دم دہد — بر سرِ دجّال ہم تیغے زند
تا چہل سالے بود فرماں روا — مرقدِ اُو در مزارِ مصطفٰےؐ

ابنِ مریم بر فلک موجود ہست — مُنکرِ اُو بالیقیں مردود ہست

اتّحادِ اُمّت

اِنَّمَا اِسْلَامُنَا خَیْرُ الْمِلَلْ — ذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ لِّلْعَمَلْ
ملّتِ اسلام را کُن اختیار — تا شود بر تو عطائے کردگار
امرِ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ شنو — پیروِ شہواتِ نفسانی مشو
پس خدائے تو یکے فطرت یکے — احمدِ مُرسل یکے ذات یکے
ملّتِ اسلام دینِ رحمت است — ہیچ فرقہ را دریں جا حاجت است
اُمّتِ خیرُ الورٰی صدرُ العُلٰی — متحد گردد اے ربِّ وَرا
کافراں ہرگز نمی خواہند ز ضد — عالمِ اسلام باشد متحد
قومِ مُسلم را بود گر اتّحاد — کے بماند شوکتِ اہلِ عناد
اے برادر بر طریقِ وصل رو — در پئے آزارِ مخلوقاں مشو
زندگی عشقِ محمدؐ ہست و بس — جُز ازیں ہر چیز تو خاشاک و خس
اتّحادِ مُسلمیں را درس کُن — خویش را مثلِ ضیائے شمس کُن
اُجرتِ تبلیغِ دیں را ترک کُن — عظمتِ رضوانِ حق ادراک کُن
شیوۂ خود ساز صلح و آشتی — پیشہ اَت باید وفا و راستی
اعتقادِ خویش را اظہار کُن — اختلافِ غیر را انکار کُن
تا توانی ہیچ کس را بد مگو — بر رہِ بُغض و عناد اے مرد مرو
دعوتِ دینِ خُدا را عام کُن — رہبرِ ہر قوم را اکرام کُن

مُصطفےٰ مولائے عالم نیک مرد　　سب وشتم کافراں ہرگز نہ کرد
رمزِ قرآں فی سبیل اللہ جہاد　　طرزِ شیطانِ لعیں فتنہ فساد
نعرۂ نامِ خُدا ہردم بزن　　بیخِ کفر و شرک را بیروں فگن
جان و دل را بہرِ ملت پیش کُن　　استقامت را شعارِ خویش کُن
گر ہمی خواہی وصالِ کبریا　　صُلح کُن با خاص و عامِ مُصطفےٰ
دُور شو از جُرمِ مجرم اے فقیر　　لیک با مجرم رہِ اُلفت بگیر
مردِ صُوفی را نہ باشد مذہبے　　کے بود اُو را سوی اللہ مطلبے
ترکِ دنیا ترکِ عُقبیٰ منزلش　　ترک را پس ترک رنگِ محفلش
ابتدا و انتہائے صوفیاں　　احترام و خدمتِ اہلِ جہاں
من غلامِ پیشوائے مُرسلیں　　صُلحِ کُل ہم خدمۃً للعالمیں
جانِ من مُشتاقِ ہر مُشتِ گلے　　طالبِ ہر صاحبِ دردِ دلے
حضرتِ اقبال سُلطان الکلام　　کاروانِ علم و حکمت را امام
آنکہ پاکستان را ماہِ تمام　　عظمتِ درگاہِ پاکش را سلام
سیدِ اش را مہرِ تاباں یافتم　　از کلامش کنزِ پنہاں یافتم
اَیُّھَا اللّٰہُ اِلیٰ یَوْمِ التَّنَاد　　عالمِ اسلام را دہ اتحاد
ارضِ پاکستان را آباد دار　　از صعوباتِ جہاں آزاد دار
اے خُدائے مُرسلین و انبیاءؑ　　رحم کُن بر اُمتِ خیر الوریٰ

مثنویِ نقویِ گوشہ نشیں،
بستِ مغزِ عشقِ ختم المرسلیں

مُحمّد نیں حق دے بیاں اللہ اللہ
اوہ اسلام دے ترجماں اللہ اللہ

مُحمّد حجازی تے مکّی تے مدنی
اوہ سُچّے تے اُچّے نِشاں اللہ اللہ

محمّد دی صورت ہے مولیٰ دی صُورت
مُحمّد دی سیرت عیاں اللہ اللہ

مُحمّد نیں عرشِ خدا دے مُسافر
اوہ لولاک دے راز داں اللہ اللہ

مُحمّد دا ہے حق تعالیٰ ثناء خواں
سوالی ہے سارا جہاں اللہ اللہ

غریباں دے حامی، یتیماں دے وَالی
محبت دے نیں ضَوفشاں اللہ اللہ

رسولاں دے سرور، اصولاں دے بانی
اوہ سارے جہاناں تے چھاں اللہ اللہ

ازل توں معلم نیں سارے جہاں دے
بنے لامکاں دے مکاں اللہ اللہ

خدا دی خدائی دے مختار و مالک
عرب تے عجم دی اَماں اللہ اللہ

اوہ سُورج نوں موڑے تے چَن نوں وی توڑے
حجر کردے اُوہدا بیاں اللہ اللہ

بڑی شان والے، بڑی آن والے
دو عالم دے نیں مہرباں اللہ اللہ

نہیں جِتّھے حاضر تے ناظر مُحمّد
جہاناں چ کیہڑی ہے تھاں اللہ اللہ

جے اللہ دا ہے نام نقطے توں خالی
مُحمّد تے نقطہ کہاں اللہ اللہ

نہ ہویا نہ ہووے نہ ہے اوہدے ورگا
صداقت، عدالت دی جاں، اللہ اللہ

اُوہدی نعت لکِھے تے کیہ کوئی لکھِے
ہے کمزور وہم و گماں اللہ اللہ

نہیں میں اکلّا نبی دا ثنا گو
خدا آپ دا مدح خواں اللہ اللہ

تمنّا ہے دُنیا تے عقبیٰ چ نقوی
پڑھے میرا دل تے زباں اللہ اللہ

بڑی شان والے، بڑی آن والے
مرے مصطفیٰ ہین رحمان والے

خدا دیوے سارے جہاناں نوں روزی
محمدؐ نیں روزی نوں ورتان والے

محمدؐ نیں معراج دی رات دے وچہ
زیارت خدا پاک دی پان والے

رسولاں تے نبیاں تے ولیاں دے اکھے
نوازش دو عالم تے فرمان والے

شہنشاہاں دے نیں شہنشہ محمدؐ
غریباں، یتیماں دے غم کھان والے

بتاں دی عبادت توں جگ نوں ہٹا کے
خدا دی عبادت اوہ کروان والے

شریعت، طریقت، حقیقت دے رستے
زمانے نوں آقا نیں دکھلان والے

قیامت دے دن نوں خدا پاک کولوں
گنہ گار اُمت نوں بخشان والے

سرِ طور موسیٰ نیں جوڑے اُتارے
اوہ جوڑے سنے عرش تے جان والے

خدا دے پیمبر، تے جگ دے معلّم
اوہ شام ابد تیک کہلان والے

نہیں آپ دے بعد کوئی پیمبر
اوہ ختم نبوت تے قرآن والے

محمدؐ نیں مہتاب عالم ازل توں
اوہ نقوی دے سینے نوں چمکان والے

تساں نوں جان دا سارا زمانہ یارسول اللہ
تسیں ہو رحمتِ حق دا خزانہ یارسول اللہ

تساں نوں حق تعالیٰ نے بنایا روزِ اوّل توں
فضائل دے جہاناں چوں یگانہ یارسول اللہ

تری صورت، تری سیرت، زمانے نوں نرالی اے
فقیری وچ وی ہے شانِ شہانہ یارسول اللہ

نبی آدم توں لے کے حضرتِ عیسیٰ نبی توڑی
ہے اُچا مرسلاں چوں تیرا خانہ یارسول اللہ

ترے ماں باپ توں لے کے جنابِ پاک آدم تک
سدا مومن رہیا تیرا گھرانہ یارسول اللہ

نبی بن کے نہیں اوناں کوئی وی آپ دے پچھے
ہے محشر تیک اُمت دا ترانہ یارسول اللہ

کدی مینوں وی دربارِ معلّیٰ تے بلا کے تے
مرے کولوں سنو میرا فسانہ یارسول اللہ

تمنا ہے کہ وقتِ موت میرے رُوبرو ہووے
تری مسجد تے تیرا آستانہ یارسول اللہ

جنابِ غوثِ اعظم دے وسیلے تھیں قیامت نوں
بنے نقوی دی بخشش دا بہانہ یارسول اللہ

تیرا عشق ہووے ترا پیار ہووے — نگاہواں دے وِچ تیرا دیدار ہووے

مری رُوح نوں، میرے دل نوں ہمیشہ — تیری یاد ہووے، تیری کار ہووے

مری رات گزرے تری بات دے وِچ — تری ذات دی دل نوں مہکار ہووے

مری رُوح تیری رضا وی اے منگدی — مرا دِل ترے غم دا بیمار ہووے

مری زندگی تے مری موت دے وِچ — نہ مینوں کسے وقت وی ہار ہووے

مَیں تیرا گدا گر، میں تیرا ثنا گر — مری کوئی منزل نہ دشوار ہووے

بَنے دو جہاناں چ میری وی بگڑی — نظر میرے تے میری سرکار ہووے

گناہواں دے شوہ وِچ مرا بیڑا ڈُبا — ترے نام دے فیض تھیں پار ہووے

ترے در تے جا کے مَیں مڑ کے نہ آواں — ترے قدماں وِچ میرا گھر بار ہووے

قیامت دے دن لاج میری وی رکھنا — جدوں رُو برو تیرے سنسار ہووے

بناں تیرے میرا تے کوئی نہیں دردی — تیرا دَر ہی میرا مددگار ہووے

ترے دَر توں کوئی وی خالی نہ مڑیا — کدی وی کسے نوں نہ انکار ہووے

مَیں ہر دم ترے کولوں تینوں ای منگاں — مرے کوٹھے وِچ میرا غم خوار ہووے

جدوں آوے نقوی دا ویلا اخیری
اوہدے ساہمنے تیرا دربار ہووے

خدا دے واسطے شاہِ مدینہ
لگا دَے پار طوفاں توں سفینہ

پریشانی تے غم دے نال گزرے
مرا دِن رات تے ہر اک مہینہ

وسیلے تھیں جنابِ مرتضٰے دے
مرے دل دا وی چمکے آبگینہ

کدی تے وصل دا شربت پلاؤ
جُدائی تھیں مرا جل دا اے سینہ

تُسیں نبیاں، رسولاں دے ہو سرور
تُسیں ختمِ نبوت دا نگینہ

تُسیں پہلے خلیفے کبریا دے
تُسیں ہو مُلکِ الفت دا خزینہ

خدا دے ساریاں شہراں دے وِچوں،
ہے افضل آپ دا سوہنا مدینہ

ہے خوشبو دار ہر خوشبو توں وَدھ کے
تساڈے جسمِ اقدس دا پسینہ

تساڈے عشق تھیں نقوی نوں آیا
کریما! نعت گوئی دا قرینہ

محمدؐ تے لکھاں درود و سلام

محمدؐ تے پڑھدے درود و سلام — خدا تے ملائک تے مومن تمام

محمدؐ تے لکھاں درود و سلام

محمدؐ نیں مکی تے مدنی تے اُمی — اوہ سارے جہاناں دے دارالحرام

محمدؐ تے لکھاں درود و سلام

محمدؐ نیں ہر دو جہاں دے رسول — محمدؐ دی ہے ذات خیرالانام

محمدؐ تے لکھاں درود و سلام

محمدؐ نیں لولاک دے بادشہ — محمدؐ نیں مولیٰ دے سچے پیام

محمدؐ تے لکھاں درود و سلام

محمدؐ نہ بندے تے کجھ وی نہ ہُندا — محمدؐ نیں دُنیا تے دیں دے امام

محمدؐ تے لکھاں درود و سلام

محمدؐ نیں دوہاں جہاناں دے والی — محمدؐ دا اُچا تے اُچا کلام

محمدؐ تے لکھاں درود و سلام

محمدؐ دی مرضی، خدا دی ہے مرضی — ازل توں ابد تیک اوہنوں قیام

محمدؐ تے لکھاں درود و سلام

محمدؐ نیں سچے تے سُچے تے اُچے — اوہ ہر دور دے وچہ نیں عالی مقام

محمدؐ تے لکھاں درود و سلام

محمدؐ نیں لاریب کعبے دا کعبہ — محمدؐ دے طالب خواص و عوام

محمدؐ تے لکھاں درود و سلام

محمدؐ تے اور آپ دی آل تے — پڑھو لوکو، ہر دم درود و سلام

محمدؐ تے لکھاں درود و سلام

اوہ مولیٰ دے جانی تے ملت دے بانی — اوہ حق دی نشانی تے دارالسلام

محمدؐ تے لکھاں درود و سلام

ہے نقوی دے دل تے زباں دا وظیفہ — "علیک الصلوٰۃ اے نبی و السلام"

محمدؐ تے لکھاں درود و سلام

مَیں گولی اُس سرکار دیاں، ہن دُھماں جس دے پیار دیاں
سب خلقاں پار اُوار دیاں، پیراں دا پیر پکار دیاں

در غوث الاعظم میراں دا، ہے کعبہ پاک فقیراں دا
مخدوم ہے سارے پیراں دا، کیا صفتاں ہن دربار دیاں

مکھ اوہدا چن اسمانی اے، پگ سبز جبیں پیشانی اے
دل نوری اکھ مستانی اے، ہن گلاں لڑیاں ہار دیاں

گھر اوہدا فیض خزینہ اے، رحمت دا خوب نگینہ اے
در اوہدا عرش دا زینہ اے، جتھے جھڑیاں ہن بہار دیاں

ناں اوہدا کُل زباناں تے، دُھم اُوہدی ہے اسماناں تے
اوہ حاکم ساریاں جاناں تے، سب اُس توں غرضاں سار دیاں

اَلدِّیْنُ بَدَا مِنْ جَیْئَتِہٖ، وَالْکُفْرُ عَدَا مِنْ ھَیْبَتِہٖ
لِلْخَلْقِ ھُدًی مِنْ دَعْوَتِہٖ، کیا باتاں نیں کردار دیاں

سب غوثاں، قطباں، ولیاں، نیں چُم لیاں اوہدیاں تلیاں نیں
بغداد شہر دیاں گلیاں نیں، جیوں کلیاں ہن گلزار دیاں

گل اولیاء اوہدے بردے نیں، یا میراں میراں کردے نیں
اُس توں ای بیڑے تردے نیں، کیا شاناں ہن سرکار دیاں

کیہ دستاں لنگر خانے دی، ہے بارہویں اوہدے نانے دی
ہے یارہویں شان زمانے دی، ہر پاسے چمکاں یار دیاں

اوہ عالی مُرشد خانہ اے، اوہ ازلی نور خزانہ اے
ایہہ جان دا کل زمانہ اے، نئیں ریساں اُس دلدار دیاں

یا غوث پیا، یا غوث پیا، ہن میں مسکیں تے کرم کما
نقوی دے گھر وی پھیرا پا، اج تاہنگاں وچھاں مار دیاں

حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ

بانیٔ مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ، فیصل آباد

کیہ بیاں رتبہ کراں سرکار دا　　ہے خزانہ دین دے بازار دا
یاد آوندی سی خدائے پاک دی　　دیکھ کے چہرہ مرے دلدار دا
دسیا آکے بریلی شہر توں　　ملک نوں رشتہ شہِ ابرار دا
با بشارت[1] رافاقت یا یقین　　لام لطف اور حرف یا ہے یار دا
بھاگ جاگے ارضِ پاکستان دے　　گڈیا جھنڈا جدوں انوار دا
یارسول اللہ دا نعرہ مار کے!　　پھیریا رُخ گردشِ افکار دا
"اے لقائے تو جوابِ ہر سوال"　　بول تیرا سینیاں نوں ٹھار دا
رنگ تیرا صابری تے قادری　　سنگ تیرا ڈُبیاں نوں تار دا

خوش ہو لے نقوی کہ تیرے ہتھ اج
جھنڈا ہے اہلِ نظر دے پیار دا

[1] بریلی دا مطلب

اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں

نہ مُڑ مُڑ جگ تے آنا ایں،　　کجھ کھونا ایں کجھ پانا ایں
اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں
نت سوں سوں رات گزاریں تُوں　　اس غفلت مار مکانا ایں
اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں
بن یاد خداوند باری دی　　کیہ تیرا کھانا دانہ ایں
اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں
چھڈ جھگڑا دُنیا فانی دا　　کیہ اینویں مغز کھپانا ایں
اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں
چھڈ چُغلی جھوٹ تے چوری نوں　　جے اپنا آپ چھڑانا ایں
اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں
جا پُنچھ وقت مسیتی توں　　ایہہ مڈھوں حکم ربانا ایں
اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں
کر پُوجا رب دی ہر ویلے　　جے اپنا لیکھ جگانا ایں
اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں
رکھ تقویٰ حق تعالیٰ دا　　جس رحمت نال بچانا ایں
اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں

رکھ عشق محمد پیارے دا — جس اُمت نوں بخشانا ایں
اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں

کر ادب سدا ہر صورت دا — جے رب دا درشن پانا ایں
اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں

دُکھ دے نہ رب دے بندیاں نوں — بس ایہو سبق پکانا ایں
اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں

اَج ہاسے تینوں سُجھدے نیں — کل رو رو کے پچھتانا ایں
اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں

چھڈ مال تے دولت دُنیا دی — وچہ قبر دے ڈیرا لانا ایں
اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں،

اَج نقد ہے کل اُدھار میاں — ایہہ ویلا ہتھ نہ آنا ایں
اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں

اک پنڈ تے کئی مسیتاں نے — اک دین اسلام سکھانا ایں
اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں

کیہ لوڑ ہے لڑن لڑاون دی — اِک رب، رسول منانا ایں،
اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں

من عرض گزارش نقوی دی — جو اوگنہار نمانا ایں
اُٹھ جاگ سفر نوں جانا ایں

تلاوۃ الوجود

ہے فانی کُل جہان میاں — پڑھ دیکھ قرآن بیان میاں
رکھ رب دی طرف دھیان میاں

ہُن ہو کے مرد جوان میاں — تُوں اپنے آپ نوں جان میاں
رکھ رب دی طرف دھیان میاں

توں کون ایں کتھوں آیاں ایں — اِس گل دی کر پہچان میاں
رکھ رب دی طرف دھیان میاں

اَج آیاں ایں کل جانا ایں — ٹُٹ جاسن مان تران میاں
رکھ رب دی طرف دھیان میاں

تُوں رب دا پاک خلیفہ ایں — رب کیتا آپ اعلان میاں
رکھ رب دی طرف دھیان میاں

تُوں اُچا سُچا ملکاں توں — کر غور تے بن انسان میاں
رکھ رب دی طرف دھیان میاں

کیہ لیناں پا کے دُو جہاں تُوں — بن مست اَلست جوان میاں
رکھ رب دی طرف دھیان میاں

چھڈ جھگڑے جھیڑے دُنیا دے — کیہ مال تے کیہ سامان میاں
رکھ رب دی طرف دھیان میاں

جے اپنے آپ نوں پونا ایں — ہو مُرشد تے قربان میاں
رکھ رب دی طرف دھیان میاں

بن مُرشد اللہ مِلدا نہیں — گل نال وسیلے جان میاں
رکھ رب دی طرف دھیان میاں

تک صُورت وچ بےصورت نوں — چھڈ سارے وہم گمان میاں
رکھ رب دی طرف دھیان میاں

ہے مُرشد پاک محمدؐ ہی — جو دو جگ دے سُلطان میاں
رکھ رب دی طرف دھیان میاں

چھڈ نقوی طول کلامی نوں — کر بند بیان زبان میاں
رکھ رب دی طرف دھیان میاں

مذاہب دے جھگڑے اسیں چھوڑ بیٹھے
سیاست دے رستے توں منہ موڑ بیٹھے

اسیں تیرے دربارِ عالی چ آ کے
حسد تے تعصب دا دِل توڑ بیٹھے

خودی تے تکبر تے نفرت دا سِکہ
تری دید لئی بحر وچ روہڑ بیٹھے

ایہہ دُنیا دی شہرت تے دولت دا بھانڈا
تری نظر دے فیض تھیں پھوڑ بیٹھے

ترے عشق و اُلفت دی منزل چ آ کے
طمع والیاں بیڑیاں بوڑ بیٹھے

ترے مِلن دی تاہنگ دل وچ اے رکھی
سوالاں توں ہو کے ہاں بے لوڑ بیٹھے

خیالاں دے وچ جے توں وسدا رہویں تے
کدی وی نہ شیطان دی کھوڑ بیٹھے

ترا آستاں چھڈ کے جاواں گے کتھے
زمانے ناں کر کے ہاں انجوڑ بیٹھے

ایہہ تیری نگاہ دا کرم ہے کہ نقوی
تیری سوہنی صورت ناں دِل جوڑ بیٹھے

حمد

بسم اللہ پڑھ کے چل قلمیں   لکھ کلمے پاک دی گل قلمیں
دس عظمت عشق حقیقی دی   ہُن ہو کے سر دے بَل قلمیں

کُل عالم دا رب اللہ اے   حق اوّل آخر کلا اے
اے نقوؔی ظاہر باطن وِچ   ہر پاسے اللہ اللہ اے

رب باقی تے لاثانی اے   ایہہ ساری دنیا فانی اے
اے نقوؔی حق تعالیٰ دِی   کُل عالم تے سُلطانی اے

اک خالق، رازق مَولیٰ اے   ایہہ ساری دُنیا رَولا اے
کر ذکر خدا دا اے نقوؔی   جو سب توں اعلیٰ اَولیٰ اے

جے مولیٰ اے تے رَولا نئیں   جے رَولا اے تے مَولیٰ نئیں
جا پُچھو مَستاں رِنداں توں   نقوؔی دا آکھا ہَولا نئیں

اے نقوؔی کہناں سب دا اے   بس ایہو پوناں رب دا اے
جد دل چوں دُوئی کڈھ لیتے   اُس ویلے یار تے لبھدا اے

ہر پاسے تیرا جلوہ اے   پَر دُوئیؔ والا پَردہ اے
اے نقوؔی اپنے پلّے وِچ   نہ فتوٰی اے نہ تقوٰی اے

نعت

حق بیشک کملی والا اے — دو عالم دا رکھوالا اے
اے نقوی تیرا مولیٰ تے — ہر اعلیٰ کولوں اعلیٰ اے

اس گل نوں دلوں بھُلانا نئیں — رب آکھیا ہور گھلانا نئیں
اے نقوی بعد پیغمبر دے — پیغمبر کوئی آنا نئیں

اِک کملی والا کافی اے — وچہ دین دُنی دے شافی اے
اے نقوی غیر تصور ہی — ہر خیر دے عین مُنافی اے

اِک احمد رب دا پیا اے — دو عالم دے لئی دِیا اے
اے نقوی اوہدے باجھوں تے — نہ لگدا کدھرے جیا اے

اوہ سرور سب دا سانجا اے — جد لوندا عشق دا مانجا اے
اے نقوی دل چوں دُوئی دا — کٹ جاندا سارا لانجا اے

اوہ رب دا یار دُلارا اے — اس واسطے کُل پیارا اے
اے نقوی تیرا ماہی تے — دو جگ دا بخشنہارا اے

اوہ دین اسلام دا بانی اے — لافانی اے، لاثانی اے
اے نقوی سارے عالم لئی — رب پاک دی پاک نشانی اے

اوہ ورد ہے سب زباناں دا — مُختار زمین اسماناں دا
اے نقوی تیرا مرشد تے — ہے وارث کُل جہاناں دا

کیا کہنے مدنی پھُل دے نیں — کُل عقدے اُس توں کھُل دے نیں
اے نقوی پاک محمد دے — ہر پاسے جھنڈے جھُلدے نیں

اِک احمد نورِ الٰہی اے — قرآن دی صاف گواہی اے
اے نقوی تیرے آقا دی — ہر دَور چ شاہنشاہی اے

ہے اُمر میری سرکاراں دا — بن یار نبی دیاں یاراں دا
اے نقوی دل بھتیں ہرویلے — ہو طالب پنجاں، باراں دا

عشق و مستی

ہر مست قلندر کہندا اے — رب صورت دے وچ رہندا اے
جے ویکھیں صورت ہر ویلے — تاں نفس دا کوٹھا ڈھیندا اے

کر دل دی دور کدورت نوں — تک صورت وچ بے صوت نوں
کڈھ دل چوں باہر اے نقوی — ایہہ غیراں والی مورت نوں

ہن طعنے توں کی ڈرنا اے — اس دنیا نوں کی کرنا اے
اے نقوی آجا چپ کر کے — جے عشق سمندر ترنا اے

سن نقوی گل اک پکی توں — لے عشق دی میٹھوں پھکی توں
خود اپنے آپ نوں پیسن لئی — جھو عشق دی سجناں چکی توں

اک تھاویں بہناں پیندا اے — دکھ جگ توں سہناں پیندا اے
اے نقوی حق دی خاطر تے — ہر درد نوں سہناں پیندا اے

جد عشق دا لگدا دھکا اے — ناں رہندا اوتھے پھکا اے
اے نقوی وس دا ہر ویلے — اوہ طیبہ تے ایہہ مکہ اے

اس گل اتے جی وسدا اے — جد نفس امارہ پسدا اے
اے نقوی عشق دی مے پی کے — ہر رنگ اندر ہر وسدا اے

جس پایا راز حقیقت دا — اسلام دی پاک طریقت دا
اوہ سچے دل تھیں اے نقوی — سو ادب کرے ہر صورت دا

چھڈ ساریاں نوکاں ٹوکاں نوں — حق دس گئے سید لوکاں نوں
اسلام دی خاطر اے نقوی — شبیر لٹایا جھوکاں نوں

سب تکیا رولا گولا اے — شبیر ہی میرا مولیٰ اے
ایہہ نقوی اوگنہارا تے — اج لکھاں نالوں سوہلا اے

میں غوث پیا دا بردا ہاں — ہر کارن خادم ہر دا ہاں
وچ بحر عماں دے ڈب کے تے — کہہ میراں میراں تردا ہاں

اتحاد بین المسلمین

ایہہ نقویؔ بہت ناکارہ اے — پر مُرشد تارن ہارا اے
اک نظر تکیں عشق دے مکتب دا — جس وسّیا پنتھ نیا سا اے

ہے کہناں پیر قلندر دا — جے پُوناں بھیت توں اندر دا
تک ہر وچ ہر نوں اے نقویؔ — بھن چرخہ نفس مچھندر دا

اسلام دے وچ ترمیم نہ کر — قومیت دی تدمیم نہ کر
اے نقویؔ کملی والے دی — اِس اُمّت نوں تقسیم نہ کر

ہے کہناں رہبرِ جگری دا — جو شیخ ہے اُچیؔ ڈِگری دا
اے نقویؔ فرقہ بندی تے — سامان ہے چوتھی ہجری دا

کی کرناں فِرقہ بندی نوں — چھڈ عادت بھیڑی گندی نوں
اے نقویؔ ہُو دیاں لا ضرباں — ہُن توڑ حسد دی جندی نوں

ہر فرقہ فرق تکیں بن دا اے — حق ہر فرقے نوں بھن دا اے
کر دین نوں قائم اے نقویؔ — تد حق تعالیٰ من دا اے

چھڈ جھگڑا سائیں لوکا توں — دے دین اسلام دا ہوکا توں
جے رب خالق نوں ملناں ایں — رکھ نفس دے گل تے ٹوکا توں

اپریشن تے ہو چُکّا جی — ہُن کیونکر ماریں مُکّا جی
جے لاویں زخم نوں ٹانکے توں — تاں ہریا ہوسی سُکّا جی

پا جوڑن والا ہار میاں — چھڈ توڑن والی کار میاں
دن رات مسیتے جا کے توں — پنج وقت نماز گزار میاں

توں غیر نوں مندا بولیں ناں — وچہ عشق پیار دے ڈولیں ناں
تک نقویؔ اپنے عیباں نوں — ہن عیب کسے دے پھولیں ناں

ہتھ تیرے عقل دی چابی اے — کیوں پیندی فیر خرابی اے
گل اُمّت دے اک ہوون دی — اَج نقویؔ نوں بیتابی اے

جد عشق اساڈا یار ہویا — دل جھگڑیاں توں بیزار ہویا
اک رب دی خاطر نقویؔ نوں — ہر صورت نال پیار ہویا

جد عشق انھیری جھُلّی اے — تد عقل بیچاری بھُلّی اے
اے نقویؔ دل دی دُنیا وچہ — ہر رمز حقیقت کھُلّی اے

ہر مرشد کامل دس دا اے / جو محرم عشق دی نس دا اے
اے نقوی تیرا دلبر تے / ہر صورت دے وچہ وس دا اے

لبھ یار نوں دل دی سوجھت تھیں / تک بے صورت نوں صورت تھیں
اے نقوی دسیا رنداں نیں / جس ڈٹھا، ڈٹھا مورت تھیں

کر خدمت ہر اک بندے دی / رکھ الفت چنگے مندے دی
کر خوب صفائی اے نقوی / اس نفس امارے گندے دی

کٹ رشتہ نفس پرستی دا / پٹ بوٹا اپنی ہستی دا
اے نقوی پی لا چپ کر کے / اک جام پریم دی مستی دا

ایہہ کار بھلا کیہ کیتی توں / پنج وقت نماز نہ نیتی توں
کیہ کھٹیا نقوی دنیا وچہ / جے عشق شراب نہ پیتی توں

ایہہ دنیا کھوٹی کوڑی اے / اک گندی مندی روڑی اے
میں واری اس توں اے نقوی / جس دتی اس نوں موڑی اے

کل دنیا کوڑی بازی اے / گو دیکھن دے وچہ تازی اے
جس چھڈی دنیا اے نقوی / اوہ دین اسلام دا غازی اے

اک دین اسلام ای سچا اے / ہر مسلم ایس دا بچہ اے
آپس وچ ہر اک نفرت تھیں / اے نقوی پکا کچا اے

عصبیت، دین پسندی نئیں / غیریت، دانشمندی نئیں
امت دی خدمت لئی نقوی / اک فرقے دی پابندی نئیں

پھڑ اللہ والی رسی توں / چھڈ فرقے والی کسی توں
اے نقوی جگ توں وکھ ہو کے / پی عشق پریم دی لسی توں

چھڈ جھگڑا شیعہ سنی دا / کی چسکا وکھری کنی دا
اے نقوی صبر دی منزل وچ / کی فرق اے ویہہ تے انی دا

چھڈ ساری سوچ بچار میاں / اج نقد ہے کل ادھار میاں
جے رب دا درشن پوناں ایں / رکھ جگ دے نال پیار میاں

اک پنڈ تے کئی مسیتاں نیں / وکھو وکھ خیال تے نیتاں نیں
اے نقوی پوجا اکو دی / کیہ ہویا اڈ جے ریتاں نیں

اک رب تے اک رسول ہویا / اک دین دا پاک نزول ہویا
اے نقوی اج اک ہوون توں / کیوں تیرا وکھ اصول ہویا

اس گل وچہ شک نہ کائی اے اِکو باپ تے اِکو مائی اے
اے نقویؔ ہر اک مومن تے آپس وچہ بھائی بھائی اے

اِک شمع دے پروانے ہَن پَر اُکھڑے ہوئے دیوانے ہَن
اک کر دے یارب سبھناں نوں ایہہ تیرے سب فرزانے ہَن

ہر دل دے اندر سِک ہووے سینے چوں خارج پھِک ہووے
چڑھدے توں لے کے لہندے تک کُل اُمّت باہم اِک ہووے

تاں اصل حقیقت کھُلّے گی جد فرقہ بندی بھُلّے گی
اے نقویؔ ساری دُنیا تے اسلام دی جھنڈی جھُلّے گی

کُل ولیاں دی گل کوری اے نقویؔ نیں تاہیوں ٹوری اے
وچہ فرقیاں رگڑے جھگڑے نیں اللہ دا رستہ ڈوری اے

جو اللہ کولوں ڈردے نیں کد حسد دے بوہے وڑدے نیں
اے نقویؔ رہندے اک پاسے اوہ کِسے نوں تنگ نہ کردے نیں

ہُن بُغض دے لُوبے بہناں نئیں تنگ نگری دے وچہ رہناں نئیں
نقویؔ دی، خُلق وراثت اے غیراں نوں مندا کہناں نئیں

مَیں عجز دا اک پلندہ ہاں ہر مندے کولوں مندا ہاں
جے نقویؔ حسد توں بچ جاواں تاں قسمت والا بندہ ہاں

نہ پُچھو دنیا کھوٹی دا ایہہ پھِکا شورا بوٹی دا
اے نقویؔ نفس دے پالن لئی سب رگڑا جھگڑا روٹی دا

ایہہ ویلا ہتھ نہ آوناں ایں وچہ قبراں دے جائوناں ایں
اے نقویؔ جے نہ جاگیں توں کل رو رو کے پچھتوناں ایں

ایہہ علم، فقر دوا کھاں نیں جتھوں پایا فیض اے لکھاں نیں
اے نقویؔ بے شک دوہاں نوں ہر وقت خدا دیاں رکھاں نیں

جو فیض آباد چہ ڈیرا اے دُوئی تھیں دُور ودھیرا اے
ساقی دی برکت تھیں نقویؔ ہر کارن ہر دا پھیرا اے

دیہہ صدقہ حضرت میراں[1] دا کر خادم کُل فقیراں دا
اے اللہ رکھیں محشر تک ایہہ ڈیرہ زندہ، پیراں دا

---

[1] حضرت میراں محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

مرا پیرِ دانائے روشن شہاب
دو اندرز فرمود بر روئے آب
یکے آں کہ بر خویش خود بیں مباش
دگر آں کہ بر غیر بد بیں مباش

(شیخ سعدی علیہ الرحمۃ)

غیر بھی ہو تو اُسے چاہیے اچھا کہنا
پر غضب ہے کہ یہ اپنوں کو بُرا کہتے ہیں

(علامہ اقبال علیہ الرحمۃ)

پروفیسر سیّد جلیل نقوی صاحب لاہور

جناب صاحبزادہ سیّد محمد امین علی نقوی صاحب ایک درویش منش، درویش مشرب اور درویش صفت ہستی ہیں۔ ان کے درویشانہ استغناء کے باعث ہی ملک کے علمی و ادبی حلقوں میں ان کا نام اور کام ایک سال قبل تک بالکل غیر معروف رہا ہے اور ان کی درویش منشی اور مستغنی طبیعت نے اس جانب کبھی توجہ کی ضرورت محسوس نہیں کی کہ شعر و سخن کے حلقوں میں اپنا تعارف کرانے کی کوشش کریں یا کم از کم اخباروں اور رسالوں کے ذریعہ ہی اپنے کلام کو متعارف کرائیں، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ان جیسے قادر الکلام شخص آج پورے برصغیر میں کم ہی موجود ہوں گے۔ بھلا آج کے دور میں عربی اور فارسی کے ساتھ وہ دلچسپی اور شغف کہاں باقی رہ گیا ہے کہ ان زبانوں کے ادب و شعر کا ذوق پیدا ہو سکے، چہ جائیکہ کوئی شخص بیک وقت ان دونوں زبانوں میں شعر کہنے کی صلاحیت کا حامل ہو۔

گزشتہ سال سیّد امین علی شاہ نقوی کی کتاب "محمد ہی محمد" شائع ہوئی تو اُس نے حقیقتہً علمی حلقوں کو چونکا دیا تھا۔ اس کی امتیازی خصوصیت یہ تھی کہ پوری کتاب صنعتِ معرا یعنی غیر منقوط تھی اُردو نظم کی اتنی طویل تاریخ میں یہ پہلا نعتیہ دیوان تھا جو صنعتِ غیر منقوط میں ترتیب دیا گیا تھا، ورنہ اس سے قبل ایسی کوئی مثال موجود نہیں ہے۔ اس قسم کا اور اتنا بڑا کارنامہ صرف وہی شخص انجام دے سکتا ہے جو فنِ شعر پر، قدرتِ بیان پر، اور اسرارِ زبان پر پوری طرح حاوی ہو اور اُس کے ساتھ توفیقِ خداوندی بھی شاملِ حال ہو ؏

ہر ایک کا حِصّہ نہیں دیدار کسی کا

اور اب ان کا زیرِ نظر مجموعۂ عشقِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عربی، فارسی، اُردو اور پنجابی چاروں زبانوں پر مشتمل ہے۔ موجودہ زمانے میں ان کا یہ اعزاز بھی غالباً بالکل منفرد ہے کہ وہ ان چاروں زبانوں کے قادر الکلام شاعر ہیں۔ اس مجموعہ کی نعتیں پڑھتے وقت یہ بات واضح طور پر محسوس ہوتی ہے کہ شاعر صرف روایتی مضامین بیان نہیں کر رہا، بلکہ اپنی قلبی کیفیات کا اظہار کر رہا ہے۔ خلوصِ قلب کی اسی صورت نے قادر الکلامی سے مل کر شاعر کی نعت میں بڑا سوز و گداز اور کیف پیدا کر دیا ہے اور اس حصّہ کے اشعار کو بار بار پڑھنے کے قابل بنا دیا ہے۔ نعت گوئی کے وقت ہمارے شاعر پر ایسی کیفیت کا عالم طاری ہوتا ہے کہ وہ صُوری طور پر اپنے کلام کو خوبصورت بنانے کی شاید غیر شعوری کوشش کرتا ہے۔ اس کوشش کا التزام صرف نعت کے حِصّے میں ہی نظر آتا ہے۔ مثال کے طور پر تجنیس اور رعایتِ لفظی کی صنعت کو جگہ جگہ بڑی خوبصورتی سے استعمال کیا ہے جسے دیکھ کر بے اختیار زبان سے سُبحان اللہ نکل جاتا ہے۔

زیرِ نظر مجموعہ کا بیشتر حصّہ اُردو کلام پر مشتمل ہے، لیکن جہاں تک دوسری زبانوں میں لکھے گئے کلام کا تعلق ہے، اس میں بھی وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جو اُن کے اُردو کلام کا امتیاز ہیں، بلکہ مزید اُمید رکھنی چاہیے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نقوی صاحب کی صورت میں ہماری ادبی تاریخ کو ایک ایسا بلند ا صُوفی شاعر مل جائے گا، جس کی مثالیں صدیوں تک دی جایا کریں گی۔

جلیل نقوی

۴/۶۱ جہاں زیب بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور

باسمہٖ

ہمسرِ اعجاز

جناب پروفیسر خالد بزمی صاحب لاہور

آج کا دَور وہ دَور ہے کہ بعض نوجوان شعراء اپنے اُستادوں سے چند غزلیں لے کر پھولے نہیں سماتے اور اُن کے قدم زمین پر نہیں ٹکتے، بلکہ وہ اپنے زعم میں آسمان پر اُڑتے ہیں۔ ایسے دور میں اگر کوئی صوفی شاعر بیک وقت عربی، فارسی، اُردو اور پنجابی کا نغز گو اور پختہ مشق شاعر ہو اور وہ اسی ملک کے کسی شہر کے ایک گمنام جنگل میں ایک درویش کی طرح زندگی گزار رہا ہو۔ اسے نہ اپنی فنکاری کا زعم ہو اور نہ وہ اپنے آپ کو نمایاں کرنے کے لیے اخبار و رسائل میں چھپنے چھپانے کا خواہشمند ہو، بلکہ وہ اپنی درویشی اور بے نیازی ہی پر قانع ہو تو آج اس کی مثال کہاں ملے گی۔ میں جس درویش اور نام و نمود سے بے نیاز شخص کا ذکر کر رہا ہوں، وہ ہیں صاحبزادہ سید محمد امین علی نقوی قادری صابری:

مجھے خاک میں ملا کر مری خاک بھی اُڑا دے
ترے نام پر مٹا ہوں مجھے کیا غرض نشاں سے

صاحبزادہ سید محمد امین علی نقوی کے لیے اُردو اور پنجابی زبان تو خیر اپنی زبان اور بولی کی حیثیت سے عام اور آسان ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ ان کو عربی اور فارسی میں بھی مشکل سے مشکل اشعار کہنے یا نظم لکھنے میں زیادہ کاوش سے کام نہیں لینا پڑتا اور یہ بات کثرتِ مطالعہ اور مسلسل مشق و تجربہ کے بغیر نہ صرف مشکل بلکہ بہت حد تک ناممکن ہے۔ میں شاعر موصوف کی مشّاقی اور تجربہ کاری کے سلسلے میں ایک مثال کو کافی سے زیادہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے سینکڑوں کی تعداد میں غیر منقوط

اشعار بھی کہے ہیں، جو محمد ہی محمد کتاب کی صورت میں موجود ہیں۔ اس کے بعد اُن کی زبان دانی
اور کہنہ مشقی کے سلسلے میں کسی اور مثال کی ضرورت شاید کم ہی رہ جاتی ہے۔

سید محمد امین علی نقوی صاحب کے عارفانہ کلام کا بہت کم حصہ اب تک چھپ سکا ہے
اور بہت زیادہ حصہ ابھی تک قدردانوں کی نظروں سے پوشیدہ ہے۔ اس بات کی شدید
ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ کوئی ناشر یا اشاعتی ادارہ اس کارِ خیر کی طرف جلد متوجہ ہو، کیونکہ
سید امین نقوی صاحب کی شاعری بقول علامہ اقبال ایک ایسے ہنر پر مبنی ہے جو ضربِ
کلیمی رکھتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مجھے اس سے زیادہ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ ع

مُشک آں است کہ ببوید نہ کہ عطار بگوید

مثالیں میں دانستہ نہیں دُوں گا کہ ان کا ہر شعر اپنی جگہ ایک مثال ہے۔ جب سید
امین نقوی صاحب کا عربی، فارسی، اُردو اور پنجابی کلام چھپ کر منظرِ عام پر آئے گا، تو
انشاء اللہ اپنوں کے ساتھ بیگانے بھی اس کی خوبیوں کے اعتراف پر مجبور ہو جائیں گے۔

میری دلی خواہش اور دُعا ہے کہ سید نقوی صاحب کے عاشقانہ جذبات و
محسوسات جلد از جلد لوگوں تک پہنچیں۔ ان کی شاعری انشاء اللہ ضرور دین، اخلاق،
معاشرت، علم اور ادب کے میدان میں تعمیر کا کام دے گی

(پروفیسر، خالد بزمی ایم اے عربی، اُردو،
علومِ اسلامیہ (گولڈ میڈلسٹ)
صدر شعبۂ عربی گورنمنٹ ایم۔ اے۔ او کالج لاہور

تاثرات

پروفیسر سید احسن زیدی صاحب۔ فیصل آباد

شاعری انسان کے روحانی سفر کی سرگزشت ہے۔ اس سفر میں اس پر جو کچھ گزرتی
ہے۔ اس کو حُسن و خوبی سے بیان کر دینا کمالِ فن ہے۔

ایک شاعر نے شاید اسی لیے کہا تھا ؎

دُنیا نے تجربات و حوادث کی شکل میں
جو کچھ مجھے دیا ہے، وہ لوٹا رہا ہوں میں

جناب صاحبزادہ سید محمد امین نقوی صاحب جس منزل کے راہی ہیں، اس میں خدا،
رسول اور بزرگانِ دین کو بڑی اہمیت حاصل ہے، چنانچہ اُن کا زیرِ نظر دیوان حمد، نعت اور
منقبت سے عبارت ہے۔ یہ موضوعات ان کی والہانہ عقیدت و محبت کے مرکز و محور ہیں۔
اس مجموعہ سے قبل نقوی صاحب کا ایک غیر منقوط شعری مجموعہ محمد ہی محمد کے نام سے شائع
ہو کر داد و تحسین حاصل کر چکا ہے جس میں نقوی صاحب نے قدرتِ زبان و بیان کا بے مثال نمونہ
فراہم کیا ہے اور ناقدانِ فن نے اسے اُردو شاعری میں ایک گراں قدر اضافہ قرار دیا ہے اور
اب ان کی زیرِ نظر کتاب "عشقِ محمد" بھی ان کی قادر الکلامی کا ایک بیّن ثبوت ہے۔ اگرچہ انہوں نے
شاعری کو قدرتِ کلام کے اظہار کے لیے استعمال نہیں کیا، بلکہ اس کے وسیلے سے انہوں نے
تبلیغِ دین کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی اس علمی و ادبی کاوش کو قبول و منظور فرمائے۔ آمین!

ڈاکٹر احسن زیدی
شعبۂ ادبیات اُردو گورنمنٹ کالج، فیصل آباد
۱۷/۵/۸۹

زندہ باد ایہن دا کارنامہ

تحریر: جناب سید زیارت حسین شاہ صاحب رضوی

لکھی پہلی کتاب تے خوب لکھی، دُوجی لکھی تے ایہہ وی کمال لکھی
جے کر اوہ سوہنی بے نظیر ہیسی ایدھر ایہہ سوہنی بے مثال لکھی
لکھی عشق رسول وچہ ڈُب کے اوہ ایہہ وی خوب پیار دے نال لکھی
اودھر نقطیوں بناں سی حرف جوڑے ایدھر لفظ سوہنے کر کے بھال لکھی

زندہ باد ایہن دا کارنامہ بعد مرن دے وی زندہ ناں رہنا
جیہڑا نعت والا بوہڑ بیجیا اے حشر تیک اُس کر دیاں چھاں رہنا

سخنوراں نوں منناں پے گیا اے ہے ایہہ جگ اندر سخنور اُچا
پنجتن پاک دے نے خاندان وچوں ایدا گھر اُچا اسدا در اُچا
عشق نبی دے وچہ مخمور ہو کے جے کر شعر لکھیا لکھیا پر اُچا
چُبھی مار کے عشق دے بحر وچوں جو وی لعل لبھا لبھیا پر اُچا
لکھن لگیاں قلم نہ رُک دا اے ایدا قلم خود ہے کھڑی کا ہی دا اے
کرم ایدھے تے نقی امام دا اے سایہ ایدھے اُتے مدنی ماہی دا اے

نقوی صاحب تے مان ایں شاعراں نوں وڈے وڈے ایہنوں شاعر من دے نیں
پڑھ کے شعر ایدھے سدا داد دیندے واقف کار جو ادب دے فن دے نیں
اینہاں شعر کتاب وچ لکھے جیہڑے آکڑ گیاں کتاباں دی بھن دے نیں
کوئی کسر نئیں کے بیان دے وچہ شعر چمکدے انگ ہیئے چن دے نیں

نئیں جگ دے وچہ نقاد دسدے ایدھے شعر اُتے انگل دھرن والے
کدی کدی جہان وچہ ہوندے پیدا گلاں پکیاں پیڈیاں کرن والے

خوبصورت حسین تصوراں دی لیندی موہ مُصوّر تصویر تیری
نعت لکھن والے تینوں من گئے نیں ہوئی خوب مشہور تحریر تیری
راہ حضرت حسان دا لبھیو ای چنگی ہو گئی یار اخیر تیری
کرم کیتا اے پیر اُستاد تیرے کایا پلٹ گئی اے میرے ویر تیری
پُر تاثیر الفاظ تحریر کیتے پڑھیاں وجد اے ہُندا کلام دے نال
انج لگ دا اے جیویں قلم تیرا اُدھل کے آیا اے کوثر دے جام دے نال

موتی کڈھ تصور دی سپ وچوں سُچے ہار پروئے نیں خوب نقوی
بحر وزن تے قافیے تنگ لے کے ثابت قدم کھلوتے نیں خوب نقوی
غم یار دا رکھ کے وچہ سینے وچو وچ ای روئے نیں خوب نقوی
رو رو کے اپنے ہنجواں تھیں دفتر عیباں دے دھوئے نیں خوب نقوی
حافظ، رومی تے میر انیس، جامی زیارت ہوئے مشہور جہان دے وچہ
نقوی پیروی کسے توں گھٹ نا ہیں لیا تول اے ادب میزان دے وچہ

ازسید زیارت حسین جمیل رضوی، صدر بزم نوید علم و ادب،
غلام محمد آباد کالونی، فیصل آباد، پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آخر

اللہ تبارک و تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے مجھے عربی، فارسی، اُردو اور پنجابی نعت کی اتنی طویل تاریخ کے باوجود سب سے پہلے ایک غیر منقوط نعتیہ دیوان کو محمدِ ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حسین و جمیل صورت میں لکھنے کی توفیق بخشی جو اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک اسم باقی کے اعداد ایک سو تیرہ کی مناسبت سے ایک سو تیرہ منظومات پر مشتمل ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بے پایاں فضل و کرم سے میرے لیے اس پہاڑ جیسے مشکل ترین علمی کام کو نہایت آسان فرمایا۔

یہ اُس کی دین ہے جسے پروردگار دے

اور ساتھ ہی محبت کے سفیر، روشنی کے مسافر اور دل و دماغ کے ساتھی جناب صوفی محمد بوٹا سالک صاحب قادری جنرل سیکرٹری مرکزی انجمن مفادِ عامہ غلام محمد آباد کالونی، فیصل آباد اور خلوص و پیار کے میدان میں کبھی نہ تھکنے والے زندہ دل برخوردار اور وفادار دوستوں میں سے جناب صابر علی صاحب سالک قادری اور حضرت مولانا محمد سعید القادری صاحب اور جناب صوفی محمد اقبال خاکی القادری صاحب کی خدمت میں اپنی دلی دعاؤں کا گلدستہ پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے میری تخلیقات کی تالیف سے لے کر طباعت و اشاعت کے آخری مراحل تک میرے ساتھ بھرپور تعاون فرمایا اور اپنی انتھک محنت اور لگن سے انہیں نہایت خوبصورت اور معیاری انداز سے منظرِ عام پر لانے میں کامیابی سے ہمکنار ہوتے ع

دلشاد و بامراد رہیں مہرباں میرے

ہم اپنے پہلے امتحاں میں کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں اس کا اندازہ ملک کے مندرجہ ذیل مشہور اہلِ دل اور اہلِ قلم حضرات کے افکار و آرا سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ ان اکابر نے کھلے دل سے اُردو

نعت کی سب سے پہلی معرکہ آرا اور مایہ ناز کتاب محمدِ ہی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پذیرائی فرما کر قارئین کرام سے اپنے فکر و قلم کا لوہا منوا لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین، ثم آمین!

حضرت باواجی ابوانیس صوفی محمد برکت علی لودیانوی بانی دارالاحسان، فیصل آباد

حضرت ——— صوفی عبدالصمد خاں صاحب، دارالاحسان، فیصل آباد

جناب بشیر احمد مرزا صاحب، مبصر روزنامہ عوام، فیصل آباد فیصل آباد

حضرت پیر سید صفدر حسین شاہ صاحب ہزاروی قادری، رضا آباد، فیصل آباد

حضرت مولانا حکیم تاج الدین صاحب صابری، فیصل آباد

جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی صاحب، مدن پورہ، فیصل آباد

جناب پروفیسر ڈاکٹر سید احسن زیدی صاحب، غلام محمد آباد کالونی، فیصل آباد

جناب عبدالوحید اختر صاحب، فیصل آباد

جناب محمد اقبال شیدا صاحب، فیصل آباد

جناب حاجی مکرم لدھیانوی صاحب، فیصل آباد

جناب طالب حسین قادری صاحب، نائبِ صدر پنجابی بزمِ بسمل، فیصل آباد

جناب صوفی محمد معروف صمدانی صاحب، فیصل آباد

جناب مولانا صوفی عبدالغفار صاحب قادری، فیصل آباد

جناب سید زیارت حسین شاہ صاحب رضوی، فیصل آباد

جناب محمد فاروق صاحب بن محمد اسماعیل صاحب اور دیگر کئی حضرات، فیصل آباد

حضرت خواجہ شمس الدین عظیمی صاحب، مدیرِ اعلیٰ ماہنامہ رُوحانی ڈائجسٹ، کراچی

جناب شہزاد احمد صاحب مبصر ماہنامہ رُوحانی ڈائجسٹ، کراچی

جناب علامہ ولی محمد رازی صاحب، مصنف "ہادیٔ عالم" کراچی

حضرت مولانا علامہ مفتی فیض احمد صاحب فیض، جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف، راولپنڈی

جناب پروفیسر محمد زمان صاحب، دیال سنگھ کالج لاہور

جناب پیر دلاور حسین قادری چشتی اویسی، گوجرہ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ

جناب طالب ہاشمی صاحب مبصر ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور

جناب اصغر حسین خاں صاحب نظیر لدھیانوی مبصر ماہنامہ شام و سحر، لاہور

جناب پروفیسر ڈاکٹر سید آفتاب احمد نقوی صاحب مبصر ہفت روزہ استقلال، لاہور

جناب عابد حسین صاحب مبصر ماہنامہ ماہِ نو لاہور

جناب پروفیسر حفیظ صدیقی صاحب مبصر ماہنامہ کتاب لاہور

جناب پروفیسر سید خورشید حسین بخاری صاحب مبصر ماہنامہ کتاب، لاہور

جناب ڈاکٹر انور سدید صاحب مبصر روزنامہ جنگ، لاہور

جناب پروفیسر عطاء الحق قاسمی صاحب مبصر روزنامہ نوائے وقت، لاہور

جناب سعید بدر صاحب مبصر روزنامہ امروز لاہور

حضرت علامہ سید شبیر حسین بخاری صاحب، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور

جناب پروفیسر ڈاکٹر سید آفتاب احمد نقوی صاحب، دیال سنگھ کالج، لاہور

جناب پروفیسر خالد بزمی صاحب ایم اے او کالج، لاہور

جناب پروفیسر سید جلیل نقوی صاحب ایم اے او کالج، لاہور

جناب محمد اقبال زخمی صاحب، مدیر ماہنامہ لکھاری لاہور

حضرت علامہ محمد صادق قصوری صاحب، منڈی برج کلاں، ضلع قصور

حضرت علامہ سید خورشید احمد گیلانی صاحب، بانی ادارہ ایوانِ اتحاد، حافظ آباد، گوجرانوالہ

جناب کنور شوکت علی خاں صاحب کنوینر بہادر شاہ ظفر میموریل سوسائٹی پاکستان جھنگ شہر

حضرت علامہ سید محفوظ الحق شاہ صاحب خطیب اعظم بورے والہ، ضلع وہاڑی

اور آخر میں جناب محمد عاشق حسین ہاشمی صاحب خوشنویس کے لیے بھی دعاگو ہوں کہ آپ نے حسنِ کتابت کا مظاہرہ فرما کر بہت سے دلوں کو مسحور کر دیا ہے۔

۱۴ جمادی الآخر ۱۴۰۷ھ

سید محمد امین علی نقوی

- **محمد ہی محمد** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم — اُردو ادب میں سب سے پہلا غیر منقوط نعتیہ دیوان
- **عِشقِ محمد** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم — عربی، فارسی، اُردو اور پنجابی زبان میں نعتیہ دیوان
- **شجرہ حسینیہ** — نقوی سادات کا نسب نامہ
- **قصیدہ امینیہ** — عربی نعتیہ دیوان

ملنے کے پتے

- مرکز یاحیُّ یاقیّومُ فیض آباد، فیصل آباد، پاکستان
- بابُ الھدیٰ اسلام گڑھ، میرپور، آزاد کشمیر